شبِ براءت کی فضیلت

بجواب

"شبِ براءت کیا ہے؟" مؤلفہ حبیب الرحمٰن صدیقی

تألیف

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم

استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک

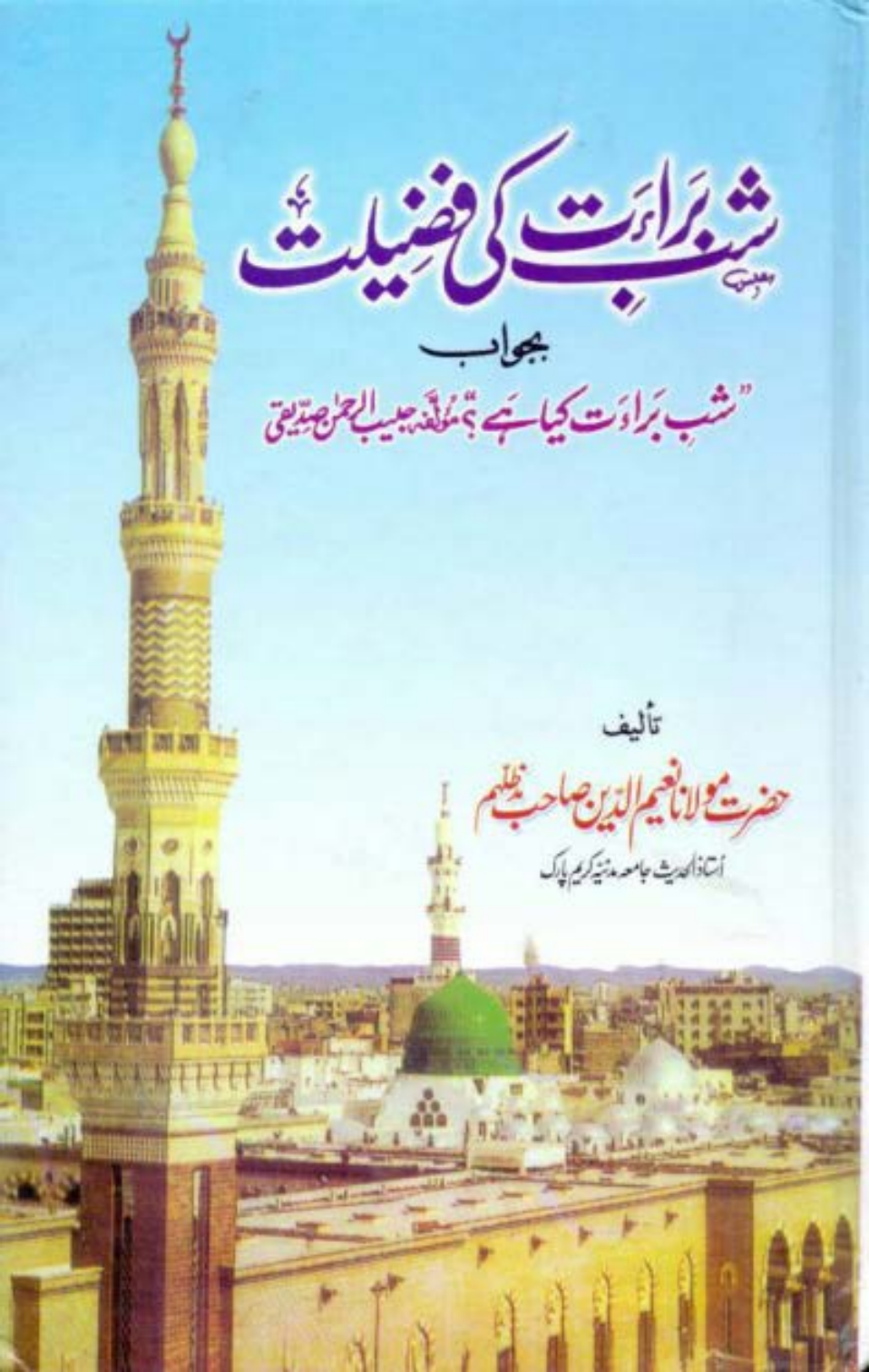

Telegram : t.me/pasbanehaq1

نام کتاب ——— شبِ برات کی فضیلت

مصنف ——— مولانا نعیم الدین

کل صفحات ——— ۱۹۲

طبع اول ——— جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ / اکتوبر ۱۹۹۵ء

پریس ———

ناشر ——— مکتبہ قاسمیہ ۱۷، اردو بازار لاہور

تعداد ———

قیمت ———

Telegram : t.me/pasbanehaq1

فہرست مضامین

گزارشِ احوال۔ ۶

شبِ براءت کی فضیلت ۱۱

شبِ براءت۔ ۱۲

اس شب میں کیا ہوتا ہے۔؟ ۱۳

شبِ براءت میں اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور چند افراد کے سوا باقی سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ ۱۶

شبِ براءت میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتے ہیں جس کی برکت سے سوائے چند افراد کے سب کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ ۱۹

شبِ براءت میں ایک منادی کی ندا۔ ۲۴

شبِ براءت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے اور شب بیداری کی۔ ۲۵

شبِ براءت میں شب بیداری اور صبح روزہ رکھنے کا حکم۔ ۳۱

شبِ براءت سے متعلق احکام و مسائل۔ ۳۲

ایک شبہہ کا دفعیہ۔ ۳۵

ایک اعتراض اور اس کا جواب۔ ۳۵

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کشف۔ ۳۹

شبِ براءت میں نظرِ رحمت سے محروم رہنے والے لوگ۔ "

شبِ براءت میں شب بیداری کیسے کی جائے؟ ۴۷

بعض کتابوں میں بزرگوں سے منقول خاص نوافل اور اعمال کی حقیقت۔ ۴۸

کیا شبِ براءت میں شب بیداری کے لیے ساری رات جاگنا ضروری ہے

Telegram : t.me/pasbanehaq1

اگر نہیں تو کس حصّہ میں جاگنا زیادہ افضل ہے ؟	۴۹
شبِ بیداری کے لیے مساجد میں اکٹھا ہونا۔	۵۰
شبِ برات میں مسجد کے اندر شب بیداری سے متعلق حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا ارشاد۔	۵۳
شبِ برات میں کی جانے والی بدعات۔	۵۶
آتش بازی۔	۵۶
چراغاں۔	۵۷
حلوے مانڈے کی رسم۔	۵۸
"شبِ برات کیا ہے ؟" مؤلفہ حبیب الرحمٰن صدیقی کا جواب۔	۵۹
صدیقی صاحب کی شخصیت اور ان کے عقائد و نظریات۔	۶۱
برادت کے تبرّی کے ہم معنیٰ ہونے کی بحث۔	۷۱
جواب۔	۷۲
لیلۂ مبارکہ کی بحث۔	۸۴
حضرت عکرمہؒ کے حالات اور اُن کی توثیق۔	۸۵
صدیقی صاحب کی دروغ گوئی۔	۸۹
صدیقی صاحب کا تضاد۔	۹۱
حضرت عثمان بن محمد بن مغیرہؒ کی روایت۔	۹۲
عبد اللہ بن صالح کی توثیق۔	۹۴
صدیقی صاحب کی دھوکہ دہی اور بہتان تراشی۔	۹۶
صدیقی صاحب کی جہالت۔	۱۰۱
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث۔	۱۰۲

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب کی اصولِ حدیث سے جہالت۔ ۱۰۵

صدیقی صاحب کا جھوٹ۔ ۱۰۶

حجاج بن ارطاۃ کی توثیق۔ ۱۰۷

صدیقی صاحب کی دھوکہ دہی۔ ۱۱۸

صدیقی صاحب کا جھوٹ۔ ۱۲۱

صدیقی صاحب کی خیانت۔ ۱۲۲

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ ۱۲۹

صدیقی صاحب کا حدیث شریف کے ساتھ استہزاء اور انکی جہالت۔ ۱۲۹

صدیقی صاحب کی جہالت اور خیانت۔ ۱۳۲

ابن لھیعہ کے حالات اور اُن کی توثیق۔ ۱۳۵

منکر کا معنیٰ۔ ۱۴۰

صدیقی صاحب کی جہالت۔ ۱۴۵

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت۔ ۱۴۵

صدیقی صاحب کی جہالت اور دھوکہ دہی۔ ۱۴۶

صدیقی صاحب کی اصولِ حدیث سے جہالت۔ ۱۵۵

صدیقی صاحب کی دروغ گوئی۔ ۱۵۷

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ ۱۶۰

صدیقی صاحب کی دروغ گوئی اور خیانت۔ ۱۶۹

صدیقی صاحب کے بہتانات۔ ۱۷۹

صدیقی صاحب کی شبِ برات سے متعلق بڑی کتاب کا تجزیہ۔ ۱۸۲

صدیقی صاحب کی دھوکہ دہی۔ ۱۸۲

Telegram : t.me/pasbanehaq1

گزارشِ احوال

ہمیں کل دیکھنے میں آرہا ہے کہ صدیوں سے طے شدہ مسائل اور اسلاف سے منقول و متوارث اعمال میں لے دے کرنا اور اپنی خود ساختہ تحقیق کی بنیاد پر ان مسائل و اعمال کی اہمیت کو ختم کرنا ایک فیشن بن گیا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ عوام الناس صراطِ مستقیم سے قریب ہونے کے بجائے دُور ہوتے جارہے ہیں، جدید دور کے جدید محققین کچھ ایسی تحریرات سامنے لارہے ہیں جو ایمان و یقین میں اضافہ کا موجب بننے کے بجائے ان میں تزلزل کا سبب بن رہی ہیں اور اُن سے صرف عوام ہی نہیں اچھے خاصے سمجھ دار اور دینی و مذہبی شعور رکھنے والے لوگ بھی متاثر ہو رہے ہیں۔

ان جدید محققین کے تختۂ مشق بننے والے مسائل میں سے ایک شبِ برأت کی فضیلت کا مسئلہ بھی ہے، ہمارے اسلاف و اکابر ہمیشہ سے اس شب کی فضیلت اور اس میں شب بیداری و عبادت گزاری کے قائل و فاعل رہے ہیں، کبھی کسی نے اس شب کی فضیلت کا انکار نہیں کیا، اس لیے چاہیئے تو یہ تھا کہ اسلاف و اکابر کے نظریہ کے مطابق اس شب کی فضیلت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس میں شب بیداری و عبادت گزاری کو معمول بنایا جاتا، لیکن ہو یہ رہا ہے کہ بہت سے لوگ اس شب کی فضیلت کے منکر ہو گئے ہیں اور اس شب میں شب بیداری و عبادت گزاری کو بُرا سمجھنے لگے ہیں، اسی پر بس نہیں یہ لوگ تحریراً و تقریراً اپنے ساتھ دوسروں کی گمراہی کا بھی سبب بن رہے ہیں۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

اس صورت کے پیش نظر راقم الحروف نے ماہنامہ "انوار مدینہ" لاہور میں شب برات سے متعلق ایک مفصل و مدلل مضمون لکھا تھا جس میں کتاب و سنت کی روشنی میں اس شب کی شرعی حیثیت کو اجاگر کیا گیا تھا، بعد میں خیال ہوا کہ اس شب کی فضیلت کے خلاف لکھے جانے والے لٹریچر کا بھی جائزہ لینا چاہیئے تاکہ وہ عوام الناس کی گمراہی کا سبب نہ بنے، اس سلسلہ میں احقر نے تگ و دو کی تو کراچی کے حبیب الرحمٰن صدیقی صاحب کی چھوٹی بڑی تصانیف سامنے آئیں "شب برات کیا ہے؟" اور "شب برات کی حقیقت"۔ ان دونوں تصانیف کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ صدیقی صاحب نے ان میں انصاف کا خون کرتے ہوئے انتہائی دجل و تلبیس اور دھوکہ دہی سے کام لیا ہے اور ان تصانیف میں سوائے اس کے کہ فضائل اعمال میں وارد احادیث پر بلا جواز جرح کر کے ان کی اہمیت ختم کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور کچھ نہیں۔ حالانکہ فضائل اعمال میں وارد ہونے والی احادیث کی نوعیت احادیث احکام سے مختلف ہوتی ہے۔ اصول حدیث کی رو سے فضائل اعمال میں وارد احادیث کی اسناد میں تساہل سے کام لیا جاتا ہے اور ان کی زیادہ جانچ پرکھ نہیں کی جاتی، چنانچہ

امام سخاوی شافعیؒ (م ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

"امام بیہقیؒ نے "المدخل" میں اس کی بابت ابن مہدیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حلال و حرام اور احکام کے بارے میں کوئی حدیث روایت کرتے ہیں تو اسانید میں سختی سے کام لیتے ہیں اور رجال کی خوب جانچ پرکھ کرتے ہیں اور جب ہم فضائل اعمال میں اور ثواب و عقاب میں کوئی حدیث روایت کرتے ہیں تو اسانید میں نرمی اور رجال میں چشم پوشی سے کام لیتے ہیں" میمونی کی روایت میں امام احمدؒ کے الفاظ اس طرح ہیں کہ زہد و رقاق کی حدیثیں تساہل کی مل ہیں حتیٰ کہ کوئی ایسی چیز آجائے جس میں کوئی حکم ہو۔"[1]

---

[1] فتح المغیث ج ۱ ص ۲۳۶

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب اگر اصول حدیث کے اس ضابطے کو پیش نظر رکھتے تو انہیں شب برات کی فضیلت کے خلاف کتابیں لکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی، کیونکہ شب برات کی فضیلت کے سلسلہ میں وارد احادیث ایک تو فضائل اعمال سے متعلق ہیں جن میں ویسے ہی نسامل و چشم پوشی جائز ہے، دوسرے وہ احادیث ایسی ہیں جن کے شواہد و متابع موجود ہیں اور ایسی احادیث فضائل اعمال تو معمولی بات ہے احکام میں بھی حجت ہوتی ہیں تیسرے وہ احادیث شدید قسم کی ضعیف اور موضوع نہیں ہیں کہ ان سے استدلال صحیح نہ ہو بلکہ وہ حسن اور صحیح لغیرہ کے درجے کی ہیں جو بلا خلاف حجت ہوتی ہیں چوتھے شب برات میں شب بیداری اور عبادت گزاری اسلاف سے متوارث چلی آرہی ہے فقہاء نے باقاعدہ اس کے احکام لکھے ہیں، اور کسی عمل کا اسلاف سے متوارث چلے آنا خود اس عمل کے صحیح ہونے کی ایک دلیل ہے، اس صورت میں ہمیں صدیقی صاحب کی کتابوں کے جواب دینے کی ضرورت نہیں تھی، لیکن چونکہ یہ کتب عوام الناس کی گمراہی کا سبب بن رہی ہیں اس لیے ہم نے ان کا جواب دینا ضروری سمجھا،

ہماری یہ تحریر دو حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے میں شب برات کی فضیلت سے متعلق وہ مضمون ہے جو ماہنامہ انوار مدینہ میں "فضیلت کی راتیں" کے زیر عنوان چھپا تھا دوسرے حصے میں صدیقی صاحب کے رسالے شب برات کیا ہے؟ کا جواب ہے۔

یاد رہے کہ ہم نے اپنی اس تحریر میں صدیقی صاحب کے رسالے کا جواب لکھا ہے، جس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ یہ بڑی کتاب کا خلاصہ ہے اور تمام ضروری باتیں اجمالاً اس میں آگئی ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگ مختصر ہونے کی وجہ سے اسی کو زیادہ پڑھتے ہیں بڑی کتاب کی طرف التفات کم ہوتا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ بڑی کتاب کا جواب بھی ظاہر ہے کہ بڑا ہی ہوتا جو سبب بن سکتا تھا عدم التفات کا،

اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے ہمیں پورا یقین ہے کہ قارئین اس

Telegram : t.me/pasbanehaq1

جواب کو پڑھ کر ضرور اس بات کا اندازہ لگالیں گے کہ صدیقی صاحب نے اپنی کتابوں میں محض دجل و فریب اور دھوکہ دہی سے کام لیا ہے اور ان کی یہ جدید تحقیق حقیقتاً کوئی تحقیق نہیں تشکیک ہے۔ اور شب برات کی فضیلت سے متعلق انکا نظریہ اسلاف کے نظریہ سے متعارض و متصادم ہونے کی بناء پر گمراہ کن ہے، اس لیے ان کی کتابوں سے متاثر اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

قارئین محترم : ہم نصیحت و خیر خواہی کے جذبہ سے انتہائی دیانت داری کے ساتھ یہ عرض کریں گے کہ صدیقی صاحب نے اپنی سب نئی کتابوں میں دجل و فریب اور دھوکہ دہی سے کام لیا ہے اس لیے عوام ان کے دام تزویر میں نہ آئیں گمراہی سے بچیں اور صراط مستقیم کو اپنائیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس جوابی تحریر کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرما کر اسے عوام الناس کی ہدایت اور ہماری نجات کا ذریعہ بنادے۔ آمین بجاہ سید المرسلین سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

نعیم الدین

Telegram : t.me/pasbanehaq1

Telegram : t.me/pasbanehaq1

Telegram : t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہِ شعبان المعظم میں ایک رات آتی ہے جو بڑی فضیلت و بزرگی والی رات ہے جلیل القدر تابعی حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳ھ) فرماتے ہیں۔

"مَا مِنْ لَيْلَةٍ بَعْدَ لَيْلَةِ الْقَدْرِ أَفْضَلُ مِنْ لَيْلَةِ نِصْفِ شَعْبَانَ" [1]

لیلۃ القدر کے بعد شعبان کی پندرھویں شب سے زیادہ کوئی رات افضل نہیں۔

اس رات کے کئی نام ہیں۔

① لیلۃ المبارکہ : برکتوں والی رات۔

② لیلۃ الرحمۃ : اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاصہ کے نزول کی رات۔

③ لیلۃ الصَّكّ : دستاویز والی رات۔

④ لیلۃ البراءۃ : دوزخ سے چھٹکارا ملنے اور بری ہونے کی رات۔

---

[1] لطائف المعارف لابن رجب الحنبلی ص ۱۴۵

Telegram : t.me/pasbanehaq1

عرفِ عام میں اسے شبِ برارت کہتے ہیں ۔ شب کے معنیٰ فارسی میں رات کے ہیں اور برارت عربی کا لفظ ہے جس کے معنیٰ بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں، چونکہ اس رات رحمتِ خداوندی کے طفیل لاتعداد انسان دوزخ سے نجات پاتے ہیں اس لیے اس رات کو "شبِ برارت" کہتے ہیں، یہ شعبان کی پندرھویں شب ہوتی ہے، احادیثِ مبارکہ میں اس شب کی بڑی فضیلت اور خصوصیات ذکر کی گئی ہیں، پہلے ہم تفصیل سے وہ احادیث ذکر کرتے ہیں اس کے بعد جو احکام و مسائل ان احادیث سے مستنبط ہوتے ہیں وہ ذکر کیے جائیں گے، آج کل چونکہ شبِ برارت کی فضیلت میں وارد ہونے والی احادیث کے متعلق یہ گمراہ کن پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ "یہ احادیث سب کی سب یا تو موضوع و من گھڑت ہیں یا شدید قسم کی ضعیف ہیں" اس لیے ہم ان احادیث کی سندی حیثیت بھی تفصیل کے ساتھ حاشیہ میں ذکر کریں گے تاکہ اس گمراہ کن پروپیگنڈہ کی اچھی طرح سے قلعی کھل جائے اور ان لوگوں کو سادہ لوح عوام کے گمراہ کرنے کا موقعہ نہ ملے، لیجیے، پہلے وہ احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

اس شب میں کیا ہوتا ہے؟

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ	سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ
هَلْ تَدْرِيْنَ مَا فِيْ	نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے
هٰذِهِ اللَّيْلَةِ يَعْنِيْ	اس رات یعنی شعبان کی
لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ	پندرھویں شب میں کیا ہوتا

Telegram : t.me/pasbanehaq1

شَعْبَانَ قَالَتْ ما فِيهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ فِيهَا اَنْ يُكْتَبُ كُلُّ مَوْلُوْدٍ بَنِيْ آدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَ فِيهَا اَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِّنْ بَنِيْ آدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيهَا تُرْفَعُ اَعْمَالُهُمْ وَ فِيهَا تُنْزَلُ اَرْزَاقُهُمْ [1]

ہے، انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس شب میں یہ ہوتا ہے کہ اس سال میں جتنے بھی پیدا ہونے والے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے اس سال مرنے والے ہیں وہ سب بھی اس رات میں لکھ دیے جاتے ہیں اور اس رات میں سب بندوں کے اعمال (سارے سال کے) اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں لوگوں کی مقررہ روزی اترتی ہے۔

(الحدیث)

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ

حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے تو خدا

---

[1] مشکوٰۃ، ص ۱۱۵

Telegram : t.me/pasbanehaq1

النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ
دُفِعَ إِلٰى مَلَكِ
الْمَوْتِ صَحِيفَةٌ
فَيُقَالُ اقْبِضْ مَنْ
فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ
فَإِنَّ الْعَبْدَ
لَيَغْرِسُ الْغِرَاسَ وَيَنْكِحُ
الْأَزْوَاجَ وَيَبْنِي
الْبُنْيَانَ وَإِنَّ
اسْمَهُ قَدْ نُسِخَ
فِي الْمَوْتٰى" [1]

کی طرف سے ایک فہرست
ملک الموت کو دی جاتی ہے
اور حکم دیا جاتا ہے کہ جن جن
لوگوں کا نام اس فہرست میں
درج ہے اُن کی روحوں کو
قبض کرنا، کوئی بندہ تو باغوں
کے درخت لگا رہا ہوتا ہے
کوئی شادی کرتا ہوتا ہے کوئی
تعمیر میں مصروف ہوتا ہے
حالانکہ اس کا نام مُردوں کی
فہرست میں لکھا جا چکا ہوتا ہے

عَنْ عُثْمَانَ
بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ
الْمُغِيرَةِ بْنِ الْأَخْنَسِ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تُقْطَعُ الْآجَالُ مِنْ
شَعْبَانَ إِلٰى شَعْبَانَ

حضرت عثمان بن محمدؒ فرماتے
ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ (ساکنانِ ارض
کی) عمریں ایک شعبان سے
دوسرے شعبان تک طے
کی جاتی ہیں یہاں تک کہ
انسان شادی بیاہ کرتا ہے اس

---

[1] لطائف المعارف، ص: ۱۴۸، ما ثبت بالسنۃ عربی اردو ص: ۳۵۳ طبع دار الاشاعت کراچی، مصنف عبد الرزاق، ج ۴، ص ۳۱۷

Telegram : t.me/pasbanehaq1

حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ لَيَنْكِحُ وَ يُوْلَدُ لَهٗ وَقَدْ خَرَجَ اسْمُهٗ فِى الْمَوْتٰى " [1]

کے بچے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ اس کا نام مردوں کی فہرست میں داخل ہو چکا ہوتا ہے۔

عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِىْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يُوْحِى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى مَلَكِ الْمَوْتِ بِقَبْضِ كُلِّ نَفْسٍ يُرِيْدُ قَبْضَهَا فِىْ تِلْكَ السَّنَةِ " [2]

حضرت راشد بن سعدؒ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شعبان کی پندرھویں شب کو اللہ تعالیٰ ان تمام روحوں کو قبض کرنے کی تفصیل ملک الموت کو بتا دیتے ہیں جو اس سال میں قبض کی جائیں گی۔

شب برات میں اللہ تعالیٰ آسمانِ دُنیا پر نزول فرماتے ہیں اور چند افراد کے سوا سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں

عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ

---

[1] جامع البیان فی تفسیر القرآن للطبری ج ۲۵، ص ۶۵، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۶، تفسیر القرآن العظیم لابن الکثیر ج ۴، ص ۱۳۰، وقال حدیث مرسل۔ شعب الایمان ج ۳، ص ۳۸۶

[2] اخرجہ الدینوری فی المجالسۃ روح المعانی ج ۲۵، ص ۱۱۳

Telegram : t.me/pasbanehaq1

الصِّدِّيْقِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِكُلِّ شَيْءٍ اِلَّا رَجُلٌ مُشْرِكٌ اَوْ رَجُلٌ فِيْ قَلْبِهٖ شَحْنَآءُ [1]

عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نصف شعبان کی شب آسمانِ دُنیا کی طرف نزولِ اجلال فرماتے ہیں اور اس شب ہر کسی کی مغفرت کر دی جاتی ہے سوائے مشرک کے یا ایسے شخص کے جس کے دل میں بغض ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَخَرَجْتُ فَاِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ اَكُنْتِ تَخَافِيْنَ اَنْ يَّحِيْفَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس نہ پایا تو میں آپ کی جستجو میں نکلی، کیا دیکھتی ہوں کہ آپ جنت البقیع میں تشریف فرما ہیں۔ آپ نے فرمایا

---

[1] شعب الایمان للبیہقی ج ۳، ص ۳۸۰، شرح السنۃ للبغوی ج ۴ ص ۱۲۹۔ قال الہیثمی رواہ البزار وفیہ عبد الملک بن عبد الملک ذکرہ ابن ابی حاتم فی الجرح والتعدیل ولم یضعفہ ولم یوثقہ ورجالہ ثقات، مجمع الزوائد ج ۸، ص ۶۵ قال المنذری فی ترغیبہ رواہ البزار والبیہقی من حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ بنحوہ باسناد لا باس بہ، الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۴۵۹۔ قال الالبانی فی باس باسنادہ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ج ۳، ص ۱۳۷۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهٗ	(اے عائشہؓ) کیا تمہیں یہ
قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ	اندیشہ ہے کہ خدا اور رسول
ظَنَنْتُ اَنَّكَ	تم پر زیادتی کر سکتے ہیں؟
اَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ	میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ
فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ	صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ خیال
تَبَارَكَ وَتَعَالٰى	ہوا کہ شاید آپ کسی دوسری بی بی
يَنْزِلُ لَيْلَةَ	کے پاس تشریف لے گئے ہیں
النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ	آپ نے فرمایا بلاشبہہ اللہ تبارک
اِلٰى سَمَآءِ الدُّنْيَا	وتعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب
فَيَغْفِرُ لِاَكْثَرَ	آسمانِ دنیا کی طرف نزولِ جلال
مِنْ عَدَدِ	فرماتے ہیں اور بنو کلب کی
شَعْرِ غَنَمِ	بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں
كَلْبٍ [1]	کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

---

[1] رواه الترمذی وقال حدیث عائشة لا نعرفه الا من هذا الوجه من حدیث الحجاج وسمعت محمدًا یضعف هذا الحدیث وقال یحیی بن ابی کثیر لم یسمع من عروة وقال محمد والحجاج لم یسمع من یحیی بن کثیر، ترمذی، ج ۱، ص ۱۵۶، ابن ماجہ ص ۱۰۰، مسند احمد ج ۶، ص ۲۳۸، شعب الایمان للبیہقی ج ۳ ص ۳۷۹، فضائل الاوقات ص ۱۳۰، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲، ص ۳۳۷، شرح السنۃ للبغوی ج ۴ ص ۱۲۶، منتخب مسند عبد بن حمید ص ۴۳۷، مشکوٰۃ ص ۱۱۴، قال الالبانی وجملة القول ان الحدیث بمجموع هذه الطرق صحیح بلا ریب والصحة تثبت

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Telegram : t.me/pasbanehaq1

شب براءت میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتے ہیں جس کی برکت سے سوائے چند افراد کے سب کی مغفرت ہو جاتی ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَیَطَّلِعُ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ[1]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات نظرِ رحمت فرما کر تمام مخلوق کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ سوائے مشرک اور کینہ ور کے،

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) باقل منها عددا ما دامت سالمة من الضعف الشديد كما هو الشان فی هذا الحديث الخ سلسلة الاحاديث الصحيحة۔ ۳۵، ص۳۹ البانی کہتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث ان تمام طُرُق کے سبب بلاشک وشبہہ صحیح ہے اور صحتِ حدیث تو ان طُرُق سے بھی کم سے ثابت ہو جاتی ہے جب تک کہ وہ ضعفِ شدید سے سلامت رہے جیسا کہ اس حدیث کا معاملہ ہے (کہ اس کا ضعف شدید نہیں ہے، لہٰذا یہ تو طُرُق کی وجہ سے صحیح ہے)

[1] ابن ماجہ ص ۱۰۱، شعب الایمان للبیہقی ج ۳، ص ۳۸۲، فضائل الاوقات للبیہقی ص ۱۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۱۵، قال الالبانی فی تحقیقہ للمشکوٰۃ باسنادضعیف، فیہ ابن لھیعۃ وھو

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Telegram : t.me/pasbanehaq1

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَطَّلِعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلٰى خَلْقِهٖ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهٖ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ"۔ [1]	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرما کر تمام مخلوق کی مغفرت فرما دیتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ ور کے،

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ضعیف وقد اضطرب فی اسنادہ وفیہ انقطاع ایضا لما نص علیہ المنذری لکن الحدیث قوی عندی لشواھدہ وقد ذکرتھا فی تعلیقی علی رسالۃ الاخ محمد نسیب الرفاعی فی ھذہ اللیلۃ، مشکوٰۃ محقق، ج ۱، ص ۴۰۹۔

[1] رواہ البیہقی فی فضائل الاوقات ص ۱۱۹، وقال محققہ عدنان عبد الرحمٰن اسنادہ حسن، ورواہ البیہقی فی شعب الایمان ج ۳، ص ۳۸۲ وقال وقد روینا ھذا من اوجہ وفی ذالک دلالۃ علی ان للحدیث اصلاً من حدیث مکحول، ورواہ ابن حبان فی صحیحہ (ج ۱۲، ص ۴۸۱) وقال محققہ شعیب الارنؤوط حدیث صحیح بشواھدہ رجالہ ثقات الا ان فیہ انقطاعا مکحول لم یلق مالک بن یخامر ورواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر ج ۲۰، ص ۹۱، وقال محققہ حمدی عبد المجید السلفی قال شیخنا فی تعلیقہ ←

Telegram : t.me/pasbanehaq1

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ	حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ
الْخُشَنِیِّ عَنِ النَّبِیِّ	عنہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	سے روایت کرتے ہیں کہ
قَالَ اِذَا کَانَ	آپ نے فرمایا جب شعبان
لَیْلَةُ النِّصْفِ	کی پندرہویں شب ہوتی ہے
مِنْ شَعْبَانَ اِطَّلَعَ	تو خداوند عالم اپنی مخلوق پر
اللّٰہُ اِلٰی خَلْقِہٖ	نظر رحمت ڈال کر مسلمانوں
فَیَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ	کی مغفرت فرما دیتے ہیں،
وَ یُمْلِی لِلْکَافِرِیْنَ	کافروں کو مہلت دیتے ہیں
وَ یَدَعُ اَھْلَ	اور کینہ وروں کو اُن کے کینہ
الْحِقْدِ بِحِقْدِھِمْ	کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں
حَتّٰی یَدَعُوْہُ [1]	تاوقتیکہ وہ کینہ وری چھوڑ دیں

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) علی رسالۃ لیلۃ النصف من شعبان ص ۲، وھو حدیث صحیح لشواھدہ الکثیرۃ .... فھذہ الطرق الکثیرۃ لا یشک من وقف علیھا ان الحدیث صحیح لاسیما و بعض طرقہ حسن لذاتہ، کحدیث معاذ و ابی بکر رضی اللہ عنھما الخ قال الھیثمی رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالھما ثقات. مجمع الزوائد ج ۸ ص ۶۵

[1] رواہ البیہقی فی فضائل الاوقات، ص ۱۲۱، وفی شعب الایمان ج ۳، ص ۳۸۱، وقال وھو ایضا بین مکحول وابی ثعلبۃ مرسل جید، ورواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر (ج ۲۲، ص ۸۴) وقال محققہ قال شیخنا فی ظلال الجنۃ (۲۲۳/۱)

Telegram : t.me/pasbanehaq1

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَطَّلِعُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰى خَلْقِهٖ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهٖ اِلَّا لِاثْنَيْنِ مُشَاحِنٍ وَ قَاتِلِ نَفْسٍ" [1]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شعبان کی پندرھویں شب اللہ عزّ و جلّ اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتے ہوئے سوائے دو شخصوں کے باقی سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں (۱) کینہ ور (۲) کسی کو ناحق قتل کرنیوالا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) حدیث صحیح ورجالہ ثقات غیر الاحوص بن حکیم فانہ ضعیف الحفظ کما فی التقریب فلعلہ یستشہد بہ فیتقوی بحدیث معاذ وتقدم (۲۰/ ۲۱۵) وبشواھدہ المتقدمۃ وغیرھا مما سبقت الاشارۃ الیہ قلت ذکر تلک الشواھد شیخنا فی سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (رقم ۱۱۴۴)

[1] مسند احمد ۲/ ص ۱۷۶ وذکرہ الھیثمی وقال فیہ ابن لھیعۃ وھو لین وبقیۃ رجالہ وثقوا، مجمع الزوائد ۸/ ص ۶۵ وذکرہ المنذری فی ترغیبہ (ج ۳ ص ۴۶۰) وقال رواہ احمد باسناد لین، قال الالبانی "وھذا اسناد لا بأس بہ فی المتابعات والشواھد قال الھیثمی وابن لھیعۃ لین الحدیث وبقیۃ رجالہ وثقوا وقال الحافظ المنذری واسنادہ لین، ولکن تابعہ رشدین بن سعد بن حیی بہ اخرجہ ابن حیوۃ فی حدیثہ فالحدیث حسن" سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ج ۳، ص ۱۳۶۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ " اِذَا کَانَ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لِعِبَادِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ " [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرھویں شب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ سوائے مشرک اور کینہ ور کے باقی سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ " یَطَّلِعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی عَلٰی خَلْقِهٖ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ " [2]

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شعبان کی پندرھویں شب اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی مخلوق پر نظرِ رحمت فرماتے ہوئے سوائے مشرک اور کینہ ور کے باقی سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

---

[1] رواہ البزار، قال الهیثمی فیه هشام بن عبد الرحمٰن و لم اعرفه و بقیة رجاله ثقات مجمع الزوائد ج ۸، ص ۶۵۔

[2] رواہ البزار و قال الهیثمی فیه عبد الرحمٰن بن زیاد بن انعم و ثقه احمد بن صالح وضعفه جمهور الائمة، وابن لهیعة لین، وبقیة رجاله ثقات، مجمع الزوائد ج ۸، ص ۶۵۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَغْفِرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِاَهْلِ الْاَرْضِ اِلَّا الْمُشْرِكَ وَالْمُشَاحِنَ" [1]

حضرت کثیر بن مرہ رحمہ اللہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ (آپ نے فرمایا) شعبان کی پندرہویں شب اللہ عزوجل تمام اہل زمین کی مغفرت فرما دیتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ ور کے۔

شب برأت میں ایک منادی کی ندا

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ نَادٰى مُنَادٍ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ؟

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک پکارنے والا پکارتا ہے

---

[1] رواہ البیہقی فی شعب الایمان (ج ۳، ص ۳۸۱) وقال ھذا مرسل جید، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰، ص ۴۳۸، مصنف عبدالرزاق ج ۴، ص ۳۱۶۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ ؟ فَلَا يَسْأَلُ أَحَدٌ شَيْئاً إِلَّا أُعْطِيَ إِلَّا زَانِيَةً بِفَرْجِهَا أَوْ مُشْرِكَةً ،[1]

کہ کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اس کی مغفرت کر دوں کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اُس کو عطا کروں اس وقت خُدا سے جو مانگتا ہے اس کو ملتا ہے سوائے بدکار عورت اور مُشرک کے۔

شبِ برات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے اور شب بیداری کی

قالت عائشة دخل عَلَيَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضع عنه ثوبيه ثم لم يستتم ان قام فلبسهما فاخذتني غيرة

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور اپنے کپڑے اتارے، تھوڑی دیر گزرنے نہ پائی تھی کہ آپ نے ان کو پھر پہن لیا، مجھ کو یہ خیال آیا کہ آپ اپنی ازواجِ مطہرات میں سے کسی

---

[1] رواه البيهقي في فضائل الاوقات (ص ۱۲۵) وقال محققه عدنان عبدالرحمٰن اسنادهٗ حسنٌ ورواه البيهقي في شعب الايمان، ج ۳، ص ۳۸۳۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

شديدةً فظننتُ انه يأتي بعض صويحباتي فخرجت اتبعه فادركته بالبقيع ، بقيع الغرقد يستغفر للمؤمنين والمؤمنات والشهداء فقلت بابي و امي انتَ في حاجة ربكَ وانا في حاجة الدنيا فانصرفتُ فدخلتُ حجرتي ولي نفس عالٍ و لحقني رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال " ما هذا النفس يا عائشة ؟" فقالت بابي و امي اتيتني فوضعتَ عنك ثوبيك ثم لم تستتم ان قمتَ فلبستهما فاخذتني

اور کے پاس جا رہے ہیں
اس لیے مجھے بہت غیرت
آئی ، میں آپ کے پیچھے
پیچھے ہو لی ، جا کر دیکھا تو آپ
جنت البقیع میں مسلمان مردوں
اور عورتوں کے لیے استغفار
کر رہے ہیں میں نے دل میں
کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ
قربان جائیں آپ خدا کے کام
میں مصروف ہیں اور میں
دنیا کے کام میں ، میں وہاں
سے واپس اپنے حجرے میں چلی
آئی (اس آنے جانے میں)
میرا سانس پھول گیا ، اتنے میں
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
تشریف لے آئے اور دریافت
فرمایا یہ سانس کیوں پھول رہا
ہے میں نے عرض کیا آپ پر
میرے ماں باپ قربان ہوں
آپ میرے پاس تشریف لائے
اور آپ نے جلدی سے دوبارہ

Telegram : t.me/pasbanehaq1

غيرة شديدة ظننت انك تأتي بعض صويحباتي حتى رأيتك بالبقيع تصنع ما تصنع' قال" يا عائشة اكنت تخافين ان يحيف الله عليكِ ورسوله بل اتاني جبريل عليه السلام فقال هذه الليلة ليلة النصف من شعبان و لله فيها عتقاء من النار بعدد شعور غنم كلب لا ينظر الله فيها الى مشرك ولا الى مشاحن ولا الى قاطع رحم ولا الى

کپڑے پہن لیے، مجھ کو یہ خیال کرکے سخت رشک ہوا کہ آپ ازواجِ مطہرات میں کسی اور کے پاس تشریف لے گئے ہیں نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں نے آپ کو خود بقیع غرقد میں جا دیکھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا، عائشہ کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ خدا اور خدا کا رسول تمہارا حق ماریں گے؟ اصل بات یہ ہے کہ، جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ رات شعبان کی پندرہویں رات ہے اور خداوند عالم اس رات میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے جو کہ قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ ہوتے ہیں، مگر اس میں خدا تعالیٰ مشرکین، کینہ ور، رشتے ناطے توڑنے والے، ازار ٹخنوں

Telegram : t.me/pasbanehaq1

مسبلٍ ولا الی عاقٍّ
لوالدیہ ولا الیٰ
مدمن خمر، قال
ثم وضع عنه ثوبیه
فقال لی "یا عائشة
تأذنین لی فی قیام
هذه اللیلة" فقلت
نعم بابی وامی
فقام فسجد لیلاً
طویلاً حتی ظننت
انه قبض فقمت
الٰتمسته ووضعت
یدی علی
باطن قدمیه فتحرك
ففرحت وسمعته
یقول فی سجوده
"اعوذ بعفولك
من عقابك واعوذ
برضاك من سخطك
واعوذ بك منك جل
وجهك لا احصی ثناء

سے نیچے رکھنے والے،
ماں باپ کے نافرمان
اور شراب کے عادی لوگوں
کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتے
اس کے بعد آپ نے فرمایا اے
عائشہ کیا تم مجھ کو اجازت دیتی
ہو کہ آج رات قیام کروں میں
نے کہا کہ بیشک آپ پر میرے
ماں باپ قربان ہوں، آپ نے
قیام کے بعد ایک طویل سجدہ
کیا یہاں تک کہ مجھ کو خیال ہوا
کہ آپ کی وفات ہو گئی۔
میں نے چھونے کا ارادہ کیا
اور آپ کے تلووں پر اپنا ہاتھ
رکھا تو کچھ حرکت معلوم ہوئی،
میں نے آپ کو سجدہ میں یہ دعا
مانگتے سنا "اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ
مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ
مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ
جَلَّ وَجْهُكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً
عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی

Telegram : t.me/pasbanehaq1

علیك انت كما اثنیت علی نفسك" فلما اصبح ذكرتهن له فقال یا عائشة تعلمتهن؟ فقلت نعم فقال تعلمیهن وعلمیهن فان جبریل علیه السلام علمنیهن وامرنی ان اردده فی السجود[1]

نَفْسِكَ" صبح کو میں نے آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ تم اس دعا کو یاد کر لو؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور، آپ نے فرمایا کہ سیکھ لو، مجھ کو یہ کلمات جبریل علیہ السلام نے سکھائے ہیں اور کہا ہے کہ سجدہ میں ان کو بار بار پڑھا کرو۔

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّيْ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ قَدْ قُبِضَ فَلَمَّا رَاَيْتُ ذَالِكَ قُمْتُ حَتّٰى حَرَّكْتُ اِبْهَامَهٗ

حضرت علاء بن حارث رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اُٹھے اور نماز پڑھنے لگے اور اتنے لمبے سجدے کیے کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ کی وفات ہو گئی ہے۔ میں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو میں اُٹھی اور

---

[1] رواہ البیہقی فی شعب الایمان (ج ۳، ص ۳۸۴) وقال وھذا اسناد ضعیف وروی من وجہ آخر

Telegram : t.me/pasbanehaq1

فَتَحَرَّكَ فَرَجَعْتُ
فَلَمَّا رَفَعَ اِلَيَّ
رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ
وَفَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ
قَالَ يَا عَائِشَةُ
اَوْ يَا حُمَيْرَاءُ اَظَنَنْتِ
اَنَّ النَّبِيَّ قَدْ
خَاسَ بِكِ ، قُلْتُ
لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَلٰكِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ
قُبِضْتَ لِطُوْلِ سُجُوْدِكَ
فَقَالَ اَتَدْرِيْنَ
اَيَّ لَيْلَةٍ هٰذِهٖ؟
قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اَعْلَمُ قَالَ هٰذِهٖ
لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ
شَعْبَانَ اِنَّ اللّٰهَ
عَزَّ وَجَلَّ يَطَّلِعُ
عَلٰى عِبَادِهٖ
فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ
مِنْ شَعْبَانَ

آپ کے پاؤں کے انگوٹھے
کو حرکت دی، اس میں
حرکت ہوئی، میں واپس
لوٹ آئی جب آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے سجدے سے
سر اٹھایا اور نماز سے فارغ
ہوئے تو فرمایا اے عائشہ
یا فرمایا اے حمیراء کیا تمہارا
یہ خیال ہے کہ (اللہ کا)
نبی تمہاری حق تلفی کرے گا
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بخدا ایسی
بات نہیں ہے، درحقیقت مجھے
یہ خیال ہوا کہ شاید آپ کی
وفات ہوگئی ہے کیونکہ آپ
نے سجدے بہت لمبے کیے
تھے۔ آپ نے فرمایا جانتی بھی
ہو یہ کونسی رات ہے؟ میں
نے عرض کیا اللہ اور اس
کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
ہی زیادہ جانتے ہیں فرمایا

Telegram : t.me/pasbanehaq1

فَيَغْفِرُ لِلْمُسْتَغْفِرِيْنَ وَ يَرْحَمُ الْمُسْتَرْحِمِيْنَ وَ يُؤَخِّرُ اَهْلَ الْحِقْدِ كَمَا هُوَ [1]

یہ شعبان کی پندرہویں شب ہے اللہ عزوجل اس رات اپنے بندوں پر نظرِ رحمت فرماتے ہیں بخشش چاہنے والوں کی مغفرت فرماتے ہیں طالبینِ رحم پر رحم فرماتے ہیں اور کینہ وروں کو انکی حالت ہی پر چھوڑ دیتے ہیں۔

براءت میں شب بیدار ہی و صبح روزہ رکھنے کا حکم

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَ صُوْمُوْا نَهَارَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو رات کو نماز پڑھو اور اگلے دن روزہ رکھو، کیونکہ غروبِ شمس سے لے کر صبح صادق کے طلوع ہونے تک اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر رہتے ہیں اور فرماتے

---

[1] رواہ البیہقی فی شعب الایمان وقال ھذا مرسل جید، ج ۳، ص ۳۸۲

Telegram : t.me/pasbanehaq1

اِلٰی سَمَآءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ	ہیں" ہے کوئی مجھ سے بخشش
اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ لِیْ	مانگنے والا کہ میں اسے بخش
فَاَغْفِرَ لَهٗ اَلَا	دوں ؟ ہے کوئی رزق طلب
مُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقَهٗ	کرنے والا کہ میں اسے رزق
اَلَا مُبْتَلًی فَاُعَافِیَهٗ	دے دوں ؟ ہے کوئی مصیبت
اَلَا کَذَا	زدہ کہ میں اسے مصیبت سے
اَلَا کَذَا حَتّٰی	نجات دوں ؟ ہے کوئی ایسا
یَطْلُعَ الْفَجْرُ" [1]	ہے کوئی ویسا"

شبِ برات سے متعلق احکام و مسائل

نمبر ۱، مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ شبِ برات ایک انتہائی فضیلت و بزرگی والی رات ہے اس رات کے متعلق دس جلیل القدر صحابۂ کرام سے روایات منقول ہیں جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت معاذؓ بن جبل، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عوفؓ بن مالک، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص، حضرت ابوثعلبہؓ خشنی، حضرت عثمانؓ بن ابی العاص رضی اللہ عنہم، اُن کے علاوہ جلیل القدر تابعین سے بھی بہت سی روایات منقول ہیں۔ ہم نے یہ روایات نمبروار ذکر کرکے ان کے متعلق جو

---

[1] ابن ماجہ، ص ۱۰، شعب الایمان للبیہقی ج ۳، ص ۳۷۸ فضائل الاوقات للبیہقی ص ۱۲۲ مشکوٰۃ ص ۱۱۵ کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۱۳ الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۲۴۲

Telegram : t.me/pasbanehaq1

نقد وجرح محدثین نے کی ہے وہ حاشیہ میں ذکر کر دی ہے، اس قدر کثیر روایات کی موجودگی میں بھی اگر کوئی اس شب کی فضیلت کا انکار کرتا ہے تو اس کا نصیب۔

؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اہل سنت والجماعت ہمیشہ سے اس شب کی فضیلت و بزرگی کا اعتقاد رکھتے چلے آئے ہیں، چنانچہ علامہ ابن الحاج مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۷ھ) شب برات کے متعلق اسلاف کا نظریہ لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"ولا شك انها	اور کوئی شک نہیں کہ یہ رات
ليلة مباركة عظيمة	بڑی بابرکت اور اللہ تعالیٰ
القدر عند الله	کے یہاں بڑی عظمت والی ہے
تعالیٰ ..... وكان	اور (ہمارے) اسلاف رضی اللہ
السلف رضی الله عنهم	عنہم اس کی بڑی تعظیم کرتے
يعظمونها ويشمرون	تھے اور اس کے آنے سے
لها قبل اتيانها	پہلے ہی اس کے لیے تیاری
فما تأتيهم	کرتے تھے، جب یہ رات آتی
الا وهم متاهبون	تھی تو وہ اس کی ملاقات اور
للقائها والقيام بحرمتها	اس کی حرمت و عظمت
على ما قد	بجا لانے کے لیے مستعد ہوتے
علم من	تھے، کیونکہ یہ بات معلوم ہو
احترامهم للشعائر	چکی ہے کہ وہ شعائر اللہ کا بہت
على ما تقدم	احترام کرتے تھے جیسا کہ اس کا
ذكره"۔ [1]	ذکر گزر چکا۔

---

[1] المدخل، ج ۱، ص ۲۹۲

Telegram : t.me/pasbanehaq1

یاد رہے کہ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ[1] کا یہ بیان کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتا، آپ یہ بیان اس کتاب میں دے رہے ہیں جو آپ نے خاص کر بدعات کی تردید میں لکھی ہے اس میں آپ شبِ برأت کے متعلق اسلاف کا نظریہ اور طریقہ

---

[1] علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) آپ کے حالات میں لکھتے ہیں۔

"آپکا نام و نسب اس طرح ہے ابو عبداللہ محمد بن محمد بن محمد ابن الحاج العبدری آپ فاس کے رہنے والے ہیں وہیں آپ نے حدیث کی سماعت کی پھر مصر چلے آئے اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے، آپ نے حافظ تقی الدین عبیدالا سعردی سے مؤطا امام مالک کی سماعت کی اور آگے اسے نقل کیا۔ آپ نے شیخ ابو محمد بن ابی حمزہ الزیّات کی صحبت اختیار کی نتیجۃً اُن کی برکات آپ میں لوٹ آئیں اور آپ مصر میں بزرگی اور مشیخت کے لحاظ سے مرجع خلائق بن گئے۔"

آپ کی کتاب "المدخل" کا تعارف کراتے ہوئے ابن حجرؒ رقمطراز ہیں۔

"وجمع کتابا سماہ المدخل	آپ نے ایک کتاب بھی لکھی جسکا نام المدخل رکھا۔ یہ
کثیر الفوائد کشف فیہ عن	کتاب بڑی فائدہ مند ہے اس میں آپنے اُن برائیوں
معایب وبدع یفعلھا	اور بدعتوں کو کھول کھول کر بیان کیا ہے جن کا لوگ
ویتساھلون فیھا واکثرھا	ارتکاب کرتے ہیں اور جن میں لوگ مسامحت برتتے
مما ینکر وبعضھا	ہیں ان میں اکثر منکرات ہیں اور بعض میں منکر
مما یحتمل"	ہونے کا احتمال ہے۔

جمادی الاولیٰ ۷۳۷ھ میں اسّی سال عمر پاکر آپکا (قاہرہ میں) انتقال ہوا اخیر عمر میں آپ دیکھنے اور چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے تھے۔

ہمارے شیخ شمس الدین محمد بن علی بن فرغام بن سکر کو آپسے اجازت حاصل تھی" (الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ ج ۴، ص ۲۳۷۔)

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ذکر کر رہے ہیں کہ ہمارے اسلاف اس رات کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے آنے سے پہلے ہی اس کے لیے تیاری کرتے تھے۔

نمبر ۲، اس شب میں بڑے بڑے اُمور انجام پاتے ہیں، یعنی اس سال جتنے پیدا ہونے والے ہیں اُن کے نام لکھ دیے جاتے ہیں۔ ایسے ہی جنہوں نے مرنا ہے اُن کے نام بھی لکھ دیے جاتے ہیں۔ اس شب بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔ یعنی بارگاہِ خداوندی میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اس شب میں مخلوق کو جو اس سال رزق ملنا ہے وہ لکھ دیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ایک شبہہ کا دفعیہ یہاں ایک شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ امور تو پہلے سے لوحِ محفوظ میں لکھے جا چکے ہیں پھر اس شب میں ان اُمور کے لکھے جانے کا کیا مطلب؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس شب مذکورہ کاموں کی فہرست لوحِ محفوظ سے علیحدہ کر کے ان فرشتوں کے سپرد کر دی جاتی ہے جن کے ذمہ یہ کام ہیں۔

ایک اعتراض اور اسکا جواب کچھ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ شبِ برارت میں جن اُمور کی انجام دہی کا ذکر کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں اوّلاً تو اس لیے کہ یہ قرآن کی آیت فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ (اس رات میں ہر ایک کام جو حکمت پر مبنی ہے تصفیہ پاتا ہے) کے خلاف ہے اس لیے کہ اس سے مُراد مفسرین نے لیلۃ القدر لی ہے۔ ثانیاً اس لیے کہ صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ان امور کی انجام دہی لیلۃ القدر میں ہوتی ہے نہ کہ شبِ برارت میں اسی اعتراض کی بنا پر یہ لوگ شبِ برارت سے متعلق احادیث کا انکار کرتے ہیں۔ اس اعتراض کے مفسرین و محدثین نے بہت سے جواب دیے ہیں۔ یہاں ہم چند ایک ذکر کرتے ہیں۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی (۱۰۱۴ھ)

Telegram : t.me/pasbanehaq1

تحریر فرماتے ہیں۔

" ولا نزاع فی	اس میں تو کوئی نزاع نہیں کہ
ان لیلۃ النصف	شعبان کی پندرھویں شب میں
من شعبان یقع	مذکورہ امور انجام پاتے ہیں
فیھا فرق کما	جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ
صرح بہ الحدیث	عنہا کی حدیث (۲۱) سے
وانما النزاع	صراحت ہو رہی ہے، البتہ
فی انھا المرادۃ	اس میں نزاع ہے کہ آیۃ
من الآیۃ والصواب	کریمہ (فِیۡهَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ
انھا لیست مرادۃ	حَکِیۡمٍ) سے شبِ برات
منھا، وحینئذ	مراد ہے یا نہیں، درست
یستفاد من	بات یہی ہے کہ اس آیت
الحدیث والآیۃ	سے شب برات مراد نہیں
وقوع ذالك الفرق	اس وقت آیت کریمہ اور حدیث
فی کل من	مبارک سے یہ مستفاد ہوگا
اللتین اعلا ما	کہ ان اعلیٰ امور کی انجام دہی دونوں
بمزید شرفھما	راتوں ہی میں ہوتی ہے، ان
ویحتمل ان	دونوں راتوں کی مزید شرف و
یقع الفرق فی	بزرگی بتلانے کے لیے یہ احتمال
لیلۃ النصف	بھی ہے کہ پندرھویں شعبان
ما یصدر الی	میں ان امور کی انجام دہی کا

Telegram : t.me/pasbanehaq1

لیلة القدر ویحتمل ان یکون الفرق فی احداهما اجمالاً وفی الأخریٰ تفصیلا او تخص احداهما بالامور الدنیویة والاخریٰ بالامور الاخرویة وغیر ذالك من الاحتمالات العقلیة"۔ [1]

فیصلہ ہوتا ہو جو لیلۃ القدر تک انجام پاتے ہیں۔ نیز یہ احتمال بھی ہے کہ ان امور کی انجام دہی ایک شب میں اجمالاً ہوتی ہو، دوسری شب میں تفصیلاً، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں راتوں میں سے ایک کو اُمورِ دنیویہ کی انجام دہی کے ساتھ خاص کردیا جائے اور دوسری کو اُمورِ اخرویہ کی انجام دہی کے لیے خاص کیا جائے اس کے علاوہ اور احتمالاتِ عقلیہ بھی نکل سکتے ہیں۔

علامہ قرطبی مالکی رحمہ اللہ (متوفیٰ ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں

" وقیل یبدأ فی استنساخ ذالك من اللوح المحفوظ فی لیلة البراءة

ایک قول یہ ہے کہ ان اُمور کے لوحِ محفوظ سے نقل کرنے کا آغاز شبِ برأت سے ہوتا ہے اور

---

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۹۵۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

و یقع الفراغ فی لیلۃ القدر" [1]	اختتام لیلۃ القدر میں ہوتا ہے۔

علامہ آلوسی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) تحریر فرماتے ہیں ۔

" و روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تقضی الاقضیۃ لیلۃ النصف من شعبان و تسلم الی اربابھا لیلۃ السابع والعشرین من شھر رمضان" [2]	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تمام اُمور کے فیصلے تو شبِ برأت میں ہوتے ہیں اور جن فرشتوں نے ان اُمور کو انجام دینا ہے ان کے سپرد رمضان کی ستائیسویں شب (لیلۃ القدر) میں کیے جاتے ہیں۔

ان تصریحات کے بعد کسی قسم کا کوئی اعتراض باقی نہیں رہنا چاہیے، ہم چونکہ ظاہر بیں ہیں اس لیے ہمیں شک و شبہہ اور تردد پیش آتا رہتا ہے، لیکن بارگاہِ الٰہی کے مقرب صاحبِ کشف اہل اللہ اپنے نورِ باطن سے بہت کچھ دیکھ لیتے ہیں اس لیے اُنھیں کسی قسم کا شک و تردد نہیں رہتا ۔ اس سلسلہ میں ہم حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا ایک کشف ذکر کرتے ہیں جس سے مذکورہ احادیث کی صداقت کا اظہار ہوتا ہے۔

---

[1] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، ج ۱۶، ص ۱۲۸ ۔

[2] روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ۔ ج ۲۵، ص ۱۱۳ ۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ (متوفی ۱۰۳۴ھ) کا کشف

حضرت مجدد صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

"اسی طرح شعبان المعظم ۱۰۳۳ھ کی پندرہویں شب کو جب آپ حرم سرا میں تشریف لے گئے تو آپ کی اہلیہ صاحبہ کی زبان سے یہ جملہ نکل گیا کہ "اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آج کس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے۔ اور کس کا باقی رکھا گیا ہے" یہ سن کر حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ تم تو شک و شبہہ میں یہ بات کہہ رہی ہو لیکن اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو بچشم خود دیکھتا ہو کہ اس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے۔" [1]

(اس میں اپنی جانب اشارہ تھا)

نمبر ۳۔ شب برات میں اللہ تعالیٰ عام معمول سے ہبط کر مغرب کے بعد سے لے کر صبح صادق تک آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتے ہیں اور اپنی مخلوق پر نظرِ رحمت فرماتے ہوئے لاتعداد انسانوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ البتہ کچھ محروم القسمت لوگ ایسے ہیں جو اس شب میں بھی نظرِ رحمت سے محروم رہتے ہیں۔

شب برات میں نظرِ رحمت سے محروم رہنے والے لوگ

① اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنیوالا۔

---

[1] زبدۃ المقامات ص ۲۸۵، یہ کتاب فارسی میں ہے ہم نے اس کا ترجمہ مولانا زوار حسین شاہ صاحبؒ کی کتاب حضرت مجدد الف ثانیؒ ص ۲۲۵ سے نقل کیا ہے۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

(۲) کینہ رکھنے والا۔
(۳) کسی انسان کو ناحق قتل کرنے والا۔
(۴) بدکار عورت۔
(۵) قطع رحمی کرنے والا یعنی رشتے ناطے توڑنے والا۔
(۶) تہبند، پاجامہ، ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔
(۷) والدین کا نافرمان۔
(۸) شراب خوری کی عادت رکھنے والا وغیرہ وغیرہ۔

ایسے لوگوں کو چاہیے کہ اپنے ان بُرے افعال سے جس قدر جلد ہو سکے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں کیونکہ زندگی کا کوئی پتہ نہیں کب ختم ہو جائے۔

؎ ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم رفتہ رفتہ چپکے چپکے دم بدم
خُدا کی یاد جوانی میں غافل کر لو ورنہ وقتِ فضیلت تمام ہوتا ہے

نمبر ۴، شبِ برات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ میں اس کی مغفرت کر دوں؟ ہے کوئی سائل کہ میں اُس کا سوال پورا کر دوں؟ ہے کوئی رزق کا طالب کہ میں اسے رزق دے دوں؟ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اس کی مصیبت و تکلیف کو دُور کر دوں؟ ویسے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا ہر رات ہوتی ہے جیسا کہ دیگر احادیث[1] سے معلوم ہوتا ہے، لیکن شبِ برات اور عام راتوں میں یہ فرق ہے کہ عام راتوں میں یہ ندا آخری تہائی رات میں ہوتی ہے اور شبِ برات میں یہ ندا غروبِ آفتاب کے بعد ہی سے شروع ہو جاتی ہے، ہمیں چاہیے کہ اس رات کو غنیمت جان کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اللہ تعالیٰ

[1] دیکھیے بخاری شریف ج ۲ ص ۹۳۶

Telegram : t.me/pasbanehaq1

کے حضور میں اپنی جائز حاجات پیش کریں، اس سے رزقِ حلال طلب کریں اپنی مصیبت اور پریشانیوں کے دفعیہ کی دُعا کریں۔

شبِ جمعہ کی فضیلت میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ پانچ راتوں میں دُعا قبول ہوتی ہے اُن میں سے ایک شبِ برأت ہے اس لیے اس رات خوب الحاح وزاری کے ساتھ قبولیت کا اعتقاد رکھتے ہوئے دُعا کریں ہماری اس سے بڑی اور کیا سعادت ہوگی کہ خود مولائے کریم فرمائیں کہ مانگو میں دینے کیلئے تیار ہوں۔

نمبر ۵، شبِ برأت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی شب بیداری کی، دوسروں کو بھی شب بیداری کا حکم دیا اور نہ صرف حکم دیا بلکہ جاگنے کی فضیلت بھی بتلائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"مَنْ اَحْیَا اللَّیَالِیَ الْخَمْسَ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ لَیْلَۃَ التَّرْوِیَۃِ وَلَیْلَۃَ عَرَفَۃَ وَلَیْلَۃَ النَّحْرِ وَلَیْلَۃَ الْفِطْرِ وَلَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ" [1]

جس نے پانچ راتوں کو زندہ رکھا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی (۱) آٹھویں ذی الحجہ کی شب (۲) نویں ذی الحجہ کی شب (۳) عید الاضحیٰ کی رات (۴) عید الفطر کی رات (۵) پندرہویں شعبان کی رات۔

اسی لیے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ شبِ برأت میں قیام کرنا یعنی رات کو جاگ کر اللہ کی عبادت کرنا مستحب ہے چنانچہ علامہ ابن نجیم مصری حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

"وَمن المندوبات	اور مستحبات میں سے ہے
احیاء لیالی العشر	رمضان کی آخری دس راتوں

---

[1] الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۲

Telegram : t.me/pasbanehaq1

من رمضان و لیلتی	میں عیدین کی راتوں میں،
العیدین و لیالی	ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں
عشر ذی الحجة	میں اور شعبان کی پندرہویں
و لیلة النصف	رات میں شب بیداری کرنا
من شعبان کما	جیسا کہ احادیث میں آیا ہے،
وردت به الاحادیث	یہ احادیث "ترغیب و
و ذکرها فی الترغیب	ترہیب" میں تفصیل سے
والترهیب مفصلة[1]	مذکور ہیں۔

علامہ علاؤ الدین الحصکفی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

" و من المندوبات	اور مستحبات میں سے ہے۔
رکعتا السفر	سفر میں جاتے وقت اور
والقدوم منه و احیاء	واپس آ کے دو رکعتیں پڑھنا
لیلة العیدین	اور عیدین کی رات میں،
والنصف من شعبان	شعبان کی پندرھویں شب
و العشر الاخیر	میں، رمضان کے آخری عشرہ
من رمضان و الاول	میں اور ذی الحجہ کے پہلے
من ذی الحجة" [2]	عشرہ میں شب بیداری کرنا

علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۹ھ) تحریر فرماتے ہیں

---

[1] البحر الرائق، ج ۲، ص ۵۲۔

[2] الدر المختار مع شرح رد المحتار، ج ۲، ص ۲۴، ۲۵۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

"(و) ندب احیاء لیلة النصف من شعبان" الخ [1]

اور مستحب ہے شعبان کی پندرہویں شب میں شب بیداری کرنا۔

مولانا عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

" لا کلام فی استحباب احیاء لیلة البراءة بما شاء من العبادات و باداء النطوعات فیها کیف شاء لحدیث ابن ماجة و البیهقی فی شعب الایمان عن علی مرفوعًا ..... و فی الباب احادیث اخراخرجها البیهقی و غیرہ علی ما یسطها ابن حجر المکی فی الایضاح والبیان

شب برات میں بیدار رہ کر مختلف قسم کی نفلی عبادات کے اندر مشغول رہنے کے مستحب ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے دلیل اس کی ابن ماجہ اور بیہقی کی شعب الایمان میں حضرت علی رضؓ سے مرفوعاً مروی حدیث ہے اور اس سلسلہ میں دوسری احادیث بھی ہیں جن کو بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے جیسا کہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے "الایضاح والبیان" میں تفصیل سے بیان کیا ہے' یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی کریم

---

[1] نور الایضاح مع شرح وحاشیہ طحطاوی، ص ۳۲۵، طبع مصر۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

دالة على ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
اکثر فی تلك
اللیلة من العبادة
والدعاء وزار القبور
ودعا للاموات
فیعلم بمجموع
الاحادیث القولیة
والفعلیة استحباب
اکثار العبادة فیها
فالرجل مخیر
بین الصلوٰة وغیرها
من العبادات فان
اختار الصلوٰة
فکمیة اعداد
الرکعات وکیفیتها
مفوضة الیه مالم یات
بما منعه الشارع
صراحةً او اشارةً "[1]

صلی اللہ علیہ وسلم اس
رات کو زیادہ سے زیادہ
عبادات اور دعائیں فرماتے
تھے اور آپ نے زیارتِ
قبور بھی کی تھی اور مُردوں
کے لیے دُعا بھی کی تھی اور
ان تمام قولی و فعلی احادیث
سے یہ بھی معلوم ہوا کہ
اس شب زیادہ سے زیادہ
عبادت کرنا مستحب ہے'
ہر بندے کو اختیار ہے
چاہے نماز پڑھے یا کوئی
اور عبادت کرے، اگر وہ
نماز پڑھنے کو اختیار کرے
تو رکعتوں کی تعداد اور کیفیت
میں بھی اس کو اختیار ہے
بشرطیکہ کوئی ایسا کام نہ کرے
جس سے شارع علیہ السلام نے
صراحتاً یا اشارتاً منع کیا ہو۔

---

[1] آثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة، ص، ۷۳، ۷۴۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

" اس شب میں بیدار رہ کر عبادت کرنا خواہ خلوت میں یا جلوت میں افضل ہے، لیکن اجتماع کا اہتمام نہ کیا جاوے"۔ [1]

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔

" ان احادیث سے جس طرح اس مبارک رات کے بیش بہا فضائل و برکات معلوم ہوئے اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے اس رات میں اعمال ذیل مسنون ہیں۔

(۱) رات کو جاگ کر نماز پڑھنا اور ذکر و تلاوت میں مشغول رہنا۔

(۲) اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور عاقبت اور اپنے مقاصد دارین کی دعا مانگنا"۔ [2]

اکابر اہل سنت کا ہمیشہ سے اس رات میں شب بیداری کا معمول رہا ہے، علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۵ھ) تلمیذ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

" وليلة النصف	اہل شام میں سے جلیل القدر
من شعبان كان	تابعین مثلاً حضرت خالد بن معدان [3]
التابعون من اهل	حضرت مکحول، حضرت لقمان
الشام كخالد بن	بن عامر وغیرہ شعبان کی

---

[1] زوال السنة عن اعمال السنة، ص ۱۷۔

[2] فضائل و احکام شب برات، ص ۸۔

[3] حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ اپنے وقت کے بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے، ستر صحابہ کرام کی زیارت سے مشرف تھے، شہرت سے گھبراتے تھے، علم کی دولت کے ساتھ عمل کی دولت سے مالا مال تھے، دن بھر میں ستر ہزار تسبیح پڑھتے تھے، یزید بن عبد الملک کے دور حکومت میں ۱۰۳ھ میں وفات پائی۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

Telegram : t.me/pasbanehaq1

لقمان بن عامر	پندرہویں شب کی بڑی تعظیم
وغیرھم یعظمونھا	کرتے تھے اور اس شب
و یجتھدون	میں خوب مبالغہ کے ساتھ
فیھا فی العبادۃ	عبادت کرتے تھے انہی
وعنھم اخذ	حضرات سے لوگوں نے
الناس فضلھا	شبِ برارت کی فضیلت
و تعظیمھا" [1]	و بزرگی کو اخذ کیا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اخلاص کے ساتھ اس رات میں شب بیداری کریں اور خدا کو راضی کرنے کی کوشش کریں، جو لوگ اس رات کے قیام کو بدعت سمجھتے ہیں ان کے معاملہ کو خدا کے حوالے کرکے ان سے بچیں اور ہرگز ان کے پروپیگنڈہ کا شکار نہ ہوں، سوچنے کی بات ہے جو عمل خود حضور علیہ السلام سے ثابت ہو، اسلاف اس پر

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) حضرت مکحول شامی رحمہ اللہ اپنے وقت کے بہت بڑے حافظ الحدیث، فقیہ اور مجتہد تھے، بڑے بڑے علماء آپ کی جلالتِ علمی کے معترف تھے، آپ نے حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہند داری، حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت ابو امامہ حضرت عبد الرحمٰن بن غنم، حضرت ابو جندل بن سہیل رضی اللہ عنہم سے براہِ راست احادیث کی سماعت کی ہے۔ آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے جلیل القدر علماء شامل ہیں۔ ۱۱۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے۔

حضرت لقمان بن عامر رحمہ اللہ، آپ حمص (شام) کے رہنے والے تھے، حضرت ابو درداء، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہم سے آپ نے حدیث کی سماعت کی ہے ابن حبان نے آپ کو ثقات میں لکھا ہے۔

[1] لطائف المعارف، ص ۱۴۲۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

کاربند رہے ہوں۔ فقہائے کرام جسے مستحب قرار دے رہے ہوں وہ عمل بدعت ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا عمل بھی بدعت ہے تو پھر سنّت و مستحب کونسا عمل ہوگا؟

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

شب برأت میں شب بیداری کیسے کی جائے؟

حضرت حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی حنفی (متوفی ۱۰۶۹ھ) رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"و معنی القیام	شب بیداری کا مطلب یہ
ان یکون مشتغلا	ہے کہ اس رات کے اکثر حصّہ
معظم اللیل و قیل	میں اور ایک قول کے
بساعۃ منہ یقرأ اویسمع	مطابق کچھ حصّہ میں قرآن و
القرآن او الحدیث	حدیث کے پڑھنے یا سننے
او یسبح او یصلی	میں مشغول رہے یا تسبیح
علی النبی صلی اللہ	پڑھتا رہے، یا نبی علیہ الصلوٰۃ
علیہ وسلم" [1]	والسلام پر درود بھیجتا رہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس رات میں شب بیداری کے لیے کوئی خاص طریقہ اور کوئی خاص عبادت مقرر نہیں ہے، طبعی نشاط کے ساتھ جس طرح بھی خدا کو یاد کر سکیں کریں چاہے قرآن و حدیث کی تلاوت و سماعت میں مشغول رہیں چاہے تسبیح پڑھتے رہیں چاہے درود شریف پڑھتے رہیں چاہے نوافل پڑھتے رہیں۔ بہت سے بزرگوں کا معمول صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا ہے اگر ہو سکے تو صلوٰۃ التسبیح

---

[1] مراقی الفلاح مع ـــــ حاشیہ طحطاوی، ص ۳۲۶۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

پڑھ لیں اس کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔

بعض کتابوں میں بزرگوں سے منقول خاص نوافل و اعمال کی حقیقت!

یہاں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ بعض کتابوں میں کچھ بزرگوں سے فضیلت کی راتوں میں جو خاص خاص قسم کے نوافل اور عملیات منقول ہیں ان کی کیا حقیقت ہے؟ کیونکہ بعض لوگ ان پر بڑے بھونڈے انداز میں اعتراض کرتے ہیں اور بعض لوگ ان کے معمولات کو اپنا کر عمل شروع کر دیتے ہیں، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بزرگوں سے منقول نوافل وغیرہ کی حقیقت ظاہر فرمائی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ارشاد کو پیش کر دیا جائے۔

آپ فرماتے ہیں :-

"ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ یہ جو بعضی اوراد کی کتابوں میں پندرہویں شب ـــــ میں خاص نوافل پڑھنے کو لکھ دیا ہے یہ کوئی قید نہیں جو چیز شرعاً بے قید ہے اس کو بے قید ہی رکھو۔ حدیث میں نوافل کی کوئی قید نہیں آئی بلکہ جو عبادت آسان ہو وہ کر لو۔ اس میں نوافل بھی آ گئے اور وہ بھی کسی ہیئت کے ساتھ نہیں۔

باقی بزرگوں کے کلام میں جو خاص ہیئت کے نوافل کا ذکر آیا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ کسی بزرگ نے کسی مرید کے لیے اس کی خاص حالت کے اقتضاء سے اس کو تجویز کیا ہوگا اور اس کے حق میں یہی مصلحت ہوگا۔ اب اس کو عام کر لینا یہ بدعت ہے۔ باقی بزرگوں کو برا نہ کہے" [1]

---

[1] حقیقت عبادت ص ۴۵۵

Telegram : t.me/pasbanehaq1

کیا شبِ برأت میں شب بیداری کے لیے ساری رات جاگنا ضروری ہے اگر نہیں تو کس حصہ میں جاگنا زیادہ افضل ہے؟

اس سلسلہ میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

" اب بات قابلِ غور یہ ہے کہ کون سے حصۂ شب میں جاگنا زیادہ افضل ہے اس کا فیصلہ قرآن سے بھی ہوتا ہے اور حدیث سے بھی کیونکہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیرِ شب میں جاگنا اشد ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّ نَاشِئَةَ	بے شک رات کے جاگنے
اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ	میں دل اور زبان کا خوب میل ہوتا
وَطْاً	ہے اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے

اور ناشئۃ اللیل سونے کے بعد متحقق ہوتا ہے (کذا فی الجلالین القیام بعد النوم) جب وہ اشد ہوا کیونکہ اس کے اختیار کرنے سے نفس پر مشقت کا اثر زیادہ ہوتا ہے تو وہی افضل ہوگا۔ آخر سورت سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشد ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

عَلِمَ اَنْ لَّنْ	اس کو معلوم ہے کہ تم ضبط
تُحْصُوْهُ	نہیں کر سکتے۔

اور عدمِ احصار آخرِ شب میں ہو سکتا ہے۔ یہ تو قرآن سے معلوم ہوا حدیث سے بھی اس کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ آخرِ شب کی فضیلت میں بکثرت احادیث وارد ہیں اور قواعدِ عقلیہ بھی اس پر شاہد ہیں کیونکہ وہ وقت سونے کا ہے

Telegram : t.me/pasbanehaq1

اور سونا ترک کرنا مشکل ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص رات کو اُٹھ کر التجا کرتا ہے تو میں اس سے بہت خوش ہوتا ہوں۔ اس لیے کہ میری وجہ سے اپنی بیوی اور گرم بستر کو چھوڑ دیا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اخیر حصّہ رات کا افضل ہے۔ لیکن اگر کسی کو اس حصّہ میں جاگنا دشوار ہو وہ اوّل ہی حصّہ میں کچھ کرلے کیونکہ اور راتوں میں تو خدا تعالیٰ کا نزول اخیر شب میں ہوتا ہے اور اس رات میں اوّل ہی شب سے نزول ہو جاتا ہے اس لیے جن لوگوں کا اخیر شب میں عبادت کرنا دشوار ہو وہ اول ہی شب میں عبادت کر کے فضیلت حاصل کرلیں" [1]

شب بیداری کے لیے مساجد میں اکٹھا ہونا؟

اس رات میں شب بیداری کرنا چونکہ صرف ایک مستحب عمل ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ یہ عمل تنہا کیا جائے اس کیلئے مسجدوں میں ہرگز اجتماع نہ کیا جائے۔ فقہاء کرام نے فضیلت کی راتوں میں شب بیداری کے لیے مسجدوں میں اجتماع کو مکروہ لکھا ہے، چنانچہ علامہ ابن نجیم مصری حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

"و یکرہ الاجتماع	فضیلت کی راتوں میں شب
علی احیاء لیلۃ من ھذہ	بیداری کے لیے مساجد میں
اللیالی فی المساجد"۔ [2]	اجتماع مکروہ ہے۔

علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"و یکرہ الاجتماع	فضیلت کی راتوں میں (جن

---

[1] حقیقت عبادت ص ۲۶۶۔

[2] البحر الرائق ج ۲، ص ۵۲۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

على احياء ليلة من هذه الليالي) المتقدم ذكرها في المساجد) وغيرها لانه لم يفعله النبي صلى الله عليه وسلم ولا اصحابه فانكره اكثر العلماء من اهل الحجاز منهم عطاء وابن ابي مليكة و فقهاء اهل المدينة واصحاب مالك وغيرهم وقالوا ذالك كله بدعة،، [1]

کا پیچھے ذکر گزر چکا ہے) شب بیداری کے لیے اجتماع کرنا چاہے مسجدوں میں ہو یا کہیں اور بہرصورت مکروہ ہے کیونکہ اس طرح نہ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا اور نہ آپ کے صحابہ نے، اہلِ حجاز کے اکثر علماء جن میں عطاء بن ابی رباحؒ اور ابن ابی ملیکہؒ بھی شامل ہیں، نیز فقہاء اہلِ مدینہ اور امام مالکؒ کے اصحاب نے اس کا انکار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ بدعت ہے۔

علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے مساجد میں اجتماعی شب بیداری کے معاملہ میں اہلِ شام کے دو قول لکھے ہیں ایک استحباب کا اور دوسرا کراہت کا دوسرے قول کو آپ نے ترجیح دی ہے، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"والثانی انه یکره الاجتماع

دوسرا یہ کہ شبِ برات میں مساجد کے اندر کسی خاص

---

[1] نور الایضاح مع شرح وحاشیہ للطحطاوی، ص ۳۲۶۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

فیھا فی المساجد للصلوٰۃ والقصص والدعاء ولا یکرہ ان یصلی الرجل فیھا لخاصۃ نفسہ وھٰذا قول الاوزاعی امام اھل الشام وفقیھھم وعالمھم و ھٰذا ھو الاقرب ان شاء اللہ تعالیٰ[1]

نماز، وعظ اور دعا کے لیے اکٹھے ہونا مکروہ ہے، البتہ اگر کوئی اکیلا اپنی نماز اس رات مسجد میں پڑھے تو یہ مکروہ نہیں ہے یہی قول ہے امام اوزاعیؒ کا جو اہلِ شام کے امام فقیہ اور عالم ہیں، اور یہی قول درستگی کے زیادہ قریب ہے انشاء اللہ۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا یہ قول پیچھے گزر چکا ہے کہ ــــ "اس شب میں بیدار رہ کر عبادت کرنا خواہ خلوت میں یا جلوت میں افضل ہے لیکن اجتماع کا اہتمام نہ کیا جائے۔"

دوسری بات یہ بھی ہے کہ آج کل کے ایسے اجتماع منکرات سے خالی نہیں ہوتے لوگ مسجد میں شور و شغب اور لہو و لعب میں لگ کر آدابِ مسجد کو پامال کرتے ہیں اور نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق بنتے ہیں اس لیے ان سے بچنا ہی بہتر ہے انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ بہت سے پڑھے لکھے لوگ جو اپنے آپ کو اہلِ حق میں سے سمجھتے ہیں وہ بھی عوامی رَو میں بہہ کر ان راتوں میں اہلِ بدعت کی طرح بڑے اہتمام کے

---

[1] لطائف المعارف، ص ۴۴۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ساتھ مساجد میں اجتماع کرتے ہیں، فالی اللہ المشتکیٰ۔

شبِ برات میں مسجد کے اندر شب بیداری سے متعلق حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا ارشاد

حضرت امیر حسن علاء سجزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۳۷ھ)

تحریر فرماتے ہیں۔

"چہار شنبہ بست و پنجم ماہِ مذکور سعادت پائے بوسی حاصل شد، سخن در قرآن خواندن و قیامِ شب افتادہ بود و طائفہ کہ در مسجد قیام کنند، بندہ عرضداشت کرد کہ اگر در خانۂ خود قیام کنند چگونہ باشد؟ فرمود کہ در خانۂ خود یک سیپارہ بخواند بہتر کہ در مسجد ختم کنند" [1]

۲۵ شعبان المعظم بروز بدھ قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی، شبِ برات میں قیام اور قرآن خوانی کے متعلق بات چل رہی تھی اور ان لوگوں کا بھی تذکرہ تھا جو اس شب میں مسجد میں قیام کرتے ہیں، بندہ نے عرض کیا کہ اگر لوگ گھروں میں قیام کریں تو کیسا ہے؟ فرمایا کوئی اپنے گھر میں صرف ایک سپارہ پڑھے یہ اس کے لیے مسجد میں پورا قرآن ختم کرنے سے بہتر ہے۔

---

[1] فوائد الفواد (فارسی صـ۲۴) طبع نولکشور ۱۳۲۶ھ

Telegram : t.me/pasbanehaq1

نمبر ۶، شبِ برات میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قبرستان تشریف لے گئے اور مُردوں کے لیے دُعاءِ مغفرت فرمائی، اس لیے اس رات میں قبرستان جانا اور اموات کے لیے دعاءِ مغفرت کرنا مستحب ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

" وافضل ایام الزیارۃ اربعۃ یوم الاثنین والخمیس والجمعۃ والسبت .... وکذا فی اللیالی المتبرکۃ لا سیما لیلۃ البراءۃ"[1]	زیارتِ قبور کے افضل دن چار ہیں، پیر، جمعرات، جمعہ، ہفتہ، اسی طرح متبرک راتوں میں بھی زیارتِ قبور افضل ہے بالخصوص شبِ برات میں

حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

" پندرہویں شب شعبان میں مُردوں کے لیے گورستان میں جاکر دعا و استغفار کرنا مستحب ہے اور حدیث سے ثابت ہے۔"[2]

لیکن یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے قبرستان تشریف لے گئے تھے، اس لیے اکیلے جائیں، جتھے اور جماعت بنا کر نہ جائیں اور شریعت کے مطابق فاتحہ پڑھ کر واپس آجائیں اور صرف مرد جائیں عورتیں نہ جائیں، عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں ہے اور مرد بھی اس شب قبرستان جانے کو فرض و واجب کی طرح ضروری نہ سمجھیں۔

---

[1] الفتاوی الھندیۃ ج ۵، ص ۳۵

[2] زوال السنۃ عن اعمال السنۃ، ص ۱۷

Telegram : t.me/pasbanehaq1

نمبر ۷، پندرھویں شعبان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے اس لیے اس دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"پندرھویں تاریخ شعبان کو روزہ رکھنا مستحب ہے"۔ [1]

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ شب برات کے اعمال مسنونہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"(۳) اس کی صبح کو یعنی پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا"۔ [2]

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"ماہ شعبان میں کسی تاریخ اور دن کا روزہ فرض اور واجب نہیں ہے اور تیرہ شعبان کے روزہ کی کوئی خاص فضیلت حدیث شریف سے ثابت نہیں ہے، البتہ یہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب کو بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہو اور پندرھویں تاریخ کا روزہ رکھو، پس پندرہویں تاریخ شعبان کا روزہ مستحب ہے، اگر کوئی رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کچھ حرج نہیں ہے" فقط۔ [3]

نواب قطب الدین صاحب تلمیذ رشید شاہ اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔

---

[1] زوال السنۃ عن اعمال السنۃ، ص ۱۷۔

[2] فضائل واحکام شب برات، ص ۸۔

[3] فتاویٰ دار العلوم دیوبند، ج ۶، ص ۵۰۰۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

"ایک بات اور، پورے سال میں مسنون روزوں کی تعداد کیا دن ہے تینتیس روزے تو یہی ہیں یعنی بحساب تین روزہ فی مہینہ، نو روزے ذی الحجہ کے مہینہ میں پہلی تاریخ سے نویں تاریخ تک، ایک دن یوم عاشورا کا، ایک دن عاشورا سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا ایک، ایک روزہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کا اور چھ روزے شوال کے"۔ [1]

بہتر یہ ہے کہ شعبان کی ۱۳-۱۴، اور ۱۵ تینوں دن کے روزے رکھ لیے جائیں انہیں ایام بیض کہتے ہیں اور ان میں روزہ رکھنا سنت ہے۔

شب برارت میں کی جانیوالی بدعات

شب برارت میں یوں تو بہت سی بدعات و رسومات کی جاتی ہیں ہم یہاں صرف ان بدعات و رسومات کا ذکر کریں گے جو نہایت پابندی اور اہتمام کے ساتھ کی جاتی ہیں۔

آتش بازی

شب معراج کی طرح شب برارت کے موقعہ پر بھی مسلمان لاکھوں روپے آتش بازی کی نذر کر دیتے ہیں۔ آتش بازی کی رسم میں ایک تو بے جا مال ضائع کیا جاتا ہے جو اسراف کی مد میں آتا ہے، شریعت نے اسراف کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے لہٰذا جو لوگ آتش بازی کرتے ہیں وہ اپنا مال بھی ضائع کرتے ہیں اور گناہ بھی سر مول لیتے ہیں۔ دوسرے آتش بازی اپنی جان اپنے بچوں اور پاس پڑوس کے لوگوں کی جان کے لیے خطرہ کا بھی سبب ہے، ہر سال اخبارات میں آتش بازی سے ہونے والے جانی و مالی نقصان کی خبریں چھپتی

---

[1] مظاہر حق جدید ج ۲، ص ۳۶۴۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

رہتی ہیں۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اتنی مقدس رات میں لوگ کس بیکار مشغلہ میں اپنی جان و مال کو برباد کرتے ہیں، ہم سب کو چاہیے کہ خود بھی اس رسم بد سے بچیں اور اپنے بچوں کو بھی اس سے منع کریں، انہیں بتلائیں کہ اس سے خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں۔

چراغاں شب برات کے موقعہ پر لوگوں نے یہ دستور بنا لیا ہے کہ مسجدوں اور مکانات میں بہت زیادہ روشنی کا اہتمام کرتے ہیں، مسجدوں میں برقی لائٹیں لگاتے ہیں اور مکانوں کی چھتوں پر موم بتیاں جلاتے ہیں لوگوں کو سمجھنا چاہیے کہ یہ کفار کے ساتھ مشابہت اور ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے جو سخت ناجائز اور حرام ہے اس رسم کی ابتداء برامکہ سے ہوئی ہے جو آتش پرست تھے، چنانچہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس رسم کے بارے میں لکھتے ہیں:-

"قال علی بن ابراھیم و اول حدوث الوقید من البرامکۃ وکانوا عبدۃ النار فلما اسلموا ادخلوا فی الاسلام" [1]	علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ چراغاں اور روشنی کرنے کی ابتداء برامکہ سے ہوئی ہے یہ لوگ اصل میں آتش پرست تھے، جب یہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے یہ رسم اسلام میں داخل کر دی۔

ہمیں چاہیے کہ اس فضول اور بیکار رسم سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو

---

[1] ماثبت بالسنۃ مترجم، ص ۳۶۳

Telegram : t.me/pasbanehaq1

بھی اس سے بچائیں۔

حلوے مانڈے کی رسم مسلمانوں نے اس رسم کو بھی ایسا لازم کرلیا ہے کہ اس کے بغیر سمجھتے ہیں کہ شب برات ہی نہیں ہوتی، اس رات میں بجائے اس کے کہ ہماری عورتیں عبادات میں مشغول ہوں حلوے مانڈے کے چکر میں پڑی رہتی ہیں، اچھے اچھے کھانے پکاتی ہیں حلوہ و پنجیری بناتی ہیں اور باقاعدہ طور پر سینیوں میں سجا کر سسرال بھیجتی ہیں، اگر کوئی اس رسم سے بچے تو اُسے بُرا سمجھتی ہیں، حالانکہ اس شب میں ایسا کوئی کام شریعت سے ثابت نہیں لہٰذا ہمارے مرد و زن سب کو چاہیے کہ ان فضولیات ولغویات کو چھوڑ کر اس شب میں جو کرنے کے کام ہیں ان میں مشغول ہوں، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

شبِ برأت کیا ہے؟

مؤلفہ حبیب الرحمٰن صدیقی

کا جواب

Telegram : t.me/pasbanehaq1

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شبِ برات کی شرعی حیثیت اور فضیلت کے متعلق تفصیل ذکر کرنے کے بعد اب ہم چاہتے ہیں کہ اس شب کے بارے میں جو گمراہ کن پروپیگنڈہ کر کے سادہ لوح عوام کو بہکایا جا رہا ہے اس کا بھی کچھ مختصر سا جائزہ لیتے چلیں تاکہ عوام اس غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈہ سے آگاہ ہو کر صحیح راہ کو اختیار کریں اور کسی بھی گمراہ گر کے کہنے میں نہ آئیں۔

اس وقت ہمارے پیشِ نظر "شب برات" کے خلاف کراچی کے حبیب الرحمٰن صدیقی صاحب کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ہے "شبِ برات کیا ہے؟" ہم سمجھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں یہی رسالہ اصل ہے باقی جس نے بھی شبِ برات کے خلاف لکھا ہے اُس نے اِسی سے متاثر ہو کر لکھا ہے اور اسی کی خوشہ چینی کی ہے اس لیے ہم نے بھی جواب کے لیے اِسی رسالہ کا انتخاب کیا ہے، ہم اس رسالے کے اُن مندرجات کا جواب دیں گے جو شبِ برات کے خلاف ہیں اِدھر اُدھر کی باتوں سے ہمیں کوئی سروکار نہ ہوگا، ہم کوشش کریں گے کہ جواب میں سنجیدگی اور متانت قائم رہے کیونکہ ہمارا مقصد عوام تک حق بات کا پہنچانا ہے کسی کی دِل آزاری مقصد نہیں، تاہم اگر ہمارا لب و لہجہ سخت معلوم ہو تو ہمیں اس میں معذور سمجھا جائے کیونکہ حبیب الرحمٰن صاحب نے اپنے رسالے میں جو زبان استعمال کی ہے اور جو انداز اپنایا ہے اس کے پیشِ نظر وہ اس سے بھی زیادہ کے مستحق ہیں۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

قبل اس کے کہ ہم اس رسالے کا جواب لکھنا شروع کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مصنف جناب حبیب الرحمٰن صاحب صدیقی کی شخصیت اور ان کے عقائد و نظریات کا کچھ تعارف کرا دیں تاکہ عوام کو ان کی شخصیت اور ان کے عقائد و نظریات معلوم ہونے کے بعد ان کی تحریرات کے متعلق فیصلہ کرنے میں آسانی ہو اور لوگوں کو پتہ چلے کہ جن صاحب کے یہ عقائد و نظریات ہیں ان کا شب برات کے خلاف لکھنا کوئی اچھنبے کی بات نہیں، اور نہ اس سے متاثر ہو کر پریشان ہونے کی ضرورت ہے،

صدیقی صاحب کے بارے میں جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہ ایک بڑے اور علمی گھرانے کے فرد تھے خود عالم تھے، ان کے شروع دور کی تحریرات جاندار اور علمی ہوا کرتی تھیں، بعد میں جو اُن میں تغیر آیا اس کا کیا سبب بنا؟ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے سامنے سے جب مشہور منکرینِ حدیث تمنا عمادی، غلام احمد پرویز اور مشہور نامعلوم محمود احمد عباسی وغیرہ کی تحریرات گزریں تو وہ اُن سے متاثر ہو گئے اور اپنے اکابر و اسلاف کی راہ کو چھوڑ کر ان غلط لوگوں کی راہ کو اپنا لیا اس طرح انکی عملی زندگی اور عقائد و نظریات میں تبدیلی آگئی،

موصوف کی عملی زندگی کے بارے میں ثقہ لوگوں کی روایت ہے کہ وہ اپنے والد کے نافرمان تھے اسی لیے ان کے والد اُن سے سخت ناراض تھے اور انہوں نے اُن سے لاتعلقی اختیار کر لی تھی، موصوف نماز بھی نہیں پڑھتے تھے، شاید اسی لیے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان "الصلوٰۃ عماد الدین" نماز دین کا ستون ہے ——— کو ناقابلِ اعتبار سمجھتے ہیں[1]،

---

[1] ملاحظہ ہو مذہبی داستانیں ج ۲ ص ۱۷۴

Telegram : t.me/pasbanehaq1

موصوف متشرع و متدین بھی نہیں تھے،

صدیقی صاحب کے عقائد و نظریات جو ہم نے اُن کی تحریرات سے اخذ کئے ہیں، جن کی وہ تبلیغ کرتے تھے اور لوگوں کو دعوت دیتے تھے وہ درج ذیل ہیں موصوف

(۱) امت کے اجماعی عقیدے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ [1]

(۲) حج کے بعد روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ جانے، روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رُخ کرکے دُعا مانگنے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طلبِ شفاعت کے منکر ہیں، اس سلسلہ میں ہم صدیقی صاحب کا ایک واقعہ درج کرتے ہیں، یہ واقعہ ذکر کرنے کو جی تو نہیں چاہتا صرف صدیقی صاحب کی ذہنیت دکھلانے کے لیے درج کر رہے ہیں۔

صدیقی صاحب لکھتے ہیں :

"میں جب عمرہ کے لیے مکہ پہنچا تو مدرسہ صولتیہ میں طعیمش سے ملنے گیا اس نے فوراً سوال کیا، کیا مدینہ حضرت جی کی خدمت میں نہیں گئے، میں نے جواب دیا ابھی تو سب سے بڑے حضرت کے لیے مکہ آیا ہوں اگر وہ اجازت دے گا تو دیکھی جائے گی، اتفاق سے میرا اصل قیام جدہ میں تھا اور روزانہ شام کو مغرب کے وقت مکہ پہنچ جاتا اس طرح تقریباً ۲۵ یوم تک مکہ جاتا رہا پھر ایک روز ان حضرات نے جو مجھے لے کر گئے تھے مدینہ جانے کا ارادہ کر لیا۔ میں اس شرط کے

---

[1] ملاحظہ ہو مذہبی داستانیں ج ۴ ص ۲۸۵ تا ص ۲۹۵

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ساتھ ان کے ساتھ گیا کہ مدینہ سے مل کر واپس آجائیں گے اور یہ چالیس نمازوں والی کہانی پر کبھی عمل نہ کریں گے، دوسرے مسجد نبوی میں جو بھی دعا مانگیں گے قبلہ رُخ ہو کر اللہ سے مانگیں گے، قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب دعا کے لیے ہاتھ نہ پھیلائیں گے۔ ہمارا اس پر تصفیہ ہو گیا نتیجۃً میں مدینہ اس فیصلہ کے مطابق ایک روز کے لیے گیا، اور مولوی زکریا اگرچہ میرے خالہ زاد بھائی ہیں لیکن میں ان کے خیالات سے متفق نہ ہونے کے باعث ان سے نہیں ملا اور کراچی واپس چلا آیا، اگر میرے ساتھی مدینہ جانے پر مُصر نہ ہوتے تو میں کبھی مدینہ نہ جاتا کیونکہ صحابۂ کرام مکہ سے فارغ ہو کر مدینہ نہ جاتے، اللہ مجھے معاف کرے"۔ [1]

(۳) وسیلے کے منکر ہیں۔ [2]

(۴) مطلقاً ایصالِ ثواب کے منکر ہیں اس سلسلہ میں انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "عقیدہ ایصالِ ثواب قرآن کی نظر میں"۔

یہ بھی ایک لطیفہ ہے کہ موصوف ایصالِ ثواب کے منکر ہیں لیکن جب ان کی اہلیہ کی وفات ہوئی تو اُن کی موجودگی میں ان کے گھر میں قرآن خوانی ہوتی رہی۔

(۵) حضرت امام مہدی کے ظہور کے منکر ہیں، اس مسئلہ پر ان کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ہے "عقیدۂ ظہورِ مہدی"۔

(۶) حیاتِ عیسیٰؑ کے منکر ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کی اپنی کوئی تحریر تو نظر سے نہیں گزری البتہ ان کی مجلسِ درسِ قرآن کے ایک حاضر باش اور اُن سے عقیدت رکھنے والے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی تھی وہ بڑی شدت کے

---

[1] مذہبی داستانیں ج ۴ ص ۲۸۷

[2] مذہبی داستانیں ج ۴ ص ۲۸۶

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ساتھ اپنا اور اپنے استاد صدیقی صاحب کا یہی عقیدہ و نظریہ بتاتا تھا،

(۷) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کی خلافتِ راشدہ کے منکر ہیں، انہیں خلفاء راشدین میں سے نہیں مانتے۔ [۱]

(۸) حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی صحابیت کے منکر ہیں انہیں صحابی ماننے کے لیے تیار نہیں۔ [۲]

(۹) تصوف کے بدترین مخالف ہیں اور صوفیاء کرام سے دلی بغض رکھتے ہیں۔ [۳]

(۱۰) اعلیٰ درجہ کے ناصبی ہیں اہلبیت رضی اللہ عنہم سے خصوصی پرخاش رکھتے ہیں، اسی لیے وہ ان تمام روایات کو جن میں سیدنا علی، سیدہ فاطمہ اور حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب آئے ہیں بیک قلم غلط قرار دیتے ہیں۔ [۴]

(۱۱) روافض کی طرح جلیل القدر محدثین و مؤرخین پر تبرا بازی کر کے ان کی عظمت کو داغ دار اور ان کی حیثیت کو مجروح کرتے ہیں۔

(۱۲) کتبِ احادیث میں آنے والی فضائل سے متعلق تمام روایات کو جنہیں کہ سلفاً راشدین حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے بارے میں وارد فضائل کی احادیث کو بھی سخت مجروح قرار دیتے ہیں۔ [۵]

---

[۱] دیکھئے شب برات کیا ہے ص ۱۰۔

[۲] مذہبی داستانیں ج ۱ ص ۲۸۷۔

[۳] دیکھئے شب برات کیا ہے۔ مختلف صفحات۔

[۴] مذہبی داستانیں جلد نمبر ۳، یہ پوری جلد اسی سلسلہ میں ہے۔

[۵] مذہبی داستانیں ج ۴۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

(۱۳) اُن کا انداز بالکل منکرینِ حدیث جیسا ہے چنانچہ وہ صحیحین (بخاری و مسلم) کی عظمت دِلوں سے نکالنے کے لیے اُن پر بے جا تنقید کرتے ہیں، انہوں نے "مسند امام احمد" جس میں تقریباً چالیس ہزار احادیث ہیں اس کی اہمیت کو ختم کرنے کے لیے اس کے خلاف مشہور منکرِ حدیث تمنا عمادی کا لمبا چوڑا مضمون اپنی کتاب مذہبی داستانیں جلد ۴ کا جُزء بنایا ہے ان وجوہات کی بنا پر اگر یہ کہا جائے کہ صدیقی صاحب نے منکرین حدیث کی راہ اپنائی تھی تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا، اور اس راہ کو اپنا کر وہ دین کی جس بات پر بھی تنقید کریں اور جس چیز کی اہمیت کو گرائیں ان کے لیے معمولی سی بات ہوگی، شاید یہی وجہ ہے کہ صدیقی صاحب نے احادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے عظیم واقعات، بہت سے اعمال پر دی گئی بشارات، اور اسلام کی عظیم شخصیات سے متعلق بیان کیے گئے فضائل و مناقب پر بیجا جرح کر کے انہیں مذہبی داستانوں کا نام دیا ہے اور "مذہبی داستانیں اور انکی حقیقت" کے نام سے چار جلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے اور اس میں انتہائی دجل و فریب سے کام لے کر سادہ لوح عوام کو بہکانے کی کوشش کی ہے خدا کرے کوئی محقق عالم اس طرف توجہ کر کے صدیقی صاحب کے دجل و فریب سے پردہ اٹھا کر عوام کو گمراہی سے بچانے کا سامان پیدا کرے، ہم صدیقی صاحب کے جس رسالے کا جواب لکھ رہے ہیں انشاء اللہ العزیز اس سے صدیقی صاحب کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی اور جس دجل و فریب سے وہ کام لیتے ہیں وہ طشت از بام ہو جائے گا، قارئین اس جواب کو پڑھ کر ضرور اندازہ کر لیں گے کہ جس شخص کا اتنے سے رسالے میں یہ حال ہے اُس نے بڑی کتابوں میں کیا کچھ نہ کیا ہوگا ؟

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب نے شبِ براءت کے خلاف جو رسالہ لکھا ہے اس کے ٹائٹل پر ان کا نام ان القابات کے ساتھ درج ہے "محققِ دوراں امام الحدیث والقرآن، علامہ قاری حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی" ان القابات کو پڑھ کر عام آدمی تو یہی سمجھے گا کہ صدیقی صاحب کوئی بڑے عالم ہیں اور ان کی تحریر یقیناً محققانہ ہوگی، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے، صدیقی صاحب کے یہ القابات برعکس نہند نامِ زنگی کافور کا مصداق ہیں، معلوم نہیں ان کے چاہنے والوں نے انہیں یہ القابات ان کی زندگی میں دیئے تھے اور صدیقی صاحب کی نظر سے بھی گزرے تھے، یا مرنے کے بعد دیئے ہیں اور اُن کی نظر سے نہیں گزرے کیونکہ ہمیں تو "امام الحدیث" اور "امام القرآن" کے القابات ہی سرے سے صحیح معلوم نہیں دیتے اس لیے کہ ان کا معنی بنتا ہے۔ حدیث اور قرآن کے امام۔ آپ خود سوچیے حدیث اور قرآن کے امام بننے کا کیا مطلب ہے کیونکہ امام کے معنی پیشوا اور مقتدیٰ کے آتے ہیں قرآن و حدیث تو خود ہمارے پیشوا ہیں۔ ان کے پیشوا بننے کا کیا مطلب ہے ہاں امام المحدثین اور امام المفسرین جیسے القاب یا شیخ الحدیث اور اور شیخ التفسیر جیسے القاب یقیناً صحیح ہیں جن کا مطلب بالکل واضح ہے یعنی محدثین و مفسرین کے پیشوا و مقتدیٰ، اور حدیث و تفسیر کے ماہر،

قارئین محترم ہم نے اس رسالہ کو از اول تا آخر پڑھا ہے اس کے پڑھنے سے ہمیں یہ اندازہ ہوا کہ صدیقی صاحب یا تو خود دھوکہ کا شکار ہیں اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی دھوکے میں ڈالنا چاہتے ہیں یا پھر وہ جہلِ مرکب میں مبتلا ہیں اور جہالت کو علم اور تشکیک کو تحقیق سمجھ بیٹھے ہیں، ہمارے اس اندازے کی صداقت انشاء اللہ قارئین پر اس وقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی جب وہ ہماری اس جوابی تحریر کو پڑھیں گے۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ہماری کوشش ہوگی کہ صدیقی صاحب کا دجل و فریب، ان کی دھوکہ دہی، قرآن و حدیث، اور اسماء الرجال سے جہالت، دلائل کے ساتھ بیان کی جائے تاکہ عوام کے سامنے ان کی حقیقت اچھی طرح کھل کر سامنے آجائے اور وہ ان کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے بچیں۔

صدیقی صاحب کے اس تمام رسالہ کا خلاصہ یہ ہے کہ "شبِ برات کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں ہے اس شب کے بارے میں وارد تمام روایات موضوع و من گھڑت ہیں۔ اس شب کے بانی مبانی شیعہ ہیں۔ انہوں نے ہی اس شب اپنے بارہویں امام کی پیدائش کی خوشی میں روایات گھڑی ہیں اور یہ رات تبرے کی رات ہے کیونکہ برات اور تبرا ہم معنی ہیں" قارئین یہ خلاصہ صدیقی صاحب کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں، صدیقی صاحب لکھتے ہیں۔

"ان تمام آیات و احادیث سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہوئی کہ برات اور تبرا ہم معنی ہیں یعنی یہ دونوں لفظ بیزاری کے معنیٰ دیتے ہیں اور شبِ برات کے معنیٰ ہیں شبِ تبرا یعنی شب بیزاری اور یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ اس شب میں رافضی اپنے فرضی امام کی پیدائش کی خوشی مناتے اور صحابۂ کرام اور تمام مسلمانوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں" [1]

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"شبِ برات کے اصل بانی مبانی رافضی شیعہ تھے جنہوں نے اس قسم کی روایات گھڑ کر عوام میں پھیلائیں اور صوفیاء نے ہراول دستے کے طور پر ان کے لیے راہ ہموار کی۔" [2]

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۸

[2] شبِ برات کیا ہے ص ۲۳

Telegram : t.me/pasbanehaq1

مزید رقمطراز ہیں :

" اس شب برات کی تمام فضیلت صرف اس لیے ہے کہ رافضیوں کے فرضی بارہویں امام کی ولادت اسی شب ہوئی تھی اور اسی لیے اس کی فضیلت میں روایات وضع کی گئیں" [1]

قارئین محترم ! صدیقی صاحب نے اپنی ان تحریرات میں انتہائی دجل و فریب سے کام لیا ہے اور وہ اس طرح کی باتیں کر کے عوام الناس کو ایک فضیلت والی رات میں شب بیداری اور عبادت گزاری سے محروم کرنا چاہتے ہیں - حقیقت یہ ہے کہ شب برات کی فضیلت و بزرگی کا تذکرہ دس جلیل القدر صحابۂ کرام سے مروی روایات کے اندر آیا ہے جیسا کہ وہ احادیث سلسلہ وار گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہیں، ان میں صحیح، حسن، ضعیف ہر طرح کی احادیث ہیں لیکن ایسی کوئی ایک روایت بھی نہیں ہے جسے محدثین نے موضوع کہا ہو، یہ روایات احادیث کی مستند کتابوں میں موجود ہیں، ان احادیث مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے ہمارے اسلاف و اکابر اہلسنت والجماعت اس شب کی فضیلت کے قائل ہوئے ہیں اور انہوں نے اس شب میں شب بیداری اور عبادت گزاری کو اپنایا ہے ،

اس شب کے متعلق علامہ ابن الحاج مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۷ھ) کا بیان گزشتہ اوراق میں گزر چکا ہے یہاں ایک دفعہ پھر ملاحظہ فرماتے چلیں، آپ فرماتے ہیں۔

" اور کوئی شک نہیں کہ یہ رات بڑی بابرکت اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی عظمت والی ہے اور (ہمارے) اسلاف رضی اللہ عنہم اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اس کے آنے سے پہلے ہی اس کے لیے تیاری کرتے تھے جب یہ رات آتی تھی تو وہ اس کی ملاقات اور اس کی حرمت و عظمت بجالانے کے لیے مستعد ہو جاتے تھے کیونکہ یہ بات معلوم ہو چکی ہے

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۶۷

Telegram : t.me/pasbanehaq1

کہ وہ شعائر اللہ کا بہت احترام کرتے تھے جیسا کہ اس کا ذکر گزر چکا۔"[1]

علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۵ھ) تلمیذ رشید علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ——— (متوفی ۷۲۸ھ) اپنی کتاب "لطائف المعارف" میں شب برات کے فضائل ذکر کرنے کے بعد جلیل القدر تابعین حضرت خالد بن معدان (م ۱۰۳ھ) حضرت مکحول (م ۱۱۲ھ) حضرت لقمان بن عامر رحمہم اللہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"کہ یہ لوگ شعبان کی پندرہویں شب کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اس شب میں خوب مبالغہ کے ساتھ عبادت کرتے تھے، انہی حضرات سے لوگوں نے شب برات کی فضیلت و بزرگی کو اخذ کیا ہے۔"[2]

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

"بلغنا انه كان يقال ان الدعاء يستجاب في خمس ليال في ليلة الجمعة وليلة الاضحى وليلة الفطر واول ليلة من

ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ (دورِ صحابہ و تابعین میں) یہ کہا جاتا تھا کہ پانچ راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے (۱) شبِ جمعہ (۲) عید الاضحی کی رات (۳) عید الفطر کی رات (۴) رجب کی پہلی رات

---

[1] الدخل ج ۱ ص ۲۹۲

[2] لطائف المعارف ص ۱۴۴

Telegram : t.me/pasbanehaq1

رجب و لیلۃ النصف (۵) شعبان کی پندرہویں
من شعبان" [1] رات

اس کے بعد آپ صحابہؓ و تابعین کا عید کی شب معمول ذکر فرما کر لکھتے ہیں۔

" و انا استحب مذکورہ راتوں کے متعلق
کل ما حکیت جو میں نے بیان کیا
فی ھذہ اللیالی ہے میں اسے مستحب
من غیر ان یکون سمجھتا ہوں فرض نہیں،
فرضا۔ [2]

قارئین ملاحظہ فرمائیے ہمارے اسلاف و اکابر کی رائے شب برات کے متعلق یہ ہے کہ وہ اسے عظمت و بزرگی والی رات سمجھتے ہیں اس میں عبادت و شب بیداری کے لیے پہلے سے تیاری کرتے ہیں اور اُن کا نظریہ ہے کہ اس شب دعائیں قبول ہوتی ہیں،

اسی طرح جلیل القدر فقہاء کرام علامہ ابن نجیم مصری (م ۹۷۰ھ) علامہ علاء الدین الحصکفی (م ۱۰۸۸ھ) علامہ حسن بن عمار شرنبلالی (م ۱۰۶۹ھ) اور مولانا عبد الحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ) رحمہم اللہ کے حوالے سے یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ سب حضرات فقہاء شب برات میں شب بیداری کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

ان تصریحات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ " اس شب کے بانی مبانی شیعہ

---

[1] کتاب الام ج ۱ ص ۲۳۱

[2] کتاب الام ج ۱ ص ۲۳۱

Telegram : t.me/pasbanehaq1

تھے وہی اس شب خوشیاں مناتے ہیں اور انہوں نے ہی اس کی فضیلت میں روایات گھڑی ہیں" دجل و تلبیس اور دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں، سوچنے کا مقام ہے کہ کیا ان دس صحابۂ کرام اور تابعین عظام سے روایت کرنے والے سارے راوی شیعہ ہیں؟ کیا جلیل القدر تابعین حضرت خالد بن معدان، حضرت مکحول، حضرت لقمان بن عامر رحمہم اللہ یہ سب شیعہ ہیں؟ کیا حضرت امام شافعی رحمہ اللہ بھی شیعہ ہیں؟ کیا ابن الحاج مالکی، ابن رجب حنبلی رحمہما اللہ اور مذکورہ فقہاء یہ سب شیعہ ہیں؟

ع ایں کار از تو می آید مرداں چنیں کنند

عجیب بات ہے جس شب کی فضیلت میں دس صحابۂ کرام سے احادیث مروی ہوں، جس کی فضیلت کے قائل صحابۂ کرام، تابعین عظام، ائمہ مجتہدین ہوں جس شب میں اسلاف کا عمل تواتر و توارث کے ساتھ چلا آرہا ہو جس کے بارے میں فقہاء اپنی کتابوں میں احکام لکھیں اُسے شیعہ دشمنی کی بھینٹ چڑھا دیا جائے شیعہ اس شب کے بارے میں جو چاہیں عقیدہ رکھیں اور جو چاہیں عمل کریں وہ جانیں ہمیں اس سے کیا غرض؟ ہم اس شب کی عبادت گزاری کو جسے فقہاء مستحب قرار دے رہے ہیں کیوں چھوڑیں؟ اس طرح تو لازم آئے گا کہ وہ سب اعمال چھوڑ دیئے جائیں جو اصلاً تو اہلسنت کے اعمال ہیں لیکن کرتے ہیں شیعہ اور مرزائی بھی۔

براءت کے تبرّی کے ہم معنی ہونے کی بحث

صدیقی صاحب نے اس رسالہ میں اس پر بڑا زور دیا ہے کہ براءت اور تبرّا ہم معنیٰ ہیں اور قرآن و حدیث میں جہاں کہیں بھی لفظِ براءت آیا ہے وہ

Telegram : t.me/pasbanehaq1

تبرّا کے معنیٰ میں ہے، چنانچہ موصوف شبِ برات یا شبِ تبرّا کی شہ سرخی کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

"عربی زبان میں ان کے معانی میں کوئی فرق نہیں اور یہ ہماری کوئی ذاتی اور انفرادی رائے نہیں بلکہ کتاب اللہ اور حدیثِ رسول میں جہاں جہاں بھی یہ لفظ استعمال میں آیا ہے اس نے یہی معنیٰ دیے ہیں۔" [1]

اس کے بعد صدیقی صاحب نے بطورِ استشہاد چند آیات واحادیث پیش کی ہیں۔

جواب

صدیقی صاحب نے اس عبارت میں دو دعوے کیے ہیں، ایک تو یہ کہ عربی زبان میں لفظِ برات اور لفظِ تبرا کے معنی میں کوئی فرق نہیں دوسرے یہ کہ قرآن وحدیث میں جہاں بھی لفظِ برات آیا ہے اس کے معنیٰ تبرا (بیزاری) کے ہیں۔

صدیقی صاحب کے دونوں دعوے غلط ہیں،

صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ "عربی زبان میں لفظِ برات اور لفظ تبرا کے معنی میں کوئی فرق نہیں" ان کی ذاتی وانفرادی رائے ہے جو جہالت پر مبنی ہے کوئی ذی شعور بھی اس رائے سے اتفاق نہیں کرسکتا۔

صدیقی صاحب اگر عربی اردو کی کوئی چھوٹی ڈکشنری ہی دیکھ لیتے تو انہیں فرق

---

[1] شبِ برات کیا ہے ص ۵

Telegram : t.me/pasbanehaq1

معلوم ہوجاتا۔ ملاحظہ فرمائیے صاحب مصباح اللغات لفظ برء کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بَرِئَ (س) بُرُوْءًا و بَرَاءً و بَرَاءَةً من العیب والدین: خلاصی پانا، نجات پانا، بَرَءَ (س) و بَرُؤَ (ک) بُرْءًا و بُرُوْءًا من المرض شفایاب ہونا، چنگا ہونا، بَرَّأَهُ تَبْرِئَةً بری کرنا، پاک کرنا، من التهمة دور کرنا ..... تَبَرَّءَ من الذنب: گناہ سے بیزار ہونا ..... اَلْبَرَاءَةُ: بَرِئَ کا مصدر۔ فرمان پروانہ" [1]

قارئین ملاحظہ فرمائیے براءت کے معنی ہیں خلاصی پانا، نجات پانا نیز اس کے معنی فرمان اور پروانہ کے بھی ہیں جب کہ تبرا کے معنی فقط بیزاری کے ہیں اس قدر فرق کے ہوتے ہوئے بھی صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ ان میں کوئی فرق نہیں حقیقت سے آنکھیں موندنے کے مترادف ہے، ہاں یہ کہہ سکتے تھے کہ براءت کے معنی بیزاری کے بھی آتے ہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔

صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ کتاب اللہ اور حدیث رسول میں جہاں جہاں بھی یہ لفظ استعمال میں آیا ہے اس نے یہی معنی دیے ہیں یہ بھی صدیقی صاحب کی قرآن و حدیث سے جہالت کی غمازی کرتا ہے۔

تحقیقی بات یہ ہے کہ لفظ براءت قرآن و حدیث میں بیزاری کے معنی میں بھی آیا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے معنی میں بھی

---

[1] مصباح اللغات ص ۵۴

Telegram : t.me/pasbanehaq1

بیزاری والے معنیٰ سے متعلق آیات و احادیث تو صدیقی صاحب نے پیش فرمادیں یہاں آپ وہ آیات و احادیث ملاحظہ فرمائیں جن میں یہ لفظ بیزاری کے علاوہ دیگر معانی میں آیا ہے۔

ارشادِ باری ہے:

(۱) اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۴۳ : ۵۴

کیا تم میں جو کافر ہیں انہیں ان لوگوں سے کچھ فضیلت ہے، یا تمہارے لیے کتابوں میں کوئی معافی ہے۔

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

(۲) اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۲۴ : ۲۶

یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ بکتے پھرتے ہیں

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

(۳) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۳۳ : ۶۹

اے ایمان والو تم مت ہو ان جیسے جنہوں نے ستایا موسیٰ کو پھر بے عیب دکھلا دیا اس کو اللہ نے ان کے کہنے سے

(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

"مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا

جو شخص چالیس دن اخلاص کے ساتھ ایسی طرح نماز پڑھے

Telegram : t.me/pasbanehaq1

فِیْ جَمَاعَةٍ کہ اس کی تکبیر تحریمہ فوت
یُدْرِكُ التَّکْبِیْرَةَ نہ ہو، تو اس کو
الْاُوْلٰی کُتِبَ لَهٗ دو پروانے ملتے ہیں
بَرَائَتَانِ بَرَاءَةٌ ایک پروانہ جہنم سے
مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ چھٹکارے کا دوسرا
مِنَ النِّفَاقِ" نفاق سے بری ہونے
(ترمذی ج ۱ ص ۵۶) کا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعۂ افک سے متعلق حدیث میں ہے۔

"قَالَ لَهَا اَهْلُ آپ کے متعلق تہمت
الْاِفْكِ مَا قَالُوْا لگانے والوں نے جو کہنا
فَبَرَّاَهَا اللّٰهُ مِنْهُ" تھا کہا اللہ تعالیٰ نے آپکو
(بخاری ج ۱ ص ۶۳) اس سے پاک قرار دیا

"فَاِنْ كُنْتِ بَرِیْئَةً اگر تم اس سے پاک ہو تو
فَسَیُبَرِّئُكِ اللّٰهُ" اللہ تعالیٰ تمہاری پاکیزگی ظاہر
(بخاری ج ۱ ص ۶۵) فرما دیں گے۔

"فَكَانَ اَوَّلَ پہلی بات جو آپ نے
كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا کی وہ یہ تھی کہ اے
اَنْ قَالَ عائشہ اٹھو اللہ کا شکر
یَا عَائِشَةُ اِحْمَدِی اللّٰهَ ادا کرو کہ اس نے تمہاری
فَقَدْ بَرَّاَكِ اللّٰهُ" برادت (پاکیزگی) ظاہر فرما
(بخاری ج ۱ ص ۶۵) دی ہے۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

قارئین آپ نے مذکورہ بالا آیات واحادیث میں ملاحظہ فرمایا کہ لفظِ براءت بیزاری کے معنی کے علاوہ دیگر معانی میں بھی استعمال ہوا ہے، لہٰذا صدیقی صاحب کا یہ دعویٰ کہ ۔ کتاب اللہ اور حدیثِ رسولؐ میں جہاں جہاں بھی یہ لفظ استعمال میں آیا ہے اس نے یہی معنیٰ دیے ہیں ۔ غلط ہے اور قرآن وحدیث سے جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ایسی صورت میں زبردستی براءت وتبرّا کو ہم معنی قرار دے کر شبِ براءت کو شبِ تبرّا قرار دینا ظلم ہے اعاذنا اللہ منہ

صدیقی صاحب لکھتے ہیں :

"یہ بھی ذہن نشین رہے کہ پانچویں صدی ہجری کی ابتداء تک حدیث وتفسیر کی جتنی کتابیں تصنیف کی گئیں اور اس سلسلہ کی جتنی روایات ان کتابوں میں نقل کی گئیں ان میں سے کسی روایت میں لیلۃ البراءت کا لفظ قطعاً نہیں پایا جاتا، بلکہ ہر روایت میں آپ کو یہ الفاظ ملیں گے اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان یعنی جب نصف شعبان کی رات ہو، جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اس کا یہ نام پانچویں صدی کے آخر میں وضع ہوا، اس کے واضع صوفیاء ہیں، اس رات کا نام ابن جہضم کی بہجۃ الاسرار، غزالی کی احیاء العلوم اور عبد القادر جیلانی کی غنیۃ الطالبین میں ملتا ہے اور یہ سب پانچویں چھٹی صدی کے افراد ہیں اور سب صوفی ہیں"۔ [1]

صدیقی صاحب نے اپنی اس تحریر میں بھی دو دعوے کیے ہیں۔

پہلا دعویٰ یہ کہ پانچویں صدی کی ابتداء تک حدیث وتفسیر کی جتنی کتابیں لکھی

---

[1] شبِ براءت کیسے ص ۹

Telegram : t.me/pasbanehaq1

گئی ہیں ان میں سے کسی میں بھی "لیلۃ البراءت" کا لفظ نہیں پایا جاتا۔

دوسرا دعویٰ یہ کہ یہ نام رکھنے والے صوفیاء ہیں اور ان ہی کی کتابوں میں یہ نام ملتا ہے۔

قارئین محترم صدیقی صاحب کے یہ دونوں دعوے بلا دلیل ہیں، پہلا تو اس لیے کہ یہ دعویٰ اس وقت صحیح ہوتا جبکہ صدیقی صاحب کی نظر سے پانچویں صدی کی ابتداء تک لکھی جانے والی تفسیر و حدیث کی تمام کتابیں گزری ہوتیں، اور ہم یہ دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اُن کی نظر سے تفسیر و حدیث کی تمام کتابیں تو کجا تھوڑی سی بھی نہیں گزری ہونگی، اس لیے کہ "کشف الظنون" وغیرہ میں ایسی ہزاروں کتب تفسیر و حدیث کے نام ملتے ہیں جو آج دنیا میں ناپید ہیں، صدیقی صاحب تو کیا ان کے بڑوں نے بھی نہیں دیکھیں، ایسی صورت میں یہ دعویٰ کرنا کہ "پانچویں صدی کی ابتداء تک حدیث و تفسیر کی جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سے کسی میں بھی "لیلۃ البراءت" کا لفظ قطعاً نہیں پایا جاتا" دعویٰ بلا دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

اور اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ "لیلۃ البراءت" کا لفظ پانچویں صدی کی ابتداء تک لکھی جانے والی کتب حدیث و تفسیر میں نہیں پایا جاتا، اور یہ پانچویں صدی کے آخر میں رکھا گیا ہے تو کیا ہوا؟ شب براءت کا یہ نام اس شب کے جو فضائل احادیث میں آئے ہیں اُن کے پیش نظر رکھا گیا ہے، ہم اس شب کو "لیلۃ البراءت" کہنا یا "شب براءت" کہنا نہ فرض سمجھتے ہیں نہ واجب، نہ سنت نہ مستحب، آپ "لیلۃ البراءت" یا شب براءت نہ کہیں "لیلۃ النصف من شعبان" کہہ لیں، ہمیں اپنے نام پر اصرار ہے نہ آپ کے نام پر اعتراض۔

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ شعبان کی پندرہویں شب کا نام "لیلۃ البراءت" یا "شب براءت" اگر احادیث میں نہیں آیا تو اس سے ہرگز یہ لازم

Telegram : t.me/pasbanehaq1

نہیں آتا کہ اسے "لیلۃ البراءت" کہنا یا "شبِ برات" کہنا جائز نہ ہو، کیونکہ ہمارے سامنے بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ احادیثِ مبارکہ میں اُن ناموں سے اُن کا تذکرہ نہیں ملتا لیکن اس کے باوجود ان کے وہ نام استعمال میں آتے ہیں اور اُن پر کوئی ذی شعور قدغن نہیں لگاتا۔ مثلاً سورج نکلنے کے فوراً بعد پڑھے جانے والے نوافل کو "اشراق"، کچھ دیر بعد پڑھے جانے والے نوافل کو "چاشت"، مغرب کے بعد پڑھے جانے والے نوافل کو "اَوّابین" کہتے ہیں حالانکہ یہ نام احادیث میں نہیں آئے، لیکن ان نوافل کے مذکورہ ناموں پر کوئی ذی شعور اعتراض نہیں کرتا کہ چونکہ یہ احادیث میں نہیں آئے اس لیے یہ ناجائز ہیں۔

یا یوں سمجھ لیجئے کہ ہمارے دینی مدارس میں جو نصاب عام طور پر پڑھایا جاتا ہے اس کے مرتب حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۱ھ) ہیں لہٰذا وُہ ان کی طرف نسبت سے "درسِ نظامی" کے نام سے مشہور ہوگیا۔ اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ چونکہ یہ نام کسی حدیث میں نہیں آیا اس لیے اس نصاب کو درسِ نظامی کہنا جائز نہیں تو ظاہر بات ہے کہ اُس کے اس اعتراض کو بالکل لغو و لایعنی قرار دیا جائے گا کوئی بھی عقل مند آدمی اس کو صحیح نہیں کہے گا۔

رہا صدیقی صاحب کے دوسرے دعوے کا بے دلیل ہونا تو وہ اس لیے کہ نصف شعبان کی شب کا یہ نام ("لیلۃ البراءت") حضرت امام غزالی اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہما اللہ کے ہمعصر مفسرین کی تفسیروں میں ملتا ہے، چنانچہ علامہ زمخشری (م ۵۳۸ھ) کی تفسیر کشاف جلد سوم میں یہ نام موجود ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ صوفی نہیں تھے اب اگر صدیقی صاحب یہ ثابت کر دیتے کہ انہوں نے صوفیاء سے یہ نام سیکھ کر اپنی تفسیر میں درج کیا ہے تو ان کا دعویٰ صحیح ہو سکتا تھا ورنہ تو کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے ان سے صوفیاء

Telegram : t.me/pasbanehaq1

نے یہ نام لیکر اپنی کتابوں میں درج کیا ہو دوسرے یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ صدیقی صاحب کے بیان سے بظاہر ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ نام بس صوفیاؒ کی کتابوں ہی میں ملتا ہے اور کہیں نہیں، حالانکہ اگر بنظرِ انصاف دیکھا جائے تو یہ بات غلط نظر آتی ہے اس لیے کہ آج کے دور میں قدیم مفسرین کی بہت سی ایسی تفسیریں موجود ہیں جن میں یہ نام پایا جاتا ہے چند ایک کے نام ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) تفسیر کبیر — تصنیف — امام رازیؒ م ۶۰۶ھ

(۲) الجامع لاحکام القرآن — " — ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبیؒ م ۶۷۱ھ

(۳) انوار التنزیل واسرار التاویل — " — ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی م ۶۸۵ھ

اگر ان تمام باتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ نام صوفیاء نے رکھا ہے تو کیا ہوا کونسی قیامت آگئی، کیا صوفیاء کرام کو کوئی حق حاصل نہیں؟ کیا امام غزالی اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہما اللہ اپنے وقت کے جید ترین علماء میں سے نہیں تھے؟ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ وہ ہستی ہیں جن کے علم و فضل سے دنیا مستفید ہوئی اور جن کے صدقے بغداد کا جامعہ نظامیہ محفوظ رہا، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ وہ ہستی ہیں جن کی بدولت ہزاروں کفار کو دولتِ اسلام اور ہزاروں عصاتِ مؤمنین کو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ صدیقی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سچے صوفیاء کرام جو علماء ربانیین ہوتے ہیں ان پر تاریخ اسلام کو فخر ہے، تاریخ بتلاتی ہے کہ صوفیاء کرام مسلمانوں کا وہ پاکباز اور مقدس طبقہ ہیں جن کے ہاتھوں پر لاکھوں نہیں کروڑوں افراد نے اسلام قبول کیا ہے جو ہمیشہ امن و آشتی اور صداقت و راستی کا پیغام دیتے رہے ہیں، جو ہمیشہ ایثار و ہمدردی سے کام لیتے ہوئے خلقِ خدا کی اصلاح میں لگے رہے ہیں۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب لکھتے ہیں :

" یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نام بنو بویہ اور دیلمیوں کے زمانہ میں وضع کیا گیا ہو کیونکہ وہ کٹر رافضی تھے اور ۳۲۲ھ سے ۳۶۸ھ تک بغداد پر قابض رہے ان ہی میں سے ایک شخص معز الدولہ نے ۳۵۲ھ میں عشرۂ محرم میں ماتم کی ابتداء کی ، موجودہ جمعے کے خطبات جو ہماری مساجد میں پڑھے جاتے ہیں یہ اُن ہی کے وضع کردہ ہیں اس نے خطبات میں سے عشرہ مبشرہ اور حضور کی تین صاحبزادیوں کے نام خارج کیے ازواجِ مطہرات کا ذکر حذف کر کے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر داخل کیا گیا ۔ اسی کے زمانہ میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ خلفاء راشدین چار ہیں ورنہ اس سے قبل تمام سُنّی تین خلفاء راشدین کے قائل تھے" [1]

صدیقی صاحب کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیعہ فوبیا کا شکار ہیں اور انہیں ساون کے اندھے کی طرح ہر چیز شیعیت کی پیداوار نظر آتی ہے ، ہم حیران ہیں کہ وہ شیعہ دشمنی میں اہلِ سنت کی تاریخ کو کیوں مسخ کر رہے ہیں ؟

پیچھے تو صدیقی صاحب بزور یہ ثابت کر چکے ہیں کہ یہ نام پانچویں صدی کے آخر میں وضع ہوا ہے اور اس کے واضع صوفیاء ہیں ، اور یہاں یہ راگ آلاپ رہے ہیں کہ ممکن ہے یہ نام بنو بویہ اور دیلموں کے زمانہ میں وضع ہوا ہو جنکا زمانہ چوتھی صدی ہجری کا ہے ، صدیقی صاحب کی کس بات کا اعتبار کیا جائے ؟ ایسے لگتا ہے کہ انہیں خود اپنی تحقیق پر اعتماد نہیں ،

اگر صدیقی صاحب امکان کی بات کرتے ہیں کہ " ممکن ہے یہ نام بنو بویہ

---

[1] شبِ برأت کیا ہے ص ۱۰

Telegram : t.me/pasbanehaq1

اور دیلمیوں کے زمانے میں وضع کیا گیا ہو" تو ہمیں بھی امکانی بات کرنے کا حق حاصل ہے ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے یہ نام خیر القرون کے دور میں وضع کیا گیا ہو اور اس کے واضع صحابہؓ و تابعین ہوں اس صورت میں جس دلیل سے صدیقی صاحب ہماری امکانی صورت کی تردید کریں گے اسی دلیل سے ہم ان کے امکان کی تردید کر دیں گے ،

صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ " موجودہ جمعے کے خطبات جو ہماری مساجد میں پڑھے جاتے ہیں یہ اُن ہی (بنو بویہ اور دیلمیوں) کے وضع کردہ ہیں" یہ سادہ لوح عوام کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کے مترادف ہے ، صدیقی صاحب کا بس نہیں چلتا ورنہ تو شاید وہ یہ کہنے سے بھی گریز نہ کرتے کہ موجودہ قرآن اور ذخیرۂ احادیث بھی شیعوں کا ہے ۔

صدیقی صاحب اور ان کے حواریین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ علماء اہلسنت (دیوبند) کی مساجد میں بالعموم جو خطباتِ جمعہ پڑھے جاتے ہیں وہ حضرت شاہ ولی اللہ حضرت سید احمد شہید اور حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ کے مرتب کردہ خطبات ہیں جو وہ خود پڑھا کرتے تھے ، اور یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے شیعیت کے خلاف قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں اور ہزاروں شیعہ حضرات نے ان بزرگوں کے دستِ حق پرست پر شیعیت سے توبہ کی ہے ان بزرگوں کے مرتب کردہ خطبات کو شیعوں کے وضع کردہ خطبات قرار دینا بڑی ناانصافی ہے کوئی منصف مزاج آدمی ایسی بات نہیں کر سکتا ،

صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ " اسی (معز الدولہ) کے زمانے میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ خلفاء راشدین چار ہیں ورنہ اس سے قبل تمام سنی تین خلفاء راشدین کے قائل تھے" یہ اِن کے ناصبی ہونے کی بڑی دلیل ہے اور اہل سنت

Telegram : t.me/pasbanehaq1

پر بہت بڑا بہتان ہے۔

صدیقی صاحب ایسی بات اگر نادانستہ طور پر کر رہے ہیں تو یہ انکی اہلسنت کی کتابوں سے جہالت کا نتیجہ ہے اور اگر دیدہ ، دانستہ ایسے کر رہے ہیں تو پھر یہ ظلم عظیم ہے ؎ ان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ — وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

صدیقی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام اہل سُنّت شروع ہی سے اس بات کے قائل ہیں کہ خلفاءِ راشدین چار ہیں جیسا کہ اکابر اہلسُنّت کی کتابیں اس پر شاہد ہیں اور یہ مسئلہ دن کے سورج کی طرح واضح ہے جس میں کوئی خفا نہیں ہے اگر ہمیں طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم وہ تمام دلائل یہاں پیش کرتے ، قارئین اس سلسلہ میں اکابر اہلسُنّت کی کتب بالخصوص حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی کتاب "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" کی طرف مراجعت فرمائیں۔

کچھ آگے صدیقی صاحب رقمطراز ہیں :

"ایسی صورت میں یہ ممکن ہے کہ بنو بویہ رافضیوں نے شبِ برات کا سلسلہ جاری کیا ہو اور اس کے فضائل لوگوں میں پھیلائے ہوں جہاں سے صوفیاء اسے لے اڑے کیونکہ صوفیاء میں کوئی فردِ واحد ایسا نہیں گزرا جس نے حدیث میں تحقیق سے کام لیا ہو ، حتیٰ کہ غزالی جو امامت کے رتبہ پر آج کل فائز سمجھے جاتے ہیں انہوں نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ حدیث کی کوئی کتاب نہیں پڑھی یہ بھی صرف بطور تبرک" [1]

اس تحریر میں بھی صدیقی صاحب نے امکان کا دور چلایا ہے "ممکن ہے بنو بویہ رافضیوں نے شبِ برات کا سلسلہ جاری کیا ہو اور اس کے فضائل لوگوں

---

[1] شبِ برات کیا ہے ص ۱۰

Telegram : t.me/pasbanehaq1

میں پھیلائے ہوں"، صدیقی صاحب کے حواریین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ صدیقی صاحب کا یہ ممکن ایسا ہے جس کا وقوع نہیں ہوا، ہم بہ دلائل ثابت کرآئے ہیں کہ شبِ برات کا سلسلہ خیرون القرآن سے جاری ہے اور صحابہؓ و تابعین اس کی عظمت و فضیلت کے قائل تھے، صدیقی صاحب کا شبِ برات کو شیوں کے کھاتے میں ڈالنا خود فریبی کے سوا کچھ نہیں،

دوسرے اس تحریر میں صدیقی صاحب نے صوفیاء کرام کے متعلق جو کچھ کہا ہے یہ صدیقی صاحب کی صوفیاء کرام سے نفرت اور ان کی خدمات سے جہالت کا نتیجہ ہے۔

صدیقی صاحب ماضی بعید کو چھوڑیئے، ماضی قریب کو لے لیجئے، اس میں حضرت شاہ ولی اللہؒ آپ کے صاحبزادگان، حضرت شاہ اسحٰق صاحبؒ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا حسین احمد مدنی، علامہ انور شاہ کشمیری رحمہم اللہ نے جو تجدیدی کارنامے انجام دیے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں یہ حضرات ایک طرف شریعت کا درس دیتے تھے تو دوسری طرف طریقت وسلوک کی تعلیم دیتے تھے، یہ حضرات اپنے دور کے علمی میدان میں بھی شہسوار تھے اور تصوف و تزکیہ کی لائن میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں تھا، یہ حضرات اعلےٰ درجے کے صوفی بھی تھے محدث بھی، مفسر بھی، محقق بھی، اُمت مرحومہ پر ان حضرات کی تجدیدی خدمات کا احسان ہے، صدیقی صاحب کے حواریین بتائیں کہ کیا ان عظیم المرتبت حضرات میں کوئی ایسا فرد نہیں ہے جس نے حدیث میں تحقیق سے کام لیا ہو؟

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ "امام غزالی نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ حدیث کی کوئی کتاب نہیں پڑھی یہ بھی صرف بطور تبرک" یہ صدیقی صاحب کی امام غزالی رحمہ اللہ کی کتابوں سے جہالت کا نتیجہ ہے۔ صدیقی صاحب اگر "احیاء العلوم" کی احادیث کی تخریج جو علامہ عراقیؒ نے کی ہے اسے ملاحظہ فرما لیتے تو اس جہالت کا اُن سے صدور نہ ہوتا،

لیلۃ مبارکہ کی بحث

صـ۱۱ پر صدیقی صاحب نے "لیلۃ مبارکہ" کی بحث چھیڑی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر طور پر اس کے متعلق کچھ عرض کر دیا جائے تاکہ کسی قسم کا کوئی الجھاؤ باقی نہ رہے،

سورۂ دخان کی آیت مبارکہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ۔

ہم نے اس کو اتارا ایک برکت کی رات میں ——— اس رات سے کونسی رات مراد ہے؟ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے جمہور مفسرین اس بات کے قائل ہیں کہ اس رات سے مراد "لیلۃ القدر" ہے، بعض مفسرین جن میں سرفہرست حضرت عکرمہؓ ہیں اس بات کے قائل ہیں کہ اس سے مراد شعبان کی پندرہویں شب ہے جسے عرفِ عام میں شبِ برات کہا جاتا ہے، مفسرین میں سے کس کی بات صحیح ہے کس کی صحیح نہیں، ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے، ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ شبِ برات کی فضیلت اس آیت کریمہ کی تفسیر پر موقوف نہیں کیونکہ اسکی فضیلت میں مستقل احادیثِ مبارکہ موجود ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم نے اپنے سابقہ مضمون میں اس آیت کریمہ سے نفیاً و اثباتاً کسی طرح بھی تعرض نہیں کیا،

صدیقی صاحب نے جو اس آیت کریمہ کے متعلق لمبی چوڑی بحث کی ہے اس

Telegram : t.me/pasbanehaq1

کا خلاصہ جو ہماری سمجھ میں آیا ہے وہ دو باتیں ہیں

(۱) ایک بات تو یہ کہ شبِ برات کی فضیلت ثابت کرنے والوں نے اس آیت کریمہ میں وارد لیلۂ مبارکہ سے شبِ برات مراد لے کر ساری عمارت تعمیر کی ہے حالانکہ اس سے مراد لیلۃ القدر ہے نہ کہ لیلۃ البراءت ،، اس کے انہوں نے دلائل دیے ہیں

اس کے متعلق ہماری گزارش ہے کہ یہ صدیقی صاحب کی اپنی سوچ ہے ورنہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ شبِ برات کی فضیلت لیلۂ مبارکہ سے ـــــ لیلۃ البراءت مراد لینے پر موقوف نہیں اس کی فضیلت کے بارے میں مستقل احادیث موجود ہیں۔

(۲) دوسری بات یہ کہ لیلۂ مبارکہ کی تفسیر لیلۃ البراءت سے کرنے والا عکرمہ ہے اور یہ ایسا تھا ویسا تھا اسی نے سارا کھیل کھیلا ہے ،، اس کے بعد صدیقی صاحب نے عکرمہ کے متعلق بعض ناقدینِ رجال کی جرح نقل کر کے ان کی ذات پر رکیک حملے کیے ہیں اس کے متعلق ہماری گزارش ہے کہ اگر عکرمہ نے لیلۂ مبارکہ سے مراد شبِ برات لی ہے تو کوئی جرم نہیں کیا ، کیونکہ ان کا شمار جلیل القدر مفسرین میں ہوتا ہے۔

حضرت عکرمہؒ کے حالات اور انکی توثیق

حضرت عکرمہ ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے خصوصی شاگرد ہیں ، آپ نے ان کو انتہائی محنت سے تعلیم دی ہے۔

حضرت عکرمہؒ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضرت علی ، حضرت حسن بن علی ، حضرت ابوہریرہ ، حضرت عبداللہ بن عمر ، حضرت عبداللہ

Telegram : t.me/pasbanehaq1

بن عمرو، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت جابر، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابۂ کرام سے روایت لی ہے [1]

آپ سے فیض یافتہ لوگوں کی ایک طویل فہرست ہے جن میں حضرت ابراہیم نخعی، ابوالشعثاء، جابر بن زید، امام شعبی، ابواسحٰق سبیعی، ابوالزبیر، قتادہ، سماک بن حرب، عاصم الاحول، حصین بن عبدالرحمٰن، ایوب سختیانی، خالد الحذاء، داؤد بن ابی ھند، عاصم بن بھدلہ، عبدالکریم الجزری، عبدالرحمٰن بن سلیمان، حمید الطویل [2] رحمہم اللہ جیسے اکابر محدثین سرفہرست ہیں،

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں میں نے چالیس سال طلب علم میں گزارے [3]

حضرت عمرو بن دینارؒ فرماتے ہیں "مجھے حضرت جابر بن زیدؒ نے چند مسائل کی فہرست دی اور فرمایا جاؤ عکرمہ سے پوچھ کر آؤ، نیز فرمایا عکرمہ مولی ابن عباسؓ بحر العلوم ہیں ان سے مسائل پوچھا کرو" [4]

حضرت امام شعبیؒ فرماتے ہیں "ہمارے زمانے میں کتاب اللہ کا کوئی عالم عکرمہ سے بڑا باقی نہیں رہا" [5]

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں "تابعین میں چار آدمی سب سے زیادہ عالم تھے، عطاء بن ابی رباح، سعید بن جبیر، عکرمہ اور حسن بصری رحمہم اللہ" [6]

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۷، ص ۲۶۳۔

[2] تہذیب التہذیب ج ۷، ص ۲۶۴۔

[3] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۹۶۔

[4] تہذیب التہذیب ج ۷، ص ۲۶۶۔

[5] تہذیب التہذیب ج ۷، ص ۲۶۶

[6] تہذیب التہذیب ج ۷، ص ۲۶۶

Telegram : t.me/pasbanehaq1

نیز آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ "تابعین میں تفسیر (قرآن) کو سب سے زیادہ جاننے والے عکرمہ ہیں"۔ [1]

امام مَرْوَزِیؒ کہتے ہیں "میں نے امام احمدؒ سے پوچھا عکرمہ کی حدیث سے احتجاج کیا جا سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں کیا جا سکتا ہے"۔ [2]

عثمان دارمیؒ کہتے ہیں میں نے یحییٰ بن مَعینؒ سے پوچھا کہ آپ کو حضرت ابن عباسؓ کے شاگردوں میں سے عکرمہؒ زیادہ محبوب ہیں یا عبید اللہؒ فرمایا دونوں، میں نے عرض کیا عکرمہؒ اور سعید بن جبیرؒ میں سے کون محبوب ہیں فرمایا دونوں ثقہ ہیں"۔ [3]

جعفر طیالسیؒ یحییٰ بن معینؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ عکرمہ اور حماد بن سلمہ کی برائی کر رہا ہے تو اسے اسلام کے بارے میں متہم جانو"۔ [4]

امام عجلیؒ فرماتے ہیں کہ "عکرمہ مکی ہیں اور ثقہ ہیں اور ان پر جو خارجی ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے وہ اس سے بری ہیں"۔ [5]

امام بخاریؒ فرماتے ہیں "ہمارے تمام اصحاب عکرمہ سے احتجاج کرتے ہیں"۔ [6]

---

[1] تہذیب ج ۷ ص ۲۶۶۔

[2] تہذیب ج ۷ ص ۔

[3] تہذیب ج ۷ ص ۔

[4] تہذیب ج ۷ ص ۔

[5] تہذیب ج ۷ ص ۲۷۰۔

[6] تہذیب ج ۷ ص ۲۷۰۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

امام نسائیؒ فرماتے ہیں "عکرمہ ثقہ ہیں" [1]

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا عکرمہ کیسے ہیں؟ فرمایا ثقہ ہیں میں نے عرض کیا ان سے احتجاج کیا جا سکتا ہے فرمایا ہاں جبکہ اُن سے ثقہ راوی روایت کریں۔ [2]

بعض محدثین نے حضرت عکرمہؒ پر کچھ اعتراضات بھی کیے ہیں لیکن محققین علماء نے ان اعتراضات کو پوری تحقیق و تفتیش کے بعد رد کر دیا ہے، اس مسئلہ پر علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے "ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری" میں نہایت مبسوط اور کافی شافی بحث کی ہے اور بتلایا ہے کہ متعدد ائمہ حدیث نے عکرمہ کے حالات کی تحقیق پر اور ان پر عائد کیے جانے والے اعتراضات کی تفتیش کے لیے مستقل کتابیں لکھی ہیں جن میں ابن جریر طبری، امام محمد بن نصر مروزی، ابو عبد اللہ ابن مندہؒ، ابو حاتم بن حبان اور ابو عمر بن عبد البر رحمہم اللہ جیسے حضرات شامل ہیں [3]

تقریباً تمام ائمہ حدیث نے آپ سے روایات لی ہیں، حضرت امام بخاریؒ نے جو نقد رجال کے معاملہ میں بہت سخت ہیں اور جنہوں نے مشتبہ راویوں تک کو چھوڑ دیا ہے انہوں نے بھی اپنی صحیح میں ان کی روایات نقل کی ہیں، حضرت امام مسلمؒ کی طرف منسوب ہے کہ وہ عکرمہؒ پر طعن کرتے تھے لیکن انہوں نے بھی اپنی صحیح میں عکرمہؒ کی روایت مقروناً ذکر کی ہے، حضرت امام مالکؒ کی طرف منسوب ہے کہ آپ عکرمہؒ کو ناپسند کرتے تھے لیکن خود آپ نے موطا کی کتاب الحج میں عکرمہؒ کی روایت نقل کی ہے، [4]

---

[1] تہذیب ج ۷ ص ۲۷۰۔ [2] تہذیب ج ۷ ص ۲۷۰۔

[3] ہدی الساری مقدمہ فتح الباری ص ۴۲۵۔

[4] ہدی الساری ص ۴۳۰

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب پر حیرت ہے کہ انہوں نے خوفِ خدا کو بالائے طاق رکھ کر محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے حضرت عکرمہؒ پر بعض محدثین کی جرحیں نقل کر کے انہیں ایک بھیانک شخص کے روپ میں پیش کر دیا، اور محقق علماء کرام نے جو ان جرحوں کے جوابات دیئے ہیں ان سے آنکھیں موند لیں، اور صرف یہی نہیں صدیقی صاحب نے حضرت عکرمہؒ کی بابت جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کیا۔

صدیقی صاحب کی دروغ گوئی

چنانچہ صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

"اسی باعث امام مالک اور امام مسلم نے اس سے کوئی روایت نہیں لی اور عکرمہ کے اس قول کو تمام محدثین نے منکر قرار دیا" [1]

صدیقی صاحب نے اس دو سطری عبارت میں دو جھوٹ بولے ہیں ایک تو یہ کہ امام مالکؒ اور امام مسلمؒ نے عکرمہؒ سے روایت نہیں لی، دوسرے یہ کہ عکرمہؒ کے اس قول کو تمام محدثین نے منکر قرار دیا ہے"

پہلے جھوٹ کے متعلق عرض ہے کہ حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام مسلمؒ دونوں نے عکرمہؒ سے روایت لی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے امام مالکؒ کی روایت۔

"مالك عن ثور	حضرت امام مالکؒ ثور بن زید
بن زيد الديلي	کے واسطے سے حضرت
عن عكرمة مولى	عکرمہؒ مولیٰ ابن عباسؓ
ابن عباس قال	سے روایت کرتے ہیں کہ

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۱۷۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

لا اظنه الا عن عبد الله بن عباس انه قال الذی یصیب اهله قبل ان یفیض یعتمر و یهدی [1]

انہوں نے فرمایا، مجھے یقین ہے کہ یہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی کا فرمان ہے آپ نے فرمایا جو شخص طوافِ افاضہ سے پہلے بیوی سے صحبت کرے وہ عمرہ کرے اور ہدی دے۔

امام مسلمؒ کی روایت بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

(۱) حدثنا اسحٰق بن ابراهیم واللفظ له اخبرنا محمد بن بکر اخبرنا ابن جریج اخبرنی ابو الزبیر انه سمع طاؤسا و عکرمة مولی ابن عباس عن ابن عباس [2] الحدیث

(۲) حدثنا هارون بن عبد الله حدثنا ابو داود الطیالسی حدثنا حبیب بن یزید عن عمرو بن هَرِم عن سعید بن جبیر و عکرمة عن ابن عباس [3] الحدیث

یہ دو روایتیں تو حضرت عکرمہؓ سے مقرون ہیں ایک میں عکرمہؓ کے مقابلہ

---

[1] مؤطا امام مالک ص ۴۰۲

[2] مسلم ج ۱ ص ۳۸۵

[3] مسلم ج ۱ ص ۳۸۵

Telegram : t.me/pasbanehaq1

طاؤس ؒ ہیں دوسری میں سعید بن جبیر ہیں رحمہم اللہ، اسی مسلم کی دوسری جلد میں ایک روایت عکرمہؓ سے مقارنت کے بغیر بھی موجود ہے ملاحظہ فرمائیے مسلم ۲ ص ۲۰۳

جب مؤطا اور مسلم دونوں میں حضرت عکرمہؓ سے روایات موجود ہیں تو ایسی صورت میں صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ امام مالکؒ اور امام مسلمؒ نے عکرمہؓ سے روایت نہیں لی جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے ؟

صدیقی صاحب کے دوسرے جھوٹ کی نسبت عرض ہے کہ اگر صدیقی صاحب کی یہ بات سچ ہے تو اُن کے حواری اس کا ثبوت پیش فرمائیں ورنہ ہم اسے صدیقی صاحب کا جھوٹ شمار کرنے پر مجبور رہیں گے ،

صدیقی صاحب کا تضاد

صدیقی صاحب رقمطراز ہیں :

" یہ عکرمہ خارجی تھا اور تمام مسلمانوں کا قتل فرض سمجھتا تھا" [1]

آگے چل کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ارشادات کی حقیقت کے ذیل میں لکھتے ہیں :

" شب برات کا اصل بانی مبانی یہی ہے" [2]

پیچھے باحوالہ گزر چکا ہے کہ صدیقی صاحب شب برات کا بانی مبانی رافضیوں کو سمجھتے ہیں اور یہاں صدیقی صاحب عکرمہؓ کو خارجی قرار دے کر شب برات کا بانی مبانی اسے قرار دے رہے ہیں سوال یہ ہے کہ رافضی اور خارجی دونوں ایک ہوتے ہیں یا اُن

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۱۹ ۔

[2] شب برات کیا ہے ص ۱۹ ۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

میں فرق ہے ؟ اگر دونوں میں فرق ہے اور دونوں الگ الگ فرقے ہیں تو پھر عکرمہؓ کو خارجی قرار دے کر انہیں شب برات کا بانی مبانی قرار دینے کا کیا مطلب ؟ صدیقی صاحب تو دنیا سے جا چکے اُن کے حواری اس تضاد کو اٹھائیں۔

حضرت عثمان بن محمد بن مغیرہؒ کی روایت

صدیقی صاحب حضرت عثمان بن محمد بن مغیرہؒ کی روایت پیش کر کے اس پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں۔

"عثمان بن المغیرہ کی اس روایت کو اگر فرشتے بھی نقل کرتے تب بھی یہ قابلِ اعتنا نہ ہوتی۔ کیونکہ عثمان بن مغیرہ کوئی صحابی نہیں بلکہ چھوٹے درجے کا تابعی ہے اور یہ روایت مرسل ہے اور پھر قرآن کے سراسر خلاف ہے"۔ [1]

غنیمت ہے صدیقی صاحب نے بات فرشتوں تک محدود رکھی اگر وہ کہہ دیتے کہ "اس روایت کو اگر اللہ تعالیٰ بھی نقل کرتے تب بھی یہ قابلِ اعتنا نہ ہوتی" تو کوئی اُن کا کیا بگاڑ لیتا،

صدیقی صاحب یہ روایت آپ کے یہاں اور آپ کے ہمنواؤں کے یہاں قابلِ اعتنا نہ ہو تو نہ ہو محدثین کے یہاں قابلِ اعتنا ہے اور وہ اس سے استدلال کرتے ہیں، جب عثمان بن محمد بن مغیرہؒ ثقہ راوی ہیں تو چاہے وہ چھوٹے درجے کے تابعی ہوں یا بڑے درجے کے روایت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ ہی حدیث کا مرسل ہونا ہمارے نزدیک کوئی عیب ہے جمہور محدثین حدیثِ مرسل کو حجت مانتے ہیں۔

---

[1] شبِ برات کیا ہے ص (۲)

Telegram : t.me/pasbanehaq1

باقی رہا صدیقی صاحب کا اس روایت کو قرآن کے خلاف قرار دینا یہ اُن کے فہم کا قصور ہے، چنانچہ ہم پیچھے "ایک اعتراض اور اس کا جواب" (ص ۳۵ کے ذیل میں تفصیل سے بیان کر آئے ہیں کہ مذکورہ احادیث قرآن کے قطعاً خلاف نہیں ہیں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں چونکہ "لیلۃ مبارکہ" سے لیلۃ القدر مراد لی ہے (اور لیلۂ برارت مراد لینے کو دور از کار قرار دیا ہے) اور حضرت عثمان بن محمد بن مغیرہؒ کی روایت اُن کے نزدیک بظاہر اس تفسیر کے معارض ہے اس لیے انہوں نے اُن کی روایت کو ذکر کر کے فرمادیا کہ "یہ روایت مرسل ہے اور ایسی روایت سے نصوص کا معارضہ نہیں کیا جا سکتا" ہمارا بھی اس پر صاد ہے ہم بھی لیلۂ مبارکہ سے شبِ برارت مراد نہیں لیتے اور نہ ہمارا موقف اس پر موقوف ہے چنانچہ پیچھے ہم ذکر کر چکے ہیں کہ شبِ برارت کی فضیلت لیلۂ مبارکہ سے شبِ برارت مراد لینے پر موقوف نہیں اس کی فضیلت سے متعلق مستقل احادیث موجود ہیں اور وہ احادیث نصِ قرآنی کے معارض نہیں ہیں۔

آگے صدیقی صاحب نے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کے حوالے سے جو یہ لکھا ہے کہ "لیلہ مبارکہ سے جو شخص شبِ برارت مراد لیتا ہے اس نے قرآن کی صریح معنی لغت کی اور انتہائی خلافِ عقل بات کی" [1]

یہ صدیقی صاحب کا جھوٹ ہے، تفسیر ابنِ کثیر میں ایسی کوئی بات موجود نہیں ہے۔

صدیقی صاحب آگے چل کر حضرت عثمان بن محمد بن مغیرہؒ کی روایت کی سند پر بحث کرتے ہوئے اس سند کے ایک راوی عبداللہ بن صالح کو مجروح قرار دیتے ہیں۔

---

[1] شبِ برارت کیا ہے ص ۲۱

Telegram : t.me/pasbanehaq1

قارئین محترم! صدیقی صاحب نے عبداللہ بن صالح کے متعلق محدثین کی جو جرحیں نقل کی ہیں اُن میں انہوں نے انتہائی دجل و فریب اور دھوکہ دہی سے کام لیا ہے چنانچہ انہوں نے اوّل تو عبداللہ بن صالح کے متعلق محدثین کے اقوال ادھورے نقل کیے ہیں اور اُن کی جانب ایسے الفاظ منسوب کر دیے ہیں جو انہوں نے نہیں کہے، دوسرے جن محدثین نے عبداللہ بن صالح کی توثیق کی ہے ان کے اقوال کو ہاتھ تک نہیں لگایا، ہم پہلے عبداللہ بن صالح کی توثیق کرنے والے محدثین کے اقوال ذکر کرتے ہیں پھر صدیقی صاحب کی خیانت، دھوکہ دہی اور بہتان تراشی کو ظاہر کریں گے۔

عبداللہ بن صالحؒ کی توثیق

① عبدالملک بن شعیب بن اللیثؒ فرماتے ہیں:

"ثقة مامون" عبداللہ بن صالح ثقہ اور مامون ہیں

② ابوحاتمؒ کہتے ہیں میں نے یحییٰ بن معین کو عبداللہ بن صالح کے متعلق یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ:

"اقل احواله ان یکون قرأ هذه الکتب علی اللیث واجازها له" ان کے اقل احوال میں سے یہ ہے کہ انہوں نے امام لیث سے یہ کتابیں پڑھی ہیں اور امام لیث نے انہیں ان کی اجازت دی ہے۔

③ ابوحاتمؒ کہتے ہیں:

"هو صدوقٌ امینٌ ما علمتُه" جس حد تک مجھے معلوم ہے وہ صدوق اور امین ہیں۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

④ امام ابوزرعہؒ فرماتے ہیں:

" لم یکن عندی من یتعمد الکذب وکان حسن الحدیث "

وہ میرے نزدیک اُن لوگوں میں سے نہیں ہیں جو جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں اور اُن کی حدیث حسن ہے۔

⑤ فضیل بن محمد شعرانیؒ فرماتے ہیں:

" ما رأیت ابا صالح الا وھو یحدث او یسبح "

مَیں نے ابو صالح کو جب بھی دیکھا یا تو حدیث بیان کرتے دیکھا یا تسبیح پڑھتے دیکھا

⑥ ابن عدیؒ فرماتے ہیں

" ھو عندی مستقیم الحدیث الا انه یقع فی اسانیده و متونه غلط ولا یتعمد "

وہ میرے نزدیک مستقیم الحدیث ہیں ہاں ان کی اسانید اور متون میں غلطی واقع ہوجاتی ہے لیکن وہ جان بوجھ کر ایسا نہیں کرتے۔

⑦ ابن حبانؒ فرماتے ہیں:

" کان فی نفسه صدوقا انما وقعت المناکیر فی حدیثه من قبل جارٍ له "

عبداللہ بن صالح بذاتِ خود صدوق ہیں اور انکی احادیث میں جو منکر روایتیں آ گئی ہیں وہ ان کے پڑوسی کی کارستانی کی وجہ سے آئی ہیں،

Telegram : t.me/pasbanehaq1

عبداللہ بن صالح کے متعلق یہ تمام اقوال میزان الاعتدال ج ۲ صفحہ ۴۴۰، صفحہ ۴۴۱ میں موجود ہیں اور یہ وہی کتاب ہے جس سے صدیقی صاحب نے جرحیں نقل کی ہیں۔

صدیقی صاحب کی دھوکہ دہی اور بہتان تراشی

قارئین کرام عبداللہ بن صالح کی توثیق کے بعد اب آپ صدیقی صاحب کی دھوکہ دہی اور بہتان تراشی ملاحظہ فرمائیے:

صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

"امام سعید بن منصور کا بیان ہے کہ یہ اتنا مُغفّل انسان تھا کہ اگر زمین پر کوئی کاغذ کا پُرزہ مل جاتا اور اس میں کوئی روایت لکھی ہوتی تو اسے امام لیث اور زہری کی جانب منسوب کر دیتا" [1]

صدیقی صاحب نے اپنی اس تحریر میں امام سعید بن منصور پر بہت بڑا بہتان باندھا ہے انہوں نے یہ بات ہرگز نہیں کہی۔ قارئین ان کے اپنے الفاظ ملاحظہ فرمائیں تاکہ صدیقی صاحب کے بہتان کی قلعی کھل جائے،

امام ذہبیؒ لکھتے ہیں:

"قال سعید بن منصور کلمنی یحیی بن معین قال احب ان تمسك عن عبد الله بن صالح فقلت لا امسك عنه وانا اعلم الناس به انما كان كاتبا للضياع"۔ [2]

---

[1] شبِ برادت کیا ہے ص ۲۲۔

[2] میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۴۱۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

امام سعید بن منصور فرماتے ہیں کہ مجھ سے یحیی بن معین نے گفتگو کرتے ہوئے کہا میری خواہش ہے کہ آپ عبداللہ بن صالح سے ملک جائیں میں نے کہا کہ میں تو ان سے نہیں رُک سکتا جبکہ میں انہیں لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں، وہ ضِیَاغ کی لکھت پڑت کرتے تھے،

قارئین محترم ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت سعید بن منصور کے قول میں یہ بات ہے کہ عبداللہ بن صالح مُغَفَّل انسان تھا؟ اور کیا انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر عبداللہ بن صالح کو زمین پر کوئی کاغذ کا پُرزہ مل جاتا اور اس میں کوئی روایت لکھی ہوتی تو وہ اسے امام لیث اور زہری کی طرف منسوب کر دیتا تھا؟ اصل بات یہ ہے کہ صدیقی صاحب نے دھوکہ دہی اور خیانت سے کام لیتے ہوئے ایک صحیح بات کا جنگڑ بنایا ہے اس لیے کہ ضِیَاغ، ضَیْعَۃٌ کی جمع ہے جس کے معنی جائداد کے آتے ہیں اس صورت میں معنی ہوگا کہ عبداللہ بن صالح جائداد کی لکھت پڑت کرتے تھے لیکن صدیقی صاحب نے اس کے معنی زمین پر گرے پڑے کاغذ کے پرزہ کے کر کے خود ساختہ مطلب مراد لیا ہے اور دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔

صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

"امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں یہ ایک پاگل انسان تھا" [1]

صدیقی صاحب نے امام ابن خزیمہؒ پر بہتان باندھا ہے، صدیقی صاحب کے حواریین کو ہمارا چیلنج ہے کہ اگر ہمت ہے تو یہ الفاظ میزان الاعتدال سے نکال کر دکھائیں، دیدہ باید۔

---

[1] شب بیداری کیا ہے ص ۲۲

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب لکھتے ہیں :

"صالح جزرہ کہتے ہیں کذاب ہے" [1]

صدیقی صاحب نے امام صالح جزرہ کی آدھی بات نقل کی ہے اور آدھی کھا گئے ہیں اور جو نقل کی ہے اس کا مطلب بھی غلط لیا ہے، قارئین امام جزرہ کی پوری بات ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذہبیؒ لکھتے ہیں :

"قال صالح جزرة کان ابن معین یوثقه وهو عندی یکذب فی الحدیث" [2]

امام صالح جزرہ فرماتے ہیں یحیی بن معین عبداللہ بن صالح کو ثقہ قرار دیتے تھے، لیکن وہ میرے نزدیک حدیث میں خطا کے مرتکب ہوتے ہیں،

قارئین محترم یہ ہیں صدیقی صاحب کی کارستانیاں جن پر ان کے حواری انہیں محقق دوراں اور امام الحدیث، نقاد، اور ماہر تاریخ جیسے القابات سے نوازتے ہیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

قارئین محترم : عبداللہ بن صالح صدوق اور ثقہ راوی ہیں امام بخاریؒ نے ان سے تعلیقاً اور ان کے علاوہ امام ترمذیؒ، امام ابوداودؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے ان سے اصالتاً روایات لی ہیں لہٰذا ان کی یہ روایت بالکل صحیح ہے اور اس کا مرسل ہونا ہمارے نزدیک کوئی عیب نہیں، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس روایت کو مرسل تو ضرور کہا ہے لیکن اس پر جرح کوئی نہیں کی صدیقی صاحب نے اس کے متعلق جو خامہ فرسائی کی ہے سب بیکار ہے۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب لکھتے ہیں :

" اس سے یہ ثابت ہوا کہ نہ تو یہ روایت مغیرہ بن اخنس نے بیان کی تھی، نہ امام زہری نے اور نہ امام لیث اس کے ذمہ دار ہیں، بلکہ یہ عبداللہ بن صالح نے گھڑ کر یا کسی فرضی زمین پر پڑے ہوئے پرچہ کو دیکھ کر ان حضرات کی جانب منسوب کی اور یہ روایت دو سو سال بعد وجود میں آئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان حضرات محدثین کی ذات اس جھوٹ سے مبرا ہے" [1]

ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یا تو صدیقی صاحب کی عقل ماؤف ہو گئی تھی اور وہ جو جی میں آتا تھا لکھتے جاتے تھے، یا پھر وہ فنِ حدیث سے بالکل جاہل تھے۔ وجہ یہ ہے کہ اوّل تو عبداللہ بن صالح ثقہ راوی ہیں۔ اُن کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے یہ روایت گھڑ کر محدثین کی طرف منسوب کی ہے یہ انتہائی ناانصافی ہے، اگر رُواۃِ حدیث کے بارے میں یہی انداز اپنایا گیا تو کوئی حدیث بھی اس کی زد سے نہیں بچ سکے گی،

دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث کو امام لیث سے روایت کرنے میں عبداللہ بن صالح منفرد بھی نہیں ہیں بلکہ ان کے دو متابع (۱) آدم بن ابی ایاس (۲) اور سعید بن سلیمان موجود ہیں۔

قارئین دونوں کی روایات ملاحظہ فرمائیں

حافظ ابن جریر طبریؒ یہی روایت اپنی سند سے اس طرح بیان کرتے ہیں۔

" حدثنی عبید بن آدم بن ابی ایاس قال ثنا ابی قال ثنا اللیث عن عقیل بن خالد عن ابن

---

[1] شب براءت کیا ہے ص ۲۲

Telegram : t.me/pasbanehaq1

شہاب عن عثمان بن محمد بن المغیرة
بن الاخنس ،، الخ [1]

آدم بن ابی ایاسؒ صحاح ستہ کے راوی ہیں آپ کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

" آدم بن ابی ایاس عبد الرحمٰن العسقلانی اصلہ خراسانی یکنی ابا الحسن نشأ ببغداد ثقة عابد من التاسعة مات سنة احدی وعشرین" [2]

آدم بن ابی ایاس اصلاً خراسانی ہیں ابو الحسن کنیت ہے بغداد میں نشوونما پائی ہے ثقہ ہیں عبادت گزار ہیں نویں درجہ کے راوی ہیں ۲۲۱ھ میں وفات پائی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ یہ روایت اپنی سند سے اس طرح بیان کرتے ہیں۔

" اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ و محمد بن موسی قالا نا ابو العباس الاصم نا محمد بن علی الوراق نا سعید بن سلیمان نا لیث بن سعد عن عقیل عن الزهری عن عثمان بن محمد بن المغیرة الاخنس " [3]

سعید بن سلیمانؒ صحاح ستہ کے راوی ہیں آپ کے متعلق حافظ ابن حجرؒ رقمطراز ہیں :

---

[1] جامع البیان فی تفسیر القرآن جز ۲۵ ص ۶۵

[2] تقریب التہذیب ص

[3] شعب الایمان للبیہقی ج ۳ ص ۳۸۶

Telegram : t.me/pasbanehaq1

"سعید بن سلیمان الضبی ابو عثمان الواسطی نزیل بغداد البزاز لقبہ سعدویہ ثقۃ حافظ من کبار العاشرۃ مات سنۃ خمس و عشرین و لہ مائۃ سنۃ"[1]

ابو عثمان الواسطی سعید بن سلیمان الضبی بغداد میں رہتے تھے پارچہ باف تھے ان کا لقب سعدویہ تھا ثقہ اور حافظ الحدیث تھے دسویں طبقہ کے کبار محدثین میں سے تھے ۲۵ آمیں سو سال کی عمر میں وفات پائی۔

ان حالات میں صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ "یہ عبداللہ بن صالح نے گھڑ کر یا کسی فرضی زمین پر پڑے ہوئے پرچہ کو دیکھ کر ان حضرات کی جانب منسوب کر دی" انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

صدیقی صاحب کی جہالت

صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

"افسوس کہ امام لیث کو اچھا شاگرد نہ مل سکا ورنہ شاید آج روئے زمین پر امام لیث کا مسلک بھی پایا جاتا"[2]

اس تحریر سے ایسے لگتا ہے جیسے صدیقی صاحب کے نزدیک امام لیث کے صرف ایک ہی شاگرد تھے عبداللہ بن صالح، اور عبداللہ بن صالح ان کے نزدیک اچھے آدمی نہ تھے اس لیے وہ افسوس کا اظہار کر رہے ہیں، ہمیں تو خود صدیقی صاحب کی جہالت پر افسوس ہو رہا ہے کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ امام لیث کے صرف ایک

---

[1] تقریب التہذیب
[2] شب برات کیا ہے ص ۲۳

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ہی شاگرد نہیں بلکہ اور بھی کئی ایک ہیں چنانچہ آدم بن ابی ایاس بھی ان کے شاگرد ہیں جن کا اوپر تذکرہ گزرا - ان کے علاوہ ابن وہب، سعید بن ابی مریم، یحیی بن بکیر، یحیی بن یحیی نیشاپوری، یحیی بن یحیی قرطبی، قتیبہ بن سعید، محمد بن رمح، عیسی بن حماد، ابو الجہم وغیرہم بھی ان کے شاگرد ہیں کسی کے مسلک کا پایا جانا شاگردوں کی وجہ سے ضروری نہیں ہوتا یہ تو اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے اس نے جس کا مسلک چاہا باقی رکھا جس کا چاہا ختم کردیا، صدیقی صاحب کے حواری بتائیں کہ ان اکابر محدثین میں کس کو کوئی بھی اچھا نہیں ہے ؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث

آگے صدیقی صاحب نے "بقیع کی کہانی" کا عنوان قائم کرکے ص ۲۳ سے ص ۳۵ تک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے خلاف خوب دل کا غبار نکالا ہے اور وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ شاید شب برات کی ساری فضیلت صرف اسی ایک حدیث سے متعلق ہے اور احادیث ہیں ہی نہیں، اور شب برات کی فضیلت میں جب تک یہ حدیث بیان نہ ہو اس کی فضیلت کا بیان ہی ناتمام رہتا ہے اسی لیے صدیقی صاحب اس حدیث کے متعلق امام ترمذیؒ کا قول نقل کرتے ہوئے گوہر افشانی کرتے ہیں۔

"یہ دوسری بات ہے کہ اس دور کے علماء ان کے فیصلہ کو بیان نہ کریں اور شیر مادر سمجھ کر ہضم کرجائیں، اس لیے کہ اگر یہ علماء امام ترمذی کا وہ قول بھی نقل کردیں تو قصہ بقیع کی تمام عمارت زمین کے برابر ہوجائے گی، پھر یہ مجھے کیسے لگیں گے اور بازار میں ان کے صنوعی مال کی مارکیٹ کیسے قائم ہوگی"۔ [1]

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۲۴

Telegram : t.me/pasbanehaq1

یہ خیالات صدیقی صاحب کو مبارک ہوں ہمیں اُن کے اس تبصرے کی کوئی پروا نہیں لیکن اُن کے حواریین کو سمجھ لینا چاہیے کہ شبِ برات کی فضیلت نہ اس روایت پر موقوف ہے اور نہ ہمیں اس روایت کے بیان کرنے پر اصرار ہے مگر ہمیں اس پر ضرور حیرت ہے کہ صدیقی صاحب اس حدیث کو موضوع قرار دے کر آخر اسلام کی کونسی خدمت کرنا چاہتے ہیں اور کونسی سنت کا احیاء اُن کے پیشِ نظر ہے۔ ؟

قارئین محترم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث درج ذیل محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کی ہے،

امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں، امام ابن ماجہؒ نے اپنی سنن میں، امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں، امام بیہقیؒ نے شعب الایمان اور فضائل الاوقات میں امام ابوبکر ابن ابی شیبہؒ نے اپنے مصنف میں، امام بغویؒ نے شرح السنۃ میں امام عبد بن حمیدؒ نے اپنی مسند میں، شیخ ولی الدین الخطیبؒ نے مشکوٰۃ المصابیح میں لیکن ان جلیل القدر محدثین میں سے کسی نے بھی اس حدیث کو شدید قسم کی ضعیف یا موضوع قرار نہیں دیا، اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اسے دیگر متعدد طرق سے تقویت حاصل ہے لہٰذا یہ حدیث حسن اور صحیح لغیرہ کے درجہ کی ہے۔ چنانچہ ناصر الدین البانی اس حدیث کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"وجملة القول ان الحديث بمجموع هذه الطرق صحيح بلا ريب والصحة تثبت باقل منها عددًا ما دامت سالمةً من الضعف الشديد كما هو الشان فى هذا الحديث" [1]

---

[1] سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ج ۳ ص ۱۳۸۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث ان تمام طُرُق کے سبب بلاشک و شبہ صحیح ہے ، اور حدیث کی صحت تو ان طرق سے بھی کم سے ثابت ہو جاتی ہے جب تک کہ وہ ضعفِ شدید سے سلامت رہے، جیسا کہ اس حدیث کا معاملہ ہے۔

صدیقی صاحب نے حدیث کی مشہور کتاب سنن ابن ماجہ کے بارے میں اس روایت کے نقل کرنے کی وجہ سے جو کچھ لکھا ہے اس میں جھوٹ اور دھوکہ دہی سے کام لیا ہے، اگر ہم اس کے جواب کی طرف متوجہ ہوں تو بات لمبی ہو جائے گی، قارئین اس کی بابت مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب کی کتاب "ابن ماجہ اور علم حدیث" کا مطالعہ فرمائیں انشاء اللہ صدیقی صاحب کے ڈھول کا پول کھل جائے گا۔ البتہ انہوں نے امام ترمذیؒ کے حوالے سے اس حدیث کے بارے میں جو بات نقل کر کے اس پر اپنی طرف سے حاشیہ آرائی کی ہے اس کے متعلق ہم ضرور کچھ عرض کریں گے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں۔

" حدیث عائشة لا نعرفه الا من هذا الوجه من حدیث الحجاج و سمعت محمدًا یقول یضعف هذا الحدیث و قال یحیی بن ابی کثیر لم یسمع من عروة قال محمد و الحجاج لم یسمع من یحیی بن ابی کثیر" [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث حجاج بن ارطاۃ کی اسی سند سے

---

[1] ترمذی ج ۱ ص ۱۵۶ باب ما جاء فی لیلة النصف من شعبان۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ہمیں معلوم ہوئی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کو میں نے یہ کہتے سنا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ یحیی بن ابی کثیر نے عروہ سے سماعت نہیں کی اور امام بخاریؒ کا کہنا ہے کہ حجاج بن ارطاۃ نے یحیی بن ابی کثیر سے سماعت نہیں کی'۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں وجہ ضعف کی یہ ہے کہ اس میں دو جگہ انقطاع ہے ایک تو یہ کہ حجاج بن ارطاۃ نے یحیی بن ابی کثیر سے سماعت نہیں کی، دوسرے یہ کہ خود یحیی بن ابی کثیر نے عروہ سے سماعت نہیں کی، بس ضعف کی فقط اتنی وجہ ہے'

اس کے متعلق عرض ہے کہ اول تو علامہ عینی[1] رحمہ اللہ کے بقول کچھ لوگ یحیی بن کثیر کی عروہ سے سماعت کے قائل ہیں اس صورت میں انقطاع فقط ایک رہ جاتا ہے، اور اگر عدم سماع ہی کا قول کیا جائے تو بھی اس حدیث میں سوائے انقطاع کے کوئی عیب نہیں اور عند الاحناف غیر القرون کا ارسال و انقطاع مضر نہیں جبکہ اس کے رُواۃ بھی ثقہ ہیں اور اس کی تائید بھی دیگر روایتوں سے ہو رہی ہے اسی لیے البانی صاحب نے اسے بلاشک و شبہ صحیح قرار دیا ہے حالانکہ موصوف معمولی جرح کی وجہ سے حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دے دیتے ہیں۔

صدیقی صاحب کی اصولِ حدیث سے جہالت

صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

" اس طرح یہ روایت دو مقام سے منقطع ہوئی اور منقطع روایت

---

[1] دیکھئے عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۸۲

Telegram : t.me/pasbanehaq1

محدثین کے نزدیک ناقابل قبول ہے اور جو روایت دو جگہ سے منقطع ہو وہ محدثین کے نزدیک معضل کہلاتی ہے جو انتہائی شدید قسم کی ضعیف بلکہ منکر و مردود ہوتی ہے، اسی لیے حافظ بدرالدین عینی حنفی، ابن دحیہ اور ابن العربی مالکی نے اسے موضوع قرار دیا۔ [1]

پیچھے ہم عرض کر چکے ہیں کہ منقطع حدیث احناف کے یہاں قابل قبول ہے لہٰذا صدیقی صاحب کا علی الاطلاق یہ کہنا کہ منقطع روایت محدثین کے نزدیک ناقابل قبول ہے غلط ہے۔

صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ جو روایت دو جگہ سے منقطع ہو وہ محدثین کے نزدیک معضل کہلاتی ہے یہ بھی علی الاطلاق درست نہیں بلکہ اس میں یہ قید ہے کہ دو جگہ سے انقطاع متصلاً ہو اگر درمیان میں واسطہ آجائے تو وہ معضل نہیں رہتی اور اس روایت میں دو جگہ سے انقطاع متصلاً نہیں ہے درمیان میں واسطہ ہے لہٰذا صدیقی صاحب کا اسے معضل قرار دینا غلط ہے جو اصول حدیث سے جہالت کا نتیجہ ہے۔ باقی صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ فلاں فلاں نے اسے موضوع قرار دیا ہے، بلا حوالہ ہے اُن کے حواری اس کا حوالہ پیش فرمائیں دیدہ باید

صدیقی صاحب کا جھوٹ

صدیقی صاحب نے حسب سابق حجاج بن ارطاۃ کے متعلق بھی "میزان الاعتدال" سے توڑ مروڑ کر جرحیں تو نقل کیں لیکن ان کے متعلق محدثین کی توثیق اور اُن کا فیصلہ نقل نہیں کیا اور ساتھ ہی یہ جھوٹ بولدیا کہ

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۲۷

Telegram : t.me/pasbanehaq1

"حجاج بن ارطاۃ تمام محدثین کے نزدیک ضعیف ہے"[1]

ہم قارئین کے سامنے حجاج بن ارطاۃ کی توثیق کے متعلق محدثین کے اقوال اور اُن کا فیصلہ ذکر کرتے ہیں تاکہ صدیقی صاحب کے اس جھوٹ کا پول بھی کھل جائے

حجاج بن ارطاۃ کی توثیق

(۱) امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

"کان من الحفاظ"[2]

حجاج بن ارطاۃ حفاظِ حدیث میں سے تھے،

(۲) حماد بن زیدؒ فرماتے ہیں:

"قدم علینا حجاج بن ارطاۃ وھو ابن احدی وثلاثین سنۃ فرأیت علیہ من الزحام مالم ارہ علی حماد بن ابی سلیمان، رأیت عندہ مطر الوراق و داود بن ابی ھند و یونس جثاۃ علی ارجلھم یقولون ما تقول فی کذا و ما تقول فی کذا"[3]

حجاج بن ارطاۃ ہمارے پاس آئے اس وقت ان کی عمر ۳۱ سال تھی، میں نے ان کے ارد گرد اس قدر ازدحام دیکھا کہ اتنا ازدحام تو حماد بن ابی سلیمان کے ارد گرد بھی نہیں دیکھا تھا میں نے اُن کے پاس

---

[1] شب براءت کیا ہے ص ۲۸

[2] میزان الاعتدال ج ۱ ص ۴۵۸

[3] ایضاً ص ۴۵۹

Telegram : t.me/pasbanehaq1

مطر الوراق، داود بن ابی ہند اور یونس کو دیکھا کہ دوزانو بیٹھے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کہ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں اور اس سلسلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں ؟

(۳) امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

" اکتبوا عن حجاج بن ارطاۃ وابن اسحٰق فانھما حافظان " [۱]

حجاج بن ارطاۃ اور ابن اسحٰق دونوں سے حدیثیں لکھو کیونکہ یہ دونوں حافظ الحدیث ہیں۔

(۴) امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

" علیکم بہ فانہ ما بقی احد اعرف بما یخرج من رأسہ منہ " [۲]

تم لوگ حجاج بن ارطاۃ کو لازم پکڑ لو کیونکہ اب کوئی ایسا باقی نہیں رہا جو اپنے سر سے نکلی ہوئی بات کو حجاج سے زیادہ جانتا ہو۔

(۵) امام ابوزرعہؒ فرماتے ہیں :

" صدوق یدلس " [۳]

یہ سچے ہیں تدلیس سے کام لیتے ہیں۔

(۶) امام بزارؒ فرماتے ہیں :

" کان حافظا مدلسا " [۴] الخ ؟

---

[۱] میزان الاعتدال ج ۱ ص ۴۶۰

[۲] تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۹۶

[۳] تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۹۷ [۴]

Telegram : t.me/pasbanehaq1

حجاج بن ارطاۃ حافظ الحدیث تھے، تولیس کرتے تھے۔

(۷) حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں۔

"سمعت ابن ابی نجیح یقول ما جاءنا منکم ـــــ مثلہ یعنی الحجاج بن ارطاۃ"[1]

میں نے ابن ابی نجیح کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے پاس حجاج بن ارطاۃ جیسا شخص تم میں سے کوئی اور نہیں آیا،

(۸) امام ذہبیؒ نے حجاج بن ارطاۃ کو "احد الاعلام" اور "اوعیۃ العلم" - علم کا خزانہ لکھا ہے۔[2]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اکثر ما نقم علیہ التدلیس"[3]

حجاج بن ارطاۃ پر زیادہ سے زیادہ جو الزام لگایا گیا ہے وہ فقط تدلیس کا ہے۔

قارئین ملاحظہ فرمائیے کبار محدثین حجاج بن ارطاۃ کی توثیق کر رہے ہیں لیکن صدیقی صاحب ہیں کہ انہیں صرف عیوب ہی نظر آتے ہیں چاہے وہ اس میں فی الواقع ہوں یا نہ ہوں ؎ چشم بد اندیش بر کندہ باد

عیب نماید ہنرش در نظر

امام شعبہؒ جن کا قاعدہ ہے کہ وہ صرف ثقہ راویوں ہی سے روایت لیتے ہیں وہ حجاج بن ارطاۃ سے صرف یہی نہیں کہ خود روایت لیتے ہیں بلکہ دوسروں سے بھی کہتے ہیں کہ تم اُن سے حدیثیں لکھو۔ اسی پر بس نہیں۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ

---

[1] تہذیب التہذیب ۲ ص ۱۹۶۔

[2] تذکرۃ الحفاظ ۱ ص ۱۸۶۔

[3] ایضاً ص ۱۹۸۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

نے حجاج بن ارطاۃ سے تعلیقاً روایت لی ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"قد رایت لہ فی البخاری روایۃً واحدۃً متابعۃً تعلیقاً فی کتاب العتق" [1]

مَیں نے بخاری شریف کی کتاب العتق میں ان کی ایک روایت بطور متابعت اور تعلیق کے دیکھی ہے۔

اور امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی ان سے مقروناً روایت لی ہے۔

چنانچہ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔

"قلت خرج لہ مسلم مقروناً بآخر" [2]

مَیں کہتا ہوں کہ امام مسلمؒ نے ان سے مقروناً روایت لی ہے

ان کے علاوہ دیگر اصحابِ صحاح ستہ نے بھی ان سے روایت لی ہے،

امام ترمذیؒ نے ایک مقام پر ان کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے اور ایک مقام پر ایک حدیث کے بارے میں حسنٌ صحیحٌ کہا ہے۔ [3]

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"وابن ارطاۃ ان لم یکن من رجال الصحیح فھو حسن الحدیث حتما کما فی تدریب الراوی" [4]

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۹۸۔

[2] میزان الاعتدال ج ۱ ص ۴۵۹۔

[3] احسن الکلام ج ۲ ص ۱۵۱

[4] اعلاء السنن ج ۴ ص ۵۷

Telegram : t.me/pasbanehaq1

حجاج بن ارطاۃ اگرچہ رجالِ صحیح میں سے نہیں ہیں تاہم انکی حدیث یقیناً حسن درجہ کی ہے جیساکہ تدریب الراوی میں ہے،

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حجاج بن ارطاۃ کی اس قدر محدثین نے توثیق کی ہے زیادہ سے زیادہ الزام اُن پر تدلیس کا ہے، محدثین نے اُن کی روایت کو قبول کیا ہے اور ان کی حدیث کم از کم حسن درجے کی قرار دی ہے۔ رہا ان کا مدلس ہونا تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ہمارے ——— نزدیک خیر القرون کی تدلیس مضر نہیں ہے، لہٰذا صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ — "حجاج کی تو روایت ہی قابلِ قبول نہیں ..... حجاج بن ارطاۃ تمام محدثین کے نزدیک ضعیف ہے" یہ محدثین کے متعلق کھلا جھوٹ ہے جو صدیقی صاحب کی اصولِ حدیث اور اسماء الرجال سے جہالت کا نتیجہ ہے،

صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

"بیع کا قصہ جہاں عقلاً و نقلاً غلط ہے جیساکہ آپ سطورِ بالا میں پڑھ چکے ہیں وہاں سراسر احادیثِ صحیحہ اور تاریخ کے بھی خلاف ہے، مؤطا امام اور سنن نسائی میں صحیح سند کے ساتھ اس واقعہ کی صورت یہ بیان کی گئی ہے۔

ام المؤمنین فرماتی ہیں:

قام رسول اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم	ایک رات اُٹھے، پھر اسنے
ذات لیلۃ فلبس	کپڑے پہنے اور باہر تشریف
ثیابہ ثم خرج	لے گئے۔ ام المؤمنین کہتی ہیں،
قالت فامرت	میں نے اپنی باندی بریرہ رض

Telegram : t.me/pasbanehaq1

جا ریتی بریرة تتبعه فتبعه حتی جاء البقیع فوقف فی ادناہ ماشاء اللہ ان یقف ثم انصرف فسبقته بریرة فاخبرتنی فلم اذکر له شیئا حتی اصبح ثم ذکرت ذلك له فقال انی بعثت الی اهل البقیع لاصلی علیهم

کو حکم دیا کہ وہ آپکا پیچھا کرے - وہ آپ کے پیچھے گئی حتیٰ کہ آپ بقیع پہنچے اور ورے کنارے کھڑے ہوئے - جب تک اللہ نے چاہا کھڑے رہے پھر واپس لوٹے - بریرہؓ پہلے پہنچ گئی - اس نے مجھے اطلاع دی - میں نے صبح تک آپ سے کوئی ذکر نہیں کیا - صبح کے بعد مَیں نے آپ سے ذکر کیا - آپ نے فرمایا مجھے اہلِ بقیع کی جانب بھیجا گیا تھا تاکہ مَیں اُن کیلئے دعائے مغفرت کروں

(نسائی ج ۱ ص ۲۰۶، موطا امام مالک ص ۸۵)

یہ حدیث صحیح علی الاعلان یہ ثابت کر رہی ہے کہ نہ ام المؤمنین نے پیچھا کیا تھا اور نہ شبِ تبرا کی کوئی خوبی بیان کی گئی تھی اور نہ اس شب مخصوصہ کے باعث آپ بقیع تشریف لے گئے تھے - بلکہ وہاں جانے کی صرف وجہ یہ تھی کہ آپ کو اہلِ بقیع کے لیے دعائے مغفرت کا حکم دیا گیا تھا اور یہ حکم قرآن میں صراحتاً موجود ہے - ارشاد ہے -

Telegram : t.me/pasbanehaq1

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ	اور ان کے لیے دعائے
صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ	رحمت کیجئے، بیشک تمہاری دعا
البراءت ۱۰۳	ان کے لیے سکون کا باعث ہے

گویا آپ اس حکم الٰہی پر عمل کرنے کے لیے بقیع تشریف لے گئے تھے،[1]

قارئین محترم! یہاں بھی صدیقی صاحب نے انتہائی دجل و تلبیس دھوکہ دہی و خیانت سے کام لیا ہے، صدیقی صاحب نے سنن نسائی کے جس صفحہ سے یہ حدیث نقل کی ہے اسی صفحہ پر اس حدیث سے متصلاً پہلی حدیث وہ ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بقیع جانے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ کے پیچھے جانے کا تفصیلاً ذکر ہے ملاحظہ فرمائیے وہ حدیث یہ ہے،

اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ	حضرت محمد بن قیس بن
سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا	بن مخرمہ حضرت عائشہ
حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ	رضی اللہ عنہا سے نقل
جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ	کرتے ہیں کہ انہوں نے
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ	فرمایا: کیا میں تمہیں اپنے
مُلَيْكَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ	اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ	وسلم کے متعلق نہ بتاؤں؟
بْنِ مَخْرَمَةَ يَقُوْلُ	ہم نے عرض کیا: ضرور
سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ	بتائیے۔ فرمانے لگیں:
قَالَتْ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ	ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ

---

[1] شب براءت کیا ہے ص ۳۰-۳۱

Telegram : t.me/pasbanehaq1

عَنِّیْ وَعَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا بَلٰی قَالَتْ لَمَّا کَانَتْ لَیْلَتِی الَّتِیْ ھُوَ عِنْدِیْ تَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَیْہِ عِنْدَ رِجْلَیْہِ وَبَسَطَ طَرَفَ اِزَارِہٖ عَلٰی فِرَاشِہٖ فَلَمْ یَلْبَثْ اِلَّا رَیْثَمَا ظَنَّ اَنِّیْ قَدْ رَقَدْتُّ ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَیْدًا وَّ اَخَذَ رِدَآءَہٗ رُوَیْدًا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَیْدًا وَّخَرَجَ رُوَیْدًا وَجَعَلْتُ دِرْعِیْ فِیْ رَأْسِیْ وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ اِزَارِیْ وَانْطَلَقْتُ فِیْ اِثْرِہٖ حَتّٰی جَآءَ الْبَقِیْعَ

علیہ وسلم کی میرے پاس رہنے کی باری تھی۔ چنانچہ آپؐ میرے پاس تھے۔ آپؐ نے اپنی جوتیاں پیروں کے پاس رکھ لیں اور چادر بچھا کر صرف اتنی دیر لیٹے کہ آپ سمجھے کہ میں سو گئی ہوں آپؐ نے چپکے سے جوتیاں پہنیں، چپکے سے چادر اٹھائی، چپکے سے دروازہ کھولا اور چپکے سے نکل گئے۔ میں نے یہ دیکھا تو میں نے بھی اپنا کرتہ اٹھا کر سر پر ڈالا، اوڑھنی سر پر باندھی، تہ بند لپیٹا اور آپ کے پیچھے پیچھے چل دی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع تک گئے پھر دونوں ہاتھ تین مرتبہ اوپر اٹھائے اور کافی دیر تک کھڑے رہے۔ پھر

Telegram : t.me/pasbanehaq1

فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاَطَالَ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَاَسْرَعَ فَاَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَاَحْضَرَ فَاَحْضَرْتُ وَسَبَقْتُهٗ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ اِلَّآ اَنْ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ مَالَكِ يَا عَآئِشَةُ حَشْيٰى رَابِيَةً قَالَتْ لَا قَالَ لَتُخْبِرِيْنِّيْ اَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ فَاَخْبَرْتُهٗ الْخَبَرَ قَالَ وَاَنْتِ السَّوَادَ الَّذِيْ رَاَيْتُ اَمَامِيْ قَالَتْ نَعَمْ فَلَهَزَنِيْ فِيْ صَدْرِيْ

آپؐ واپس ہوئے تو مَیں بھی واپس ہوئی آپؐ جلدی چلے تو مَیں بھی جلدی چلی، آپؐ دوڑے تو مَیں بھی دوڑنے لگی۔ پھر آپؐ تیز دوڑنے لگے میں بھی تیز دوڑنے لگی اور آپ سے آگے بڑھ کر گھر میں داخل ہو گئی اور ابھی لیٹی ہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہو گئے اور فرمایا: عائشہ کیا بات ہے تمہارا سانس پھول رہا ہے اور پیٹ پھولا ہوا ہے۔ مَیں نے کہا کچھ نہیں یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا: یا تو تم خود مجھے بتا دو ورنہ تمام باریکیوں کا علم رکھنے والا تو مجھے بتا ہی دے گا مَیں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں

Telegram : t.me/pasbanehaq1

لَهْزَةً اَوْ جَعْتِنِیْ
ثُمَّ قَالَ اَظَنَنْتِ
اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ
عَلَیْكِ وَرَسُوْلُهٗ
قُلْتُ مَهْمَا یَكْتُمُ
النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهٗ
اللّٰهُ قَالَ فَاِنَّ
جِبْرَئِیْلَ اَتَانِیْ
حِیْنَ رَاَیْتِ وَلَمْ
یَدْخُلْ عَلَیَّ وَقَدْ
وَضَعْتِ ثِیَابَكِ فَنَادَانِیْ
فَاَخْفَیْتُهٗ مِنْكِ فَاَجَبْتُهٗ
فَاَخْفَیْتُهٗ مِنْكِ
فَظَنَنْتُ اَنَّكِ قَدْ
رَ قَدْتِ وَكَرِهْتُ
اَنْ اُوْقِظَكِ وَخَشِیْتُ
اَنْ تَسْتَوْحِشِیْ فَاَمَرَنِیْ
اَنْ اٰتِیَ الْبَقِیْعَ
فَاَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قُلْتُ
كَیْفَ اَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ ؟ قَالَ قُوْلِیْ

باپ آپؐ پر قربان اور
پھر مَیں نے آپؐ کو پوری
بات بتا دی۔ آپؐ نے
فرمایا: تو وہ سیاہی تم ہی
تھیں جو مَیں اپنے سامنے دیکھ
رہا تھا۔ مَیں نے عرض کیا:
جی ہاں۔ پھر آپؐ نے میرے
سینے پر ہاتھ مارا جس سے
مجھے تکلیف ہوئی۔ پھر فرمایا:
کیا تم سمجھتی ہو کہ اللہ اور
اس کا رسُول تم پر ظلم کر
سکتے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا
لوگ جتنا مرضی چھپائیں اللہ
تو سب چیزوں کا علم رکھتا
ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا:
جب تم نے مجھے دیکھا اس وقت
جبریل علیہ السّلام آئے
تھے لیکن چونکہ تم کپڑے اُتار
چکی تھیں اس لیے اندر نہیں
آئے۔ پھر انہوں نے تم سے
چھپا کر مجھے آواز دی اور

Telegram : t.me/pasbanehaq1

السلام علی اھل الدیار من المؤمنین والمسلمین و یرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون"[1]

میں نے بھی تم سے چھپا کر ہی انہیں جواب دیا۔ پھر میں سمجھا کہ تم سو چکی ہو اور تمہیں جگانا اچھا نہیں لگا پھر میں اس سے بھی ڈرا کہ تم پریشان نہ ہو۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ میں بقیع پہنچوں اور ان کے لیے استغفار کروں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب بقیع کے قبرستان جاؤں تو) کس طرح کہا کروں آپؐ نے فرمایا اس طرح کہا کرو۔ السلام علیٰ اھل الدیار من المومنین والمسلمین و یرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون۔

---

[1] سنن نسائی ج ۱ ص ۲۲۲ باب الامر بالاستغفار للمؤمنین، مسلم ج ۱ ص ۳۱۲

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب کے حواری بتلائیں کہ اس حدیث صحیح میں ام المؤمنین رضہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھا کرنے کا ذکر ہے یا نہیں ؟ ہمیں یہ تسلیم ہے کہ اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ یہ شب کون سی تھی اور نہ اس میں کسی شب کی فضیلت کا ذکر ہے ، لیکن اس حدیث کا طرز بالکل وہی ہے جو شب برات میں ذکر کی گئی احادیث کا ہے لہٰذا اگر اُن احادیث کو اس حدیث کی تفصیل قرار دے لیا جائے تو کیا مضائقہ ہے ۔ ؟

صدیقی صاحب کی دھوکہ دہی

صدیقی صاحب آیت مبارکہ " وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ " کا تعلق اپنی بیان کردہ حدیث کے ساتھ جوڑ کر تحریر فرماتے ہیں۔

" گویا آپ اس حکم الٰہی پر عمل کرنے کے لیے بقیع تشریف لے گئے تھے "

صدیقی صاحب نے اس میں دھوکہ دہی سے کام لیا ہے ورنہ اس آیت کا تعلق صدیقی صاحب کی ذکر کردہ حدیث سے بالکل نہیں ہے ، ہم حیران ہیں کہ جنہیں امام المحدیث کہا جاتا ہے انہیں اتنا بھی پتہ نہیں کہ یہ آیت تو غزوہ تبوک میں شریک ہونے سے رہ جانے والے ان چند صحابہ کرام کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے نادم ہو کر اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ لیا تھا پھر جب ان کی توبہ کی قبولیت نازل ہوئی اور قید سے کھولے گئے تو ان حضرات نے بطور شکرانہ اپنا سارا مال صدقہ کرنے کے لیے پیش کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کرنے سے انکار فرمایا کہ مجھے مال لینے کا حکم نہیں ہے اس پر آیت مبارکہ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ الآیۃ نازل ہوئی اور آپؐ نے پورے مال کے بجائے

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ایک تہائی مال کا صدقہ کرنا قبول کرلیا۔ اس آیت میں صلوٰۃ سے مراد ان حضرات کے لیے دعاءِ رحمت کرنا ہے نہ کہ بقیع کے مدفونین کے لیے دعائے مغفرت یا نمازِ جنازہ،

جب اس آیت مبارکہ کا تعلق اس حدیث سے ہے ہی نہیں اور نہ ہی اس سے مراد بقیع کے مدفونین کے لیے دُعائے مغفرت کرنا ہے تو آگے صدیقی صاحب نے تاریخیں نکال کر جو کچھ لکھا ہے وہ سب بیکار اور ایک جھوٹ کے لیے سو جھوٹ گھڑنے کے مترادف ہے،

صدیقی صاحب آگے لکھتے ہیں:

"بلکہ قاضی عیاض شرح مسلم میں یہاں تک فرماتے ہیں، انما ذلک آخر عمرہ لا قبل یدل علیہ احادیث اخر یعنی آخر عمر میں نہ کہ اس سے قبل جیسا کہ اس پر دیگر احادیث دلالت کرتی ہیں"۔ [1]

افسوس ہے کہ یہاں بھی صدیقی صاحب نے دھوکہ دہی سے کام لیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ قاضی عیاضؒ کے اس قول کا تعلق نہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس حدیث سے ہے جو صدیقی صاحب نے آپ کے بقیع جانے کے متعلق پیش کی ہے نہ اُحد جا کر جنازہ پڑھنے والی حدیث سے ہے بلکہ اس کا تعلق مسلم شریف کی درج ذیل حدیث سے ہے۔

"عن عائشۃ انہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلما کان لیلتہا من رسول اللہ

---

[1] شبِ برات کیا ہے ص ۲۳

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من آخر اللیل
الی البقیع فیقول السلام علیکم دار قوم
مؤمنین واتاکم ما توعدون غدًا مؤجلون
وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اللھم اغفر
لاھل بقیع الغرقد" [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ان کے یہاں رات گزارتے تھے تو رات کے آخری حصے میں جنت البقیع تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَتَاکُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ"

اس حدیث شریف کے حاشیہ میں علامہ ابوالحسن سندھیؒ نے حضرت عیاضؒ کا وہ قول نقل کیا ہے۔ جسے صدیقی صاحب نے اپنی پیش کردہ حدیث کے ساتھ جوڑا ہے، چنانچہ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں۔

" قولہ کلما کانت لیلتھا من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یخرج الخ خطر بالبال ان ھذا محمول علی آخر عمرہ ثم رأیت القاضی صرح بذالک فقال یعنی فی آخر عمرہ لاقبل ذالک یدل علیہ الاحادیث الاخر" [2]

---

[1] مسلم ج ۱ ص ۳۱۳ [2] حاشیہ مسلم ج ۱ ص ۳۱۳

Telegram : t.me/pasbanehaq1

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان کہ جب بھی میری باری کی رات ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت البقیع تشریف لے جاتے ——— کے متعلق میرے دل میں یہ آتا ہے کہ آپ کا یہ معمول آخر عمر میں بنا ہے پھر میں نے دیکھا کہ قاضی عیاض رح نے اسی کی تصریح کی ہے چنانچہ اُن کا کہنا ہے کہ آپ کا یہ معمول آخر عمر میں ہوا ہے اس سے پہلے نہیں جیسا کہ اس پر دیگر احادیث دلالت کرتی ہیں۔

قارئین کرام : ملاحظہ فرمائیے مذکورہ حدیث اور قاضی عیاض رحمہ اللہ کی تشریح یہ تو دونوں صدیقی صاحب کے خلاف جا رہی ہیں، کیونکہ ان سے تو ثابت ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارہا جنت البقیع تشریف لے گئے ہیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو جنت البقیع جانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بتلا رہی ہیں، فرماتی ہیں جب بھی میری باری کی رات ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع تشریف لے جاتے، قاضی عیاض رح فرما رہے ہیں کہ آپ کا یہ معمول (روزانہ رات کو جنت البقیع جانا) آخر عمر میں بنا ہے پہلے ایسا معمول نہیں تھا، اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ آپ رات کو صرف ایک مرتبہ جنت البقیع تشریف لے گئے ہیں باقی کبھی نہیں حیرت ہے صدیقی صاحب پر کہ انہوں نے قاضی عیاض رح کی عبارت سے یہ کیسے کشید کر لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو صرف ایک مرتبہ وفات سے پانچ روز پہلے تشریف لے گئے تھے باقی کبھی نہیں۔

صدیقی صاحب کا جھوٹ

صدیقی صاحب اپنی اُلٹی سیدھی تحقیق کے بعد لکھتے ہیں

" یہ تمام ائمہ یہ دعوے کر رہے ہیں کہ آپ بقیع رات کے وقت

Telegram : t.me/pasbanehaq1

وفات سے صرف چند روز پیشتر تشریف لے گئے اور اس سے قبل کبھی تشریف نہ لے گئے تھے ..... قاضی عیاض نے یہ کہہ کر کہ زندگی میں آپ کبھی رات کو تشریف نہ لے گئے تھے صرف آخر عمر میں تشریف لے گئے جیسا کہ دیگر احادیث اس کی شہادت دے رہی ہیں ہر تخیل کو باطل کر دیا" [1]

قارئین محترم آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث اور اس کی شرح میں قاضی عیاض رحمہ اللہ کا قول دونوں سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت البقیع جانا معمول تھا جس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ روزانہ رات کو جایا کرتے تھے پھر صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ " یہ تمام ائمہ یہ دعوے کر رہے ہیں کہ آپ بقیع رات کے وقت وفات سے صرف چند روز پیشتر تشریف لے گئے تھے" الخ ان محدثین پر بہتان ہے، کسی محدث نے ایسی بات نہیں کہی یہ صرف صدیقی صاحب کے باطل تخیلات ہیں جو وہ زبردستی لوگوں پر مسلط کرنا چاہتے ہیں،

صدیقی صاحب کی خیانت

صدیقی صاحب اپنے والد محترم کی شرح موطا کے حوالے سے حضرت ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرتے ہیں جس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنت البقیع جانا وفات سے چند روز پیشتر ہوا ہے فقط، اس سے پہلے نہیں لیکن ہمیں حیرت ہے کہ انہوں نے اپنے والد محترم کی شرح

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۳۳

Telegram : t.me/pasbanehaq1

سے حوالہ نقل کرنے میں بھی خیانت سے کام لینے سے گریز نہیں کیا چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ ان کی پوری بات نقل کرتے لیکن انہوں نے پوری بات نقل کرنے کے بجائے صرف مفید مطلب بات نقل کر کے اپنی صفائی پیش کرنی شروع کر دی۔ اگر وہ پوری بات نقل کر دیتے تو ان کی بنی بنائی ساری عمارت ڈھے جاتی۔ ہم صدیقی صاحب کے والد کی وہ عبارت نقل کرتے ہیں جو صدیقی صاحب چھوڑ گئے ہیں۔

حضرت مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی مرحوم اپنے عبدالبر کے حوالے سے حضرت ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کر کے تحریر فرماتے ہیں۔

" قلت ویحتمل ان یکون غیر ذالك لان الظاهر ان مثل هذه القصة وقعت مرارًا "[1]

میں کہتا ہوں کہ حضرت ابو مویہبہ رضؓ کے اس واقعہ میں یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قصہ کے علاوہ کوئی واقعہ ہو، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنت البقیع میں جانے کے واقعات تو بارہا پیش آئے ہیں۔

صدیقی صاحب حیات ہوتے تو ہم ان سے پوچھتے کہ انہیں کس نے امام الحدیث بنا دیا؟ وہ تو اس دنیا میں نہیں رہے ان کے حواری ہی بتائیں کہ کیا ایسے لوگ جو اس درجے خیانت کے مرتکب ہوں وہ بھی امام الحدیث کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں، آخر آپ لوگ ایسی خیانت، دجل و تلبیس اور جھوٹ سے بھری تحقیقیں پیش کر کے کس اسلام کی خدمت کر رہے ہیں؟

---

[1] حاشیہ موطا امام مالک ص ۲۲۴

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب رقمطراز ہیں :

"یہ بھی ایک غور طلب امر ہے کہ ۸ھ تک یعنی عمرۂ جعرانہ تک زیارتِ قبور کی قطعاً ممانعت تھی لیکن جب اس عمرہ کے دوران جو ذی قعدہ ۸ھ میں ہوا، آپ کا گزر آپ کی والدہ کی قبر پر سے ہوا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اجازت طلب کی جس کی آپ کو ممانعت کر دی گئی آپ نے زیارتِ قبر کی اجازت طلب کی تو اس کی اجازت دیدی گئی آپ قبر پر تشریف لے گئے اور صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فانها تذکرکم الموت مسلم ج ۱ ص ۳۱۴ میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب تم ان کی زیارت کر سکتے ہو کیونکہ یہ زیارت تمہیں موت یاد دلائے گی، یہ واقعہ تمام کتب صحاح میں حضرت بریدہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ وغیرہ سے مروی ہے اور جب ۸ھ سے قبل زیارتِ قبور ممنوع تھی تو یہ ناممکن ہے کہ حضور اس سے قبل زیارت کے ارادے سے بقیع تشریف لے گئے ہوں گے، ظاہر ہے کہ یہ وقوعہ ذی القعدہ ۸ھ کے بعد ہی پیش آ سکتا ہے" [1]

یہاں بھی صدیقی صاحب نے انتہائی دجل و تلبیس سے کام لے کر اپنا مطلب حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے، اوّل تو اُن کے ذمہ چیلنج ہے کہ وہ صدیقی صاحب کے کردہ الفاظ کے ساتھ یہ حدیث مسلم شریف میں دکھائیں کہ وہ ان الفاظ میں کہاں ہے؟ دیدہ باید،

---

[1] شبِ براءت کیا ہے ۱۔ ص ۳۵

Telegram : t.me/pasbanehaq1

دوسری بات یہ ہے کہ صدیقی صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ "۸ھ تک یعنی عمرہ جعرانہ تک زیارتِ قبور کی قطعاً ممانعت تھی"۔ اُن کے پاس اس کی کیا دلیل ہے ؟ کیا اُن کے حواری اس کا کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں ؟ صدیقی صاحب نے دلیل کے طور پر جو کچھ لکھا ہے وہ محض دھوکہ دہی ہے انہوں نے دو حدیثوں کو ملا کر ایک کر دیا ہے جس حدیث میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی اور آپ زیارت کے لیے تشریف لے گئے اس میں یہ ہے ہی نہیں کہ "میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب تم انکی زیارت کر سکتے ہو" اور جس حدیث میں ہے (کہ میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا الخ) اس میں والدہ کی قبر کی زیارت کے لیے اجازت طلب کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

صدیقی صاحب نے خواہ مخواہ دو الگ الگ حدیثوں کو ایک کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ قارئین کی تسلی کے لیے ہم مسلم شریف کے اس مقام سے فوٹو نقل کرتے ہیں تاکہ قارئین اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ یہ دونوں حدیثیں بالکل الگ الگ ہیں جس حدیث میں والدہ کی قبر کی زیارت کیلئے اجازت لینے کا ذکر ہے اس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور جس حدیث میں لوگوں کو زیارتِ قبور کی ممانعت ختم کر کے اجازت دی گئی اس کے راوی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

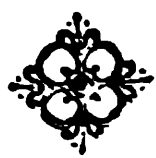

Telegram : t.me/pasbanehaq1

قالت قلت لا شئ قال لتخبرينى او ليخبرنى اللطيف الخبير قالت قلت يا رسول الله بابى انت وامى فاخبرته قال فانت السواد الذى رايت امامى قلت نعم فلهدنى فى صدرى لهدة
اوجعتنى ثم قال اظننت ان يحيف الله عليك ورسوله قالت مهما يكتم الناس يعلمه الله نعم قال فان جبريل عليه السلام اتانى حين رايت فنادانى فاخفاه منك فاجبته
فاخفيته منك ولم يكن يدخل عليك وقد وضعت ثيابك وظننت ان قد رقدت فكرهت ان ازوقظك وخشيت ان تستوحشى فقال ان ربك يامرك ان تاتى اهل البقيع
فتستغفر لهم قالت قلت كيف اقول لهم يا رسول الله قال قولى السلام على اهل الديار من المؤمنين والمسلمين يرحم الله المستقدمين منا والمستاخرين انا ان شاء الله بكم للاحقون حدثنا
ابو بكر بن ابى شيبة وزهير بن حرب قالا نا محمد بن عبد الله الاسدى عن سفين عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خرج الى المقابر فكان قائلهم يقول فى رواية ابى بكر السلام على اهل الديار وفى رواية زهير السلام عليكم اهل الديار من المؤمنين والمسلمين وانا ان شاء الله للاحقون
اسال الله لنا ولكم العافية حدثنا يحيى بن ايوب ومحمد بن عباد واللفظ ليحيى قالا نا مروان بن معوية عن يزيد يعنى ابن كيسان عن ابى حازم عن ابى هريرة قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استاذنت ربى ان استغفر لامى فلم ياذن لى واستاذنته ان ازور قبرها فاذن لى حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة وزهير بن حرب
نا محمد بن عبيد عن يزيد بن كيسان عن ابى حازم عن ابى هريرة قال زار النبى صلى الله عليه وسلم قبر امه فبكى وابكى من حوله فقال صلى الله عليه وسلم استاذنت
ربى فى ان استغفر لها فلم يؤذن لى واستاذنته فى ان ازور قبرها فاذن لى فزوروا القبور فانها تذكركم الموت حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة ومحمد بن عبد الله
ابن نمير ومحمد بن المثنى واللفظ لابى بكر وابن نمير قالوا نا محمد بن فضيل عن ابى سنان وهو ضرار بن مرة عن محارب بن دثار عن ابن بريدة عن ابيه قال كان رسول
صلى الله عليه وسلم كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها ونهيتكم عن لحوم الاضاحى فوق ثلاث فامسكوا ما بدا لكم ونهيتكم عن النبيذ الا فى سقاء فاشربوا فى الاسقية
كلها ولا تشربوا مسكرا قال ابن نمير فى روايته عن عبد الله بن بريدة عن ابيه وحدثنا يحيى بن يحيى قال نا ابو خيثمة عن زبيد اليامى عن محارب بن دثار عن ابن بريدة عن ابيه
عن ابيه الشك من ابى خيثمة عن النبى صلى الله عليه وسلم ح وحدثنا ابو بكر بن ابى شيبة قال نا قبيصة بن عقبة عن سفين عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة
عن ابيه عن النبى صلى الله عليه وسلم ح وحدثنا ابن ابى عمر نا محمد بن رافع وعبد بن حميد جميعا عن عبد الرزاق عن معمر عن عطاء الخراسانى قال حدثنى عبد الله
ابن بريدة عن ابيه عن النبى صلى الله عليه وسلم كلهم بمعنى حديث ابى سنان حدثنا عون بن سلام الكوفى قال نا زهير عن سماك عن جابر بن سمرة قال
اتى النبى صلى الله عليه وسلم رجل فقال نفسه بيشاقص فزنيصل طيه

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب تحریر فرماتے ہیں :

"اس پر تمام مؤرخین و مفسرین اور محدثین کا اتفاق ہے کہ ازواجِ مطہرات کے لیے پردہ کا حکم ۵ھ میں نازل ہوا اور واقعہ ایلاء یعنی حضور نے ازواج سے علیحدگی اختیار کی تھی یہ وقوعہ ۹ھ میں پیش آیا اور اس واقعہ کے وقت جو آیات نازل ہوئیں ان میں ازواجِ مطہرات کو حکم دیا گیا وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى الاحزاب ۳۳ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی ۔ کیا ایسی صورت میں یہ ممکن ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ بلا عذر شرعی گھر سے صرف حضورؐ کا پیچھا کرنے کے لیے باہر نکلیں، ام المؤمنین کے بارے میں ایسا گمان کوئی بد باطن تو کر سکتا ہے لیکن کوئی انکا بیٹا اپنی ماں پر اتنا بڑا الزام قائم نہیں کر سکتا"[1]

صدیقی صاحب نے اس تحریر میں جو کچھ لکھا ہے یا تو نمبر بنانے کے لیے یا اپنے حواریوں کو خوش کرنے کے لیے یا دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے صدیقی صاحب کا آیت کریمہ سے استدلال کرنا بالکل فضول ہے، کیونکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے ہی نہیں کہ ازواجِ مطہرات وغیرہ کے لیے کسی صورت میں بھی گھر سے نکلنا جائز نہیں بلکہ ضرورتِ شرعیہ کے تحت نکلنا باجماعِ امت جائز ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ نکلنا بلا ضرورت نہ تھا بضرورت تھا اور وہ ضرورت یہ تھی کہ اُن کے دل میں ایک خلش سی پیدا ہوئی تھی جسے وہ رفع کرنا چاہتی تھیں،

---

[1] منصب امامت کیا ہے ص ۳۵

Telegram : t.me/pasbanehaq1

چنانچہ حضور علیہ السلام کو بقیع میں دیکھ کر جب وہ غلش دُور ہوگئی تو وہاں ٹھہری نہیں فوراً واپس چلی آئیں۔ اُن کا بلا عذر گھر سے نکلنا صدیقی صاحب کو نظر آرہا ہے اور کسی کو نہیں، لہٰذا سیدہ مطہرہ اماں عائشہ رضؓ پر ان کا کوئی روحانی بیٹا الزام قائم نہیں کر رہا۔ ہاں صدیقی صاحب ایسی باتیں کر کے ضرور اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقدس کو مجروح کر رہے ہیں،

آگے صدیقی صاحب لکھتے ہیں۔

"اگر کوئی احمق کہے کہ جب زیارتِ قبور کی اجازت دے دی گئی تو اب ان کے جانے پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے تو اس کے لیے ابن عباس رضؓ اور ابو ہریرہ رضؓ کی یہ حدیث کافی ہے لعن اللہ الزوارات القبور (ترمذی ج ۱ ص ۱۰۸) اللہ قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت بھیجتا ہے ایسی صورت میں یہ ناممکن ہے کہ ام المؤمنین نے حضور کا پیچھا کیا ہو بلکہ یہ تو آپ کو بدنام کرنے کی ایک بھرپور سعی ہے"[1]

صدیقی صاحب کا جواب بالکل فضول ہے، اس لیے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زیارتِ قبور کے لیے نکلی ہی نہیں وہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جستجو میں نکلی تھیں، جب دیکھا کہ آپ بقیع کے مدفونین کے لیے دعاء و استغفار میں مصروف ہیں تو وہیں سے واپس چلی آئیں، لہٰذا وہ اس وعید والی حدیث کی کسی صورت مصداق نہیں بنتیں، دوسرے صدیقی صاحب کے ذہن میں یہ بھی رہنا چاہیئے تھا کہ محدثین اس وعید والی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ کنت نہتکم عن الحدیث سے منسوخ ہو چکی ہے۔ ایسی صورت میں تو سیدہ عائشہ رضؓ پر کسی طرح اعتراض عائد نہیں ہوتا،

---

[1] شبِ برات کیا ہے ص ۳۵

Telegram : t.me/pasbanehaq1

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث

صدیقی صاحب کا حدیث شریف کے ساتھ استہزاء اور انکی جہالت

صدیقی صاحب حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کرکے اس کے ساتھ استہزاءً تحریر فرماتے ہیں۔

"نزولِ الٰہی کا ذکر تو بچپن سے سنتے آئے تھے اور احادیثِ صحیحہ میں بھی اس کا ذکر موجود ہے، لیکن یہ طلوعِ الٰہی کیا شئے ہے اور اس کا کیا مفہوم ہے ہم اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں اس لیے کہ قرآن اور حدیث صحیح میں ہم نے آج تک اس کا ذکر کہیں نہیں پڑھا اور نہ کسی محدث و فقیہ نے اس کی معانی و مفہوم پر بحث کی ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ طلوع و غروب کا تعلق چاند، سورج اور مجسّم اشیاء سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات جسم سے منزہ ہے' الخ [1]

صدیقی صاحب نے اپنی اس تحریر میں حدیث شریف کے ساتھ استہزاء کیا ہے طلوع کا ذکر صرف اسی ایک حدیث میں نہیں ہے بلکہ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت

---

[1] شبِ برات کیا ہے ص ۳۶

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہما کی احادیث میں بھی ہے، ان احادیث کو محققین نے قوی اور صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا، اگر صدیقی صاحب کو اس کا مفہوم سمجھ نہیں آسکا تھا تو کسی عالم سے پوچھ لیتے یا حدیث کی کسی شرح میں دیکھ لیتے، انہیں حدیث شریف کے ساتھ استہزاء و تمسخر کسی طرح زیب نہیں دیتا، اگر انہوں نے قرآن اور صحیح حدیث میں اس کا ذکر نہیں پڑھا تو یہ اُن کی جہالت ہے ہم نے عرض کر دیا ہے کہ اس کا ذکر حضرت ابو موسیٰ اشعری کے علاوہ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہم کی احادیث میں بھی آیا ہے۔ صدیقی صاحب نہ پڑھیں تو اُن کا قصور ہے،

صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ "نہ کسی محدث و فقیہ نے اس کے معانی و مفہوم پر بحث کی" یہ بھی ان کی جہالت ہے ہم بتلاتے ہیں کہ علامہ طیبیؒ (متوفی ۷۴۳ھ) علامہ ابن حجرؒ (م ۸۵۲) اور ملا علی قاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) نے اسکے معنی و مفہوم سے بحث کی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں

"قوله ليطلع ههنا كينزل ومعناه على ما سبق في التحريض على قيام الليل" الخ[1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "یَطَّلِعُ" یہاں پر ایسے ہے جیسے "ینزل" اور نزول کے معنی ماسبق میں باب التحریض علی قیام اللیل میں گزر چکے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں

---

[1] شرح الطیبی ج ۳ ص ۱۶۸

Telegram : t.me/pasbanehaq1

"ای یتجلی علی خلقه بمظهر الرحمة العامة والاکرام الواسع قاله ابن حجر و قال الطیبی بمعنی ینزل وقد مرّ والاظهر ان یقال ای ینظر نظر الرحمة السابقة والمغفرة البالغة" [1]

طلوع کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر عام رحمت اور وسیع اکرام کے مظہر کے ساتھ تجلی فرماتے ہیں یہ مطلب علامہ ابن حجرؒ نے بیان کیا ہے علامہ طیبیؒ کا کہنا ہے کہ طلوع، نزول کے معنیٰ میں ہے اور یہ پہلے گزر چکا ہے، زیادہ ظاہر بات یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ (مخلوق کو) رحمتِ سابقہ اور مغفرتِ بالغہ کی نظر سے دیکھتے ہیں،

صدیقی صاحب کے حواری بتلائیں کہ علامہ طیبی، علامہ ابن حجر، ملا علی قاری رحمہم اللہ یہ محدث اور فقیہ ہیں یا نہیں؟

باقی رہا صدیقی صاحب کا یہ فرمانا کہ "طلوع و غروب کا تعلق چاند سورج اور مجسّم اشیاء سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات جسم سے منزہ ہے" یہ صحیح ہے! لیکن سوال یہ ہے کہ صدیقی صاحب نزولِ الٰہی کو تو مانتے ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں "نزولِ الٰہی کا ذکر تو بچپن سے سنتے آئے تھے اور احادیثِ صحیحہ میں اس کا ذکر موجود ہے" نزول کے معنی اترنے کے ہیں آخر اترنے چڑھنے کا تعلق بھی تو مجسّم اشیاء سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات جسم سے منزہ ہے۔ صدیقی صاحب اس کی کیا

---

[1] مرقاۃ المفاتیح ج ۳ ص ۱۹۶

Telegram : t.me/pasbanehaq1

توجیہہ کریں گے ؟ جو وہ نزول کی توجیہہ کریں گے وہی ہم طلوع کی کر دیں گے ،
صدیقی صاحب لکھتے ہیں :

"یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اس روایت میں اس شب کا کوئی نام مذکور نہیں بلکہ نصف شعبان درج ہے ، اگر مہینہ تیس دن کا ہو تو یہ پندرہویں شب ہوگی اور اگر مہینہ انتیس کا ہے تو نصف شعبان کی کوئی بھی شب نہ ہوگی حالانکہ ہمارے علماء اور عوام ایک متعینہ شب میں یہ کام انجام دیتے ہیں" [1]

صدیقی صاحب نے یہاں بھی محض دجل سے کام لیا ہے، ورنہ یہ کوئی ایسی پیچیدہ بات نہیں ہے، محدثین نے نصف شعبان کی شب کو طے کر دیا ہے کہ اس سے مراد شعبان کی پندرہویں شب ہے چاہے تیس کا مہینہ ہو یا انتیس کا ، دوسرے پندرہویں شب میں امت کا تعامل و توارث بھی اس کا مؤید ہے تیسرے عرف میں بھی اسی کا اعتبار ہے چنانچہ جب کسی مہینہ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ آدھا مہینہ گزر گیا تو اس سے مراد بھی پندرہ دن ہوتے ہیں، چاہے مہینہ تیس کا ہو یا انتیس کا ، لہٰذا شب براءت کے خلاف صدیقی صاحب کا یہ تیر بھی بیکار ہے ۔

صدیقی صاحب کی جہالت اور خیانت

صدیقی صاحب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث پر معنوی حیثیت سے بحث کرنے کے بعد آگے اس کی سند پر بحث کرتے ہیں، یہاں بھی انہوں نے حسب عادت اس کے راویوں پر محدثین کی صرف جرح نقل کی ہے اور

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۳۶

Telegram : t.me/pasbanehaq1

محدثین نے جوان کی توثیق کی ہے وہ بالکل ہضم کر گئے ہیں، پھر جرح بھی ادھوری اور بہت سی خود ساختہ نقل کی ہے وہ الفاظ بھی لکھے ہیں جو محدثین نے ہرگز نہیں کہے ہم یہاں اولاً محدثین کی توثیق ذکر کریں گے پھر صدیقی صاحب کی خیانت ظاہر کریں گے۔

صدیقی صاحب اس روایت کے ایک راوی ابن لَہِیْعَۃ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس کا ناقل ابن لھیعہ ہے اس کا انتقال ۱۷۴ھ میں ہے بخاریؒ مسلم نے اس کی کوئی روایت نقل نہیں کی، ترمذی نے اس کی روایت نقل کر کے ضعیف قرار دیا، نسائی نے دعویٰ کیا کہ میں نے اپنی کتاب میں اس کی صرف ایک روایت نقل کی ہے اور وہ بھی مجبور ہو کر" [1]

قارئین محترم: صدیقی صاحب کا یہ سارا بیان ان کی فنِ حدیث اور رجالِ حدیث سے جہالت کا نتیجہ ہے اس کا زندہ ثبوت علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی وہ تحریر ہے جو آپ نے تہذیب التہذیب میں درج کی ہے ہم وہ تحریر من وعن نقل کر رہے ہیں آپ اس سے اندازہ فرما لیں کہ صدیقی صاحب کیا کہہ رہے ہیں اور حقیقت کیا ہے؟

ابن حجر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"روی مسلم مقرونا بعمرو بن الحارث، وروی البخاری فی الفتن من صحیحہ عن

---

[1] شب بیداری کیسے ہے ص ۳۷

Telegram : t.me/pasbanehaq1

المقرى عن حيوة وغيره عن ابى الاسود
قال قطع على اهل المدينة بعث الحديث،
عن عكرمة عن ابن عباس، وروى فى
الاعتصام، وفى تفسير سورة النساء وفى آخر
الطلاق، وفى عدة مواضع هذا مقرونا
ولا يسميه وهو ابن لهيعة لا شك فيه
وروى النسائى احاديث كثيرة من حديث
ابن وهب وغيره يقول فيها عن عمرو بن
الحارث و ذكر آخر، وجاء كثير من ذالك
فى رواية غيره مبينًا انه ابن لهيعة
وروى له الباقون. قلت قال الحاكم استشهد
به مسلم فى موضعين" [1]

امام مسلمؒ نے ابن لهیعہ سے عمرو بن الحارث کے ساتھ مقروناً روایت لی ہے،
امام بخاریؒ صحیح بخاری کی کتاب الفتن میں اس سند سے روایت لائے ہیں،

حدثنا عبد الله بن يزيد (المقرى) قال حدثنا
حيوة وغيره قالا حدثنا ابو الاسود ح و
قال الليث عن ابى الاسود قال قطع على
اهل المدينة بعث فاكتتبت فيه فلقيت عكرمة
فاخبرته فنهانى اشد النهى ثم قال اخبرنى

---

[1] تهذيب التهذيب ج ۵ ص ۳۷۷

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ابن عباس ان اناسا الحدیث ،

(بخاری جلد ۲ ص ۱۰۴۹) اس کے علاوہ امام بخاریؒ بخاری شریف کی کتاب الاعتصام (صـ۱۰۸۶) تفسیر سورۂ نساء (صـ۶۶۶) کتاب الطلاق کے آخر نیز اور بہت سی جگہ (ابن لھیعہ سے) مقروناً روایت لائے ہیں اُن کا نام نہیں لیا اور کوئی شک نہیں ہے کہ مراد ابن لھیعہ ہی ہیں۔ امام نسائی نے ابن وھب وغیرہ کی بہت سی احادیث روایت کی ہیں جن میں وہ فرماتے ہیں عن عمرو بن الحارث و ذکر آخر، اور یہ ابن وھب وغیرہٗ کی روایت میں بکثرت آیا ہے جس میں صاف طور پر بیان کیا گیا ہے کہ غیرہٗ سے مراد ابن لھیعہ ہیں میں کہتا ہوں کہ امام حاکم نے کہا ہے کہ امام مسلم نے ابن لھیعہ سے مسلم شریف میں دو جگہ استشہاد کیا ہے۔

اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ ابن لھیعہ سے صحاح ستہ کے تمام مصنفین نے روایت لی ہے، امام بخاریؒ نے اشارتاً مقروناً، امام مسلمؒ نے صراحتاً مقروناً اور امام نسائیؒ نے صرف ایک نہیں کثیر روایات لی ہیں، لہٰذا صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ "بخاری و مسلم نے اس کی کوئی روایت نقل نہیں کی اور..... نسائی نے دعوٰی کیا کہ میں نے اپنی کتاب میں اس کی صرف ایک روایت نقل کی ہے وہ بھی مجبور ہو کر" یہ صدیقی صاحب کی جہالت ہے، معلوم نہیں انہیں کس نے امام الحدیث اور نقّادؒ کا لقب دے دیا، جس کے وہ ہرگز اہل نہیں ہیں۔

ابن لھیعہؒ کے حالات اور انکی توثیق

قارئین محترم ابن لھیعہؒ ایک ثقہ راوی ہیں مصنفین صحاح ستہ نے اُن سے

Telegram : t.me/pasbanehaq1

روایات لی ہیں، مصر میں قاضی رہے ہیں کبار محدثین اُن کے شاگرد ہیں جن میں عبداللہ بن مبارک، عبداللہ بن وہب، ابوعبدالرحمٰن المقری، امام اوزاعی، عمرو بن الحارث، سفیان، امام شعبہ رحمہم اللہ شامل ہیں جو قدیم تلامذہ میں سے ہیں ان کے علاوہ ابوصالح، قتیبہ بن سعید، یحیی بن بکیر، محمد بن رمح، کامل بن طلحہ رحمہم اللہ وغیرہ نے بھی اُن سے حدیث کا سماع کیا ہے

علامہ ذہبیؒ نے ابن لھیعۃ کا تذکرہ ان الفاظ سے شروع کیا ہے

"ابن لهيعة الامام الكبير قاضي الديار المصرية وعالمها ومحدثها" الخ [1]

ابن لھیعہ جو بڑے امام ہیں مصر کے قاضی، عالم اور محدث ہیں،

عبداللہ بن وہبؒ فرماتے ہیں

"حدثني الصادق البار والله عبد الله بن لهيعة" [2]

مجھ سے حدیث بیان کی سچے اور نیکوکار انسان نے بخدا وہ عبداللہ بن لھیعہ ہیں۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں:

"من كان مثل ابن لهيعة بمصر في كثرة حديثه وضبطه واتقانه" [3]

مصر میں کثرتِ حدیث اور حدیث کے ضبط واتقان میں ابن لھیعہ جیسا

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۳۷۔

[2] میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۷۷

[3] ایضاً ص ۴۷۷ " "

Telegram : t.me/pasbanehaq1

اور کون ہو سکتا ہے۔

احمد بن صالحؒ فرماتے ہیں:

"کان ابن لهيعة صحيح الكتاب طلاّ باللعلم" [1]

ابن لھیعہ صحیح الکتاب اور علم کے بہت زیادہ طلب کرنے والے ہیں۔

سفیانؒ فرماتے ہیں:

"کان عندابن لهيعة الاصول وعندنا الفروع" [2]

—— قال وسمعته يقول حججت حجاً لاَلقى ابن لهيعة " [3]

ابن لھیعہ کے پاس اصول ہیں اور ہمارے پاس فروع، زید بن حبابؒ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ایک حج میں نے صرف ابن لھیعہ کی ملاقات کی غرض سے کیا تھا۔

ابوداودؒ فرماتے ہیں:

"سمعت احمد يقول ما كان محدث مصر الا ابن لهيعة " [4]

میں نے امام احمدؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مصر کے محدث تو ابن لھیعہ ہی ہیں۔

قتیبہؒ فرماتے ہیں:

---

[1] میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۷۷

[2] ایضاً " " ص ۴۷۷

[3] تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۷۶

[4] میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۷۸

Telegram : t.me/pasbanehaq1

"حضرت موتَ ابن لهيعة فسمعت الليث يقول ما خلف مثله" [1]

میں ابن لہیعہ کی وفات کے وقت حاضر ہوا تو امام لیثؒ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابن لہیعہ نے اپنے پیچھے کوئی اپنے جیسا نہیں چھوڑا،

محدث ابن شاہینؒ فرماتے ہیں :

"قال احمد بن صالح ابن لهيعة ثقه وماروى من الاحاديث فيها تخليط يطرح ذالك التخليط" [2]

احمد بن صالح فرماتے ہیں کہ ابن لہیعہ ثقہ ہیں اور ان کی جن مرویات میں تخلیط ہے اس تخلیط کو دور پھینکا جائے۔

بعض محدثین نے یقیناً انہیں ضعیف قرار دیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ان کے ضعف کی وجہ ایسی نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے اِن کی روایت کو بالکل ہی ناقابلِ اعتبار قرار دے دیا جائے ہمارا خیال تو یہ ہے کہ بعض نے صرف انہیں قاضی ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ اُس زمانہ میں کچھ لوگوں کے نزدیک قاضی ہونا بھی عیب تھا اور بعض نے اس وجہ سے ضعیف کہا ہے کہ اُن کے گھر میں آگ لگ جانے سے اُن کی کتابیں جل گئی تھیں، یہی وجہ ہے کہ اُن سے جن لوگوں نے قدیماً سماع کیا ہے اُن کی روایت کو سب درست قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ علامہ ھیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) ابن لہیعہ کے بارے میں ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔

---

[1] میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۷۸

[2] تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۷۸۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

"وفیہ ابن لھیعۃ وقد احتج بہ غیر واحد" [1]

اس میں ابن لھیعہ ہیں اور اُن سے بہت سے محدثین نے احتجاج کیا ہے۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"رواہ ابن لھیعۃ وفیہ ضعف وھو حسن الحدیث" [2]

اس حدیث کو ابن لھیعہ نے روایت کیا ہے ان میں کچھ ضعف ہے تاہم ان کی حدیث حسن ہے'

صدیقی صاحب نے ان تمام اقوال سے صرفِ نظر کرتے ہوئے فقط جرحیں نقل کی ہیں اور اُن میں بھی خیانت سے کام لیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

"نسائی نے دعویٰ کیا کہ میں نے اپنی کتاب میں اس کی صرف ایک روایت نقل کی ہے وہ بھی مجبور ہوکر"۔ [3]

امام نسائیؒ کے قول میں مجبور ہوکر کے الفاظ نہیں ہیں یہ صدیقی صاحب کا اضافہ ہے جو ان کی مجبوری ہے اس کی امام نسائیؒ کی طرف نسبت غلط ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

"امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں کذاب ہے" [4]

---

[1] مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۶

[2] مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۰۲

[3] شبِ برات کیا ہے ص ۳۷

[4] شبِ برات کیا ہے ص ۳۷

Telegram : t.me/pasbanehaq1

یہ صدیقی صاحب نے امام ابوزرعہؒ پر بہتان باندھا ہے انہوں نے ہرگز ابن لھیعہ کو کذاب نہیں کہا، صدیقی صاحب کے حواری امام ابوزرعہؒ کا یہ قول ثابت کریں دیدہ باید۔

مزید لکھتے ہیں :

" ابن عدی اور ذہبی کہتے ہیں ابن لھیعہ کی یہ روایت منکر ہے "[1]

صدیقی صاحب نے حوالہ درج نہیں فرمایا کہ ابن عدی اور ذہبی نے اس روایت کو کس بنا منکر قرار دیا ہے اگر وہ حوالہ درج فرماتے تو ہم ضرور تحقیق کرتے اور دیکھتے کہ انہوں نے کیا لکھا ہے ؟

ابن عدیؒ کی الکامل اور علامہ ذہبیؒ کی میزان تو ہم نے دیکھ لیں وہاں تو اس کا نام ونشان بھی نہیں ہے اس لیے اگر ہم یہ کہیں کہ ان حضرات نے اس حدیث کو منکر نہیں کہا بلکہ یہ صدیقی صاحب کا ان پر افتراء ہے تو بیجا نہ ہوگا ،

منکر کا معنیٰ

تاہم بالفرض ان حضرات نے اس روایت کو منکر کہا بھی ہو تو بھی یہ ہمارے خلاف نہیں جاتا کیونکہ کسی حدیث کا منکر ہونا اس کے ضعف کو مستلزم نہیں اس لیے کہ متقدمین کے نزدیک منکر وہ روایت کہلاتی ہے " جس کا راوی ایک ہو، اور وحدتِ راوی کوئی جرح نہیں ہے ، تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے اعلاء السنن ج ۱ ص ۱۹۸، ایسی صورت میں صدیقی صاحب کا بار بار احادیث کو منکر قرار دے کر لوگوں کو یہ تاثر دینا کہ شبِ برات سے متعلق احادیث شدید قسم کی ضعیف یا

---

[1] شبِ برات کیا ہے ص ۳۷

Telegram : t.me/pasbanehaq1

موضوع ہیں بالکل غلط ہے، دوسرے یہ بھی پیش نظر رہنا چاہیئے کہ جہالت ستارت نکارت تو ایسی جرحیں ہیں جو شواہد و متابعات سے ختم ہو جاتی ہیں اور شب برات سے متعلق احادیث میں ایک دوسرے کے شواہد بھی موجود ہیں اور متابع بھی لہٰذا اس قسم کی جرحیں کرنا ہی فضول ہے، خاص کر جبکہ یہ احادیث فضائل اعمال سے متعلق ہیں نہ کہ احکام سے۔

آگے صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

"عبداللہ بن لھیعہ نے یہ روایت کس سے سنی تو کبھی تو وہ دعوے کرتا ہے کہ یہ روایت زید[1] بن سلیم سے مروی ہے اور کبھی کہتا ہے ضحاک بن ایمن سے مروی ہے ..... یہ دونوں فرضی ہیرو ہیں جن کا بظاہر کوئی وجود نہیں گویا یہ صرف ابن لھیعہ کی ذہنی پیداوار ہیں، عبداللہ بن لھیعہ آگے چل کر دعوٰی کرتا ہے کہ ان دونوں نے یہ روایت ضحاک بن عبدالرحمٰن بن عرزب سے نقل کی ہے اور کبھی کہتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عرزب سے نقل کی ہے اور اتفاق سے یہ دونوں بھی مجہول ہیں جن سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عبداللہ بن لھیعہ نے یا تو یہ روایت اپنے دماغ کی بھٹی میں تیار کی یا یہ روایت اس وقت کی ہے جب اسے ہذیان کے دورے پڑنے لگے تھے، اس طرح اس روایت کے چار راوی تو قطعاً مجہول ہیں اور ایک شدید ضعیف ہے یہ روایت تو ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل بھی نہیں" [2]

---

[1] یہ غلط ہے صحیح زبیر بن سلیم ہے

[2] شب برات کیا ہے ص ۳۷

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب نے اس حدیث کی دو سندوں کو خلط ملط کر کے اس کی حیثیت گرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بیان میں آکر وہ باتیں کی ہیں جو کوئی بھی سنجیدہ آدمی نہیں کر سکتا ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے صدیقی صاحب کو بیان کے دورے پڑتے تھے اور وہ اس دوران ایسی باتیں لکھتے جاتے تھے جن کا انہیں بھی پتہ نہیں چلتا تھا کہ کیا لکھ رہا ہوں۔ قارئین پہلے اس حدیث کی دونوں سندیں ملاحظہ فرمائیں اس کے بعد ہم صدیقی صاحب کی غلط بیانیوں کو ظاہر کریں گے،

ابن ماجہ میں اس حدیث کی پہلی سند اس طرح ہے۔

(۱) راشد بن سعید بن راشد الرملی: حافظ ابن حجرؒ انکے بارے میں لکھتے ہیں "صدوق من العاشرۃ"۔ [۱]

(۲) ولید بن مسلم: حافظ ابن حجرؒ کے بارے میں لکھتے ہیں "ثقۃ کثیر التدلیس"۔ [۲]

(۳) ابن لھیعہ: ان کی توثیق پیچھے گزر چکی ہے۔

(۴) ضحاک بن ایمن: ان کے متعلق حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں "مجہول من السادسۃ"۔ [۳]

(۵) ضحاک بن عبد الرحمٰن بن عرزب: ان کے متعلق حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: "ثقۃ من الثالثۃ"۔ [۴]

---

[۱] تقریب التہذیب ص ۹۹

[۲] تقریب التہذیب ص ۳۷۱

[۳] ایضاً " ص ۱۵۴

[۴] ایضاً " " ص ۱۵۴

Telegram : t.me/pasbanehaq1

(۶) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔

قارئین ملاحظہ فرمائیے اس سند میں صرف ایک راوی ضحاک بن امین مجہول ہیں، باقی تمام راوی ثقہ ہیں ابن طہیعہ کے بارے میں گزر چکا ہے کہ وہ مختلف فیہ راوی ہیں لیکن ان کی حدیث حسن درجہ کی ہے۔

اب دوسری سند ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) محمد بن اسحٰق الصاغانی : ان کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں "ثقة ثبت" [۱]

(۲) ابو الاسود نضر بن عبد الجبار : ان کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں "ثقة من العاشرة" [۲]

(۳) ابن طہیعہ : ان کی توثیق گزر چکی۔

(۴) زبیر بن سلیم : ان کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں "مجہول من السادسة" [۳]

(۵) ضحاک بن عبد الرحمٰن : ان کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں "ثقة من الثالثة" [۴]

(۶) عبد الرحمٰن بن عرزب : ان کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں "مجہول من الثالثة" [۵]

---

[۱] تقریب التہذیب ص ۲۸۹

[۲] ایضاً ،، ص ۳۵۸

[۳] ایضاً ،، ص ۱۰۶

[۴] ایضاً ،، ص ۱۵۴

[۵] ایضاً ،، ص ۲۰۶

Telegram : t.me/pasbanehaq1

(۷) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

اس سند میں دو راوی مجہول ہیں، لیکن ہم نے جو روایت نقل کی ہے وہ پہلی سند سے ذکر کی ہے، جس میں صرف ایک راوی ضحاک بن ایمن مجہول ہے، صدیقی صاحب اپنی جہالت یا دھوکہ دہی کی وجہ سے اس سند کے ایک اور راوی ضحاک بن عبدالرحمٰن کو بھی مجہول قرار دے رہے ہیں حالانکہ یہ قطعاً مجہول نہیں ہیں، پھر ابن لھیعہ کو شدید ضعیف قرار دے کر (حالانکہ وہ حسن الحدیث ہیں) دونوں سندوں کو خلط ملط کر کے لکھتے ہیں " اس طرح اس روایت کے چار راوی تو قطعاً مجہول ہیں اور ایک شدید ضعیف ہے " صدیقی صاحب تو دنیا سے چلے گئے ورنہ ہم اُن سے پوچھتے کہ بتائیے ہماری پیش کردہ سند کے کونسے چار راوی مجہول ہیں ؟ اب ہم اُن کے حواریین سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ہماری پیش کردہ سند میں چار مجہول راوی ثابت کریں، ہم نے جو روایت پیش کی ہے اس میں ایک راوی کے مجہول ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اول تو خیر القرون میں جہالت مضر ہی نہیں، دوسرے اس کا شاہد موجود ہے اور ہم یہ پہلے بتلا چکے ہیں کہ جب کسی روایت کے شواہد و متابع موجود ہوں تو جہالت، ستارت، نکارت جیسی جرحیں فضول ہوتی ہیں کیونکہ وہ شواہد و متابع کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہیں، پھر ایسی احادیث تو احکام میں حجت بن جاتی ہیں چہ جائیکہ فضائل، یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کو ناصر الدین البانی صاحب نے " حسن " قرار دیا ہے دیکھئے صحیح سنن ابن ماجہ ص ۲۳۲،

قارئین ملاحظہ فرمائیے جس حدیث کو محدثین حسن قرار دے رہے ہیں اس حدیث کے بارے میں صدیقی صاحب کہتے ہیں کہ یہ روایت تو ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل بھی نہیں" ؎ بریں عقل و دانش بباید گریست

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب کی جہالت

صدیقی صاحب لکھتے ہیں :

"یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ زید بن سلیم، ضحاک بن ایمن، ضحاک بن عبدالرحمٰن اور عبدالرحمٰن بن عرزب سے ابن ماجہ کے علاوہ کسی محدث نے روایت نہیں لی اور نہ اس روایت کو ابن ماجہ کے علاوہ کسی نے نقل کیا ہے۔" [1]

صدیقی صاحب کی یہ عبارت بھی ان کے — ہذیان کا شاہکار نظر آتی ہے اس لیے کہ ضحاک بن عبدالرحمٰن سے صرف ابن ماجہ ہی نے روایت نہیں لی بلکہ ان کے علاوہ امام ابوداؤدؒ نے اپنی مراسیل میں اور امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں اور امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں اُن سے روایت لی ہے اگر صدیقی صاحب "تقریب التہذیب" ہی اٹھا کر دیکھ لیتے تو اس جہالت کا شکار نہ ہوتے۔

صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ "نہ اس روایت کو ابن ماجہ کے علاوہ کسی نے نقل کیا" یہ بھی اُن کی جہالت کا نتیجہ ہے، کیونکہ اس روایت کو ابن ماجہ کے علاوہ امام بیہقیؒ نے شعب الایمان (ج ۳ ص ۳۸۲) اور فضائل الاوقات (ص ۱۳۲) میں، حافظ ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں (ج ۵ ص ۳۵۷) اور علامہ مزنیؒ نے تہذیب الکمال (ج ۹ ص ۳۰۹) میں نقل کیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت

---

[1] شب برات کیا ہے؟ ص ۲۹

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب لکھتے ہیں :

" اس سلسلہ کی ایک روایت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جانب بھی منسوب کی جاتی ہے جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" الخ [1]

قارئین محترم صدیقی صاحب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث کا اردو ترجمہ ذکر کیا ہے اس کا عربی متن ذکر نہیں کیا اس لیے انہیں لکھنا چاہیئے تھا " جس کا ترجمہ یا مفہوم حسب ذیل ہے" نہ یہ کہ " جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں" کیونکہ صدیقی صاحب نے حدیث کے الفاظ ذکر نہیں کیے ۔ معلوم ہوتا ہے صدیقی صاحب میں اتنی بھی لیاقت نہیں رہی تھی کہ وہ اتنی معمولی ـــــ سی بات بھی سمجھتے ،

صدیقی صاحب کی جہالت اور دھوکہ دہی

صدیقی صاحب لکھتے ہیں :

" یہ روایت کتب حدیث میں قطعاً نہیں پائی جاتی بلکہ ابن عدی نے اس روایت کو اپنی کامل میں نقل کرکے اسے منکر قرار دیا ہے [2]

صدیقی صاحب کا قطعیت کے ساتھ یہ کہنا کہ یہ روایت کتب حدیث میں قطعاً نہیں پائی جاتی ،ان کی حدیث دانی سے قطعی جہالت کا نتیجہ ہے اس لیے کہ یہ روایت امام بیہقیؒ نے شعب الایمان (ج ۳ ص ۳۸۰) میں امام بغویؒ نے شرح السنۃ (ج ۴ ص ۱۲۷) میں اور امام بزارؒ نے اپنی مسند میں ذکر کی ہے ، صدیقی صاحب کے حواری بتائیں یہ حدیث کی کتابیں ہیں یا کسی اور

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۳۸ ۔

[2] شب برات کیا ہے ص ۳۹ ۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

فن کی ؟

صدیقی صاحب کا یہ فرمانا کہ " ابن عدی نے اس روایت کو اپنی کامل میں نقل کرکے اسے منکر قرار دیا ہے" اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ پیچھے ہم ذکر کر چکے ہیں کہ منکر وہ حدیث کہلاتی ہے جسے ایک راوی نے روایت کیا ہو اور محدثین کے نزدیک تفرد راوی کوئی برج نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علامہ منذریؒ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

" روی البزار و البیهقی من حدیث ابی بکر الصدیق رضی الله عنه بنحوه باسناد لا بأس به "[1]

امام بزار اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی ایک حدیث نقل کی ہے، ایسی سند کے ساتھ کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے،

ناصر الدین البانی لکھتے ہیں:

" لا بأس باسناده "[2]

اس کی سند میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

معجم طبرانی کبیر کے محقق حمدی عبدالمجید السلفی تحریر فرماتے ہیں:

" قال شیخنا فی تعلیقه علی رسالة لیلة النصف من شعبان (ص: ۲) وهو حدیث صحیح لشواهده الکثیرة ..... فهذه الطرق الکثیرة لا یشك من وقف علیها

---

[1] الترغیب و الترہیب، ج ۳ ص ۴۵۹۔

[2] سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ج ۳ ص ۱۳۷۔

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ان الحدیث صحیح لا سیما و بعض طرقه حسن لذاته کحدیث معاذ وابی بکر رضی اللہ عنہما" [1]

ہمارے شیخ "لیلۃ النصف من شعبان" نامی رسالہ پر اپنی تعلیق میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اس کے بہت سے شواہد ہیں ..... یہ اس قدر کثیر طُرق ہیں کہ ان پر مطلع ہونے والے کو پھر اس حدیث کی صحت میں شک نہیں رہتا، بالخصوص اس صورت میں کہ اس کے بعض طرق حَسَنٌ لِذَاتِہٖ ہیں جیسے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی حدیث۔

ان تصریحات کی موجودگی میں صدیقی صاحب کا اس حدیث کو منکر قرار دینا پھر اس کے راویوں پر جھوٹی پھبتی اور خود ساختہ جرح کرنا بالکل فضول ہے، اس سے اُن کے حواری تو ضرور خوش ہو سکتے ہیں لیکن منصف مزاج آدمی متاثر نہیں ہو سکتا،

اس کے بعد اب ضرورت تو محسوس نہیں ہوتی کہ اس کی سند کے بارے میں مزید کچھ لکھا جائے لیکن چونکہ ہم چاہتے ہیں کہ صدیقی صاحب کی دیانت عوام کے سامنے پیش کریں اس لیے اُن کی خود ساختہ باتوں کا جواب مختصر انداز میں پیش کیا جاتا ہے،

صدیقی صاحب اس حدیث کے ایک راوی عبد الملک بن عبد الملک

---

[1] معجم طبرانی کبیر ج ۲۰ ص ۹۱

Telegram : t.me/pasbanehaq1

کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ابن حبان کہتے ہیں یہ ایسی روایات بیان کرتا ہے جس کی تائید کوئی اور نہیں کرتا یعنی اس کی روایات خود ساختہ ہیں میزان ص۱۵۶ ج۲"

صدیقی صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ "یعنی اس کی روایات خود ساختہ ہیں" نہ یہ ابن حبان کی عبارت کا مطلب ہے اور نہ یہ جملہ میزان الاعتدال میں موجود ہے، یہ صرف صدیقی صاحب کی دوسروں کو دھوکہ دینے کے لیے خود ساختہ عبارت ہے، قارئین علامہ ذہبیؒ کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں، علامہ ذہبی تحریر فرماتے ہیں:

"قال ابن حبان وغیرہ لا یتابع علی حدیثہ" [1]

ابن حبان وغیرہ کا کہنا ہے کہ ان کی حدیث کی متابعت نہیں کیجاتی، اس کا مطلب تو فقط اتنا ہے کہ عبدالملک بن عبدالملک نے جو حدیث ذکر کی ہے اس میں اس کا کوئی متابع نہیں ہے، یعنی مصعب بن ابی ذئب سے فقط یہی بیان کرتے ہیں کوئی اور نہیں، نہ اس سے عبدالملک کا ضعیف ہونا ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی روایات کا خود ساختہ ہونا، معلوم نہیں صدیقی صاحب کو اصولِ حدیث سے واسطہ نہیں پڑا یا وہ جان بوجھ کر دھوکہ دیتے ہیں؟

صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

"ابن عدی نے اس کی سند اس طرح بیان کی ہے کہ مجھ سے یہ روایت عمرو بن الحارث نے بیان کی اس نے عبدالملک بن عبدالملک سے سنی، عبدالملک کا حال اوپر گزر چکا اب عمرو

---

[1] میزان الاعتدال ج۲ ص۶۵۹

Telegram : t.me/pasbanehaq1

بن الحارث کے بارے میں فرماتے ہیں یہ کوئی معروف شخص نہیں اور اس سے اسحٰق بن ابراہیم ذبریق اور اس کی باندی علوہ کے علاوہ کوئی حدیث روایت نہیں کرتا میزان ج ۳ ص ۲۵۱ گویا یہ راوی بھی قابلِ اعتماد نہیں،، [1]

صدیقی صاحب نے یہاں بھی انتہائی دجل وفریب سے کام لیا ہے اول تو سند پوری ذکر نہیں کی، دوسرے جس عمرو بن الحارث کا تذکرہ کیا ہے وہ اس سند میں مراد ہی نہیں ہے،، پہلے ہم پوری سند ذکر کرتے ہیں پھر بتاتے ہیں کہ اس سند میں وہ عمرو بن الحارث مراد نہیں ہیں جن کا تذکرہ صدیقی صاحب نے کیا ہے بلکہ یہ اور بزرگ ہیں۔

ابن عدی لکھتے ہیں :

،، حدثنا محمد[1] بن جعفر الامام[2] قال : حدثنا یعقوب[3] بن حمید، ثنا عبد اللہ[4] بن وھب اخبرنی عمرو[5] بن الحارث عن عبد الملک[6] بن عبد الملک عن مصعب[7] بن ابی ذئب عن القاسم[8] بن محمد عن عمہ[9] او غیرہ عن ابی بکر الصدیق الخ ،، [2]

اس سند سے واضح ہو رہا ہے کہ عمرو بن الحارث کے شاگرد، عبد اللہ بن وھب ہیں، جبکہ صدیقی صاحب لکھ رہے ہیں کہ ،، اس سے اسحٰق بن ابراہیم ذبریق اور اس کی باندی علوہ کے علاوہ کوئی حدیث روایت نہیں کرتا،، اگر صدیقی

---

[1] شبِ برات کیا ہے ص ۴۱ [2] الکامل فی ضعفاء الرجال ج ۵ ص ۱۹۴۶

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صاحب کی بات صحیح مانی جائے تو پھر سند میں بجائے عبداللہ بن وہب کے اسحٰق بن ابراہیم کا نام آنا چاہیئے تھا اس سے معلوم ہوا کہ جو عمرو بن الحارث صدیقی سے مراد لے رہے ہیں وہ مراد ہی نہیں ہے بلکہ سند میں مذکور عمرو بن الحارث صحاح ستہ کے راوی ہیں جنہیں محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے۔

علامہ ذہبیؒ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"عمرو بن الحارث (ع) عالم الدیار المصریۃ وشیخھا ومفتیھا مع اللیث بن سعد فوثقوہ" [1]

عمرو بن حارث دیار مصر کے عالم، وہاں کے شیخ اور لیث بن سعد کے ساتھ مل کر فتویٰ دینے والے ہیں محدثین نے ان کی توثیق کی ہے

"قال ابن معین والعجلی والنسائی وغیرھم ثقۃ" [2]

ابن معین، عجلی اور نسائی تینوں کا کہنا ہے کہ عمرو بن الحارث ثقہ ہیں،

"قال ابن وھب سمعت من ثلاثمائۃ وسبعین شیخا فما رایت احدًا احفظ من عمرو بن الحارث" [3]

عبداللہ بن وہب کہتے ہیں کہ میں نے تین سو ستر مشائخ سے

---

[1] میزان الاعتدال ج ۳ ص ۲۵۲

[2] ایضاً " " ص ۲۵۲

[3] تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۱۵

Telegram : t.me/pasbanehaq1

احادیث سنی ہیں لیکن عمرو بن الحارث سے بڑھ کر کسی کو حافظِ حدیث نہیں پایا۔

اس عظیم راوی کے بارے میں صدیقی صاحب لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"گویا یہ راوی بھی قابلِ اعتماد نہیں"

ع ان کنت لا تدری فتلك مصیبة
و ان کنت تدری فالمصیبة اعظم

صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

"عبدالملک بن عبدالملک نے یہ روایت مصعب بن ابی ذئب سے نقل کی ہے یہ کون حضرت ہیں مجھے ان کا حال آج تک معلوم نہیں ہو سکا۔ نہ ابن عدی نے اس کا تذکرہ کیا، نہ ذہبی نے نہ بخاری نے نہ نسائی اور نہ حافظ ابن حجر نے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس زمین سے تعلق نہیں رکھتا تھا، اس طرح یہ روایت انتہائی شدید ضعیف ہوئی" [1]

صدیقی صاحب کا طرزِ استدلال ملاحظہ فرمائیے ان کو تین چار ناقدینِ فن کی کتابوں میں ایک راوی کا ذکر نہیں ملا تو انہوں نے فوراً محسوس کر لیا کہ یہ اس سرزمین کا باشندہ ہی نہیں ہے۔ اس کی مثال یوں بن سکتی ہے کہ کسی مجلس میں صدیقی صاحب کا ذکر ہو وہاں کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے تذکرہ کی فلاں فلاں کتاب پڑھی ہے اس میں صدیقی صاحب کا نام مجھے نہیں ملا۔

---

[1] شب براءت کیا ہے ص ۴۱

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس زمین سے تعلق نہیں رکھتے تھے،، کیا ایسی صورت میں صدیقی صاحب کا وجود معدوم کہلائے گا؟ سیدھی سی بات ہے کہ اگر ناقدین نے مصعب بن ابی ذئب کا تذکرہ نہیں کیا تو اس سے صرف یہ معلوم ہوا کہ وہ غیر معروف راوی ہیں جس کی وجہ سے سند کمزور ہوگئی، لیکن جب اس روایت کے شواہد بھی پائے گئے تو سند کا ضعف بھی جاتا رہا اسی لیے محدثین نے اس روایت کو لیا ہے رد نہیں کیا، پیچھے آپ امام منذری اور ناصر الدین البانی کا قول ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ انہوں نے اس کی سند کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور حمدی عبد المجید سلفی نے اپنے شیخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ اسے حسن لذاتہ قرار دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ " اس طرح یہ روایت انتہائی شدید ضعیف ہوئی،، — خواہ مخواہ کا تحکم اور سینہ زوری ہے۔

آگے صدیقی صاحب نے اس روایت کو ساقط الاعتبار گردانے کے لیے ایک اور پینترا بدلا ہے، اور دھوکہ دہی کی ناکام کوشش کی ہے، لکھتے ہیں :

" مصعب بن ابی ذئب نے یہ روایت قاسم بن محمد سے نقل کی ہے، قاسم مدینہ کے بہت بڑے امام، حضرت عائشہ رض کے بھتیجے اور حضرت ابو بکر صدیق رض کے پوتے، جعفر بن محمد کے نانا اور باقر کے خسر ہیں، ان کی ذات شک و شبہ سے پاک ہے۔ لیکن یہ روایت ان کی جانب جو منسوب کی گئی ہے وہ غلط ہے اور ان تینوں راویوں نے انہیں بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اس کا ثبوت جہاں ان تینوں کا ناقابل اعتبار ہونا ہے وہاں ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ان راویوں کا دعویٰ ہے کہ قاسم نے یہ روایت اپنے والد

Telegram : t.me/pasbanehaq1

محمد بن ابی بکرؓ سے نقل کی۔ حالانکہ قاسم نے اپنے باپ کو دیکھا بھی نہیں" الخ [1]

قارئین محترم اس روایت کی نسبت قاسم بن محمد کی طرف غلط نہیں ہے، نہ ہی ان رُواۃ نے انہیں بدنام کرنے کی کوئی کوشش کی ہے، صدیقی صاحب بلاوجہ ان راویوں کو ناقابل اعتبار ٹھہرا رہے ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں ہے، صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ "ان راویوں کا دعویٰ ہے کہ قاسم نے یہ روایت اپنے والد محمد بن ابی بکرؓ سے نقل کی ہے" سرے سے یہ بات ہی غلط ہے ان راویوں نے یہ کہا ہی نہیں، ہم نے ابن عدی کے حوالے سے اس روایت کی سند پیچھے ذکر کی ہے یہاں دوبارہ ذکر کر دیتے ہیں، صدیقی صاحب کے حواری چشمۂ انصاف سے دیکھیں کہ اس سند میں قاسم کے والد کا ذکر ہے۔

ابن عدی لکھتے ہیں:

"حدثنا محمد بن جعفر الامام: حدثنا یعقوب بن حمید، ثنا عبد اللہ بن وھب اخبرنی عمرو بن الحارث عن عبد الملک بن عبد الملک عن مصعب بن ابی ذئب عن القاسم بن محمد عن عمہ او غیرہ عن ابی بکر الصدیق"

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیے اس سند میں قاسم بن محمد کے بعد اُن کے چچا کا ذکر ہے کہ انہوں نے یہ روایت اپنے چچا وغیرہ سے سنی، اُن کے والد کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا صدیقی صاحب کا اسے دوسرا ثبوت قرار دینا بڑا دھوکہ ہے،

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۴۱

Telegram : t.me/pasbanehaq1

پھر آگے جو صدیقی صاحب نے زہر اگلا ہے کہ محمد ایسے تھے ایسے تھے اور خود انہوں نے اپنے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نہیں سنی یہ سب بناء الفاسد علی الفاسد کے قبیل سے ہے۔

ے خشت اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

آگے صدیقی صاحب نے ایک شہ سرخی قائم کی ہے "شعبان میرا مہینہ ہے[1]" اور اس سرخی کے تحت ایک حدیث ذکر کر کے اس کے خلاف زہر اگلا ہے، اگر یہ حدیث موضوع و من گھڑت بھی ہو تو چونکہ نصف شعبان کی شب سے اس کا نفیاً و اثباتاً کوئی تعلق نہیں اس لیے ہمارے ذمہ اس کا جواب نہیں ہے، کیونکہ ہماری بحث فقط نصف شعبان کی شب، شب برات سے ہے،

صدیقی صاحب کی اصول حدیث سے جہالت

کچھ آگے چل کر صدیقی صاحب نے ایک سرخی قائم کی ہے "ایک دعا[2]" اس کے تحت موصوف غنیۃ الطالبین سے ایک دعا نقل کر کے لکھتے ہیں۔

"اس روایت کی تحقیق سے قبل حدیث کا ایک اصول ذہن نشین کر لیجئے کہ اصول حدیث کی رو سے صرف وہی روایت قابل قبول ہوتی ہے جس کی مصنف نے پوری سند بیان کی ہو یعنی اپنے دور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور تک تمام راوی بیان کئے

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۴۳

[2] شب برات کیا ہے ص ۴۵

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ہوں اور وہ سب ثقہ ہوں ان کا حافظہ بھی قوی ہو، اور ہر ایک کا دوسرے سے حدیث سننا بھی ثابت ہو۔ ان میں سے ہر راوی کو نہ تو مغالطہ ہوتا ہو نہ اس میں وہم کا مادہ زیادہ ہو اور نہ ان میں سے کسی پر محدثین نے جرح کی ہو یہ صحتِ حدیث کا پہلا معیار ہے جو روایت اس معیار پر پوری نہ اترے وہ اس قابل نہیں کہ اس کی جانب توجہ دی جائے۔" [1]

صدیقی صاحب نے اس اصول میں دو جگہ جہالت کا مظاہرہ کیا ہے، ایک تو یہ کہ انہوں نے قبولِ روایت کے اس اصول کو علی الاطلاق بیان کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ خواہ احادیثِ احکام ہوں یا احادیث فضائل، سب میں یہ اصول جاری ہوگا حالانکہ اصولِ حدیث سے معمولی مس رکھنے والا بھی بخوبی جانتا ہے کہ قبولِ روایت کا یہ اصول صرف احادیثِ احکام سے متعلق ہے نہ کہ احادیثِ فضائل سے، احادیثِ فضائل کے قبول میں اتنی سختی نہیں کی جاتی بلکہ اُن میں تساہل سے کام لیا جاتا ہے چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں،۔

یجوز عند اھل الحدیث وغیرھم التساھل فی الاسانید وروایۃ ماسوی الموضوع من الضعیف والعمل بہ من غیر بیان ضعفہ فی غیر صفات اللہ تعالیٰ والاحکام" [2]

محدثین وغیرہ کے نزدیک اسانید (ضعیفہ) میں تساہل جائز ہے اسی طرح ایسی ضعیف حدیث روایت کرنا بھی جائز ہے جو موضوع

---

[1] شبِ برأت کیا ہے ص ۴۵

[2] تقریب النواوی مع تدریب ج ۱ ص ۲۹۸ طبع میر محمد کراچی

Telegram : t.me/pasbanehaq1

نہ ہو اور ضعیف حدیث پر اس کا ضعف بتلائے بغیر عمل کرنا بھی جائز ہے سوائے اللہ کی صفات اور احکام کے،

دوسرے انہوں نے قبولِ روایت کو اس اصول میں منحصر کر دیا ہے حالانکہ اس میں انحصار قطعاً غلط ہے،

صدیقی صاحب کی دروغ گوئی

صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

"حتیٰ کہ محدثین اس پر بھی متفق ہیں کہ اگر ایک مسلمہ تابعی حضور کا فرمان نقل کرے اور درمیان سے صحابی کا نام ترک کر دے جس سے اس نے روایت سنی ہے تو یہ روایت بھی قابلِ قبول نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اس نے یہ حدیث صحابی سے نہ سنی ہو بلکہ جس سے سنی ہو وہ ناقابلِ اعتبار ہو۔ ایسی روایت جس میں صرف صحابی کا تذکرہ نہ ہو محدثین کی اصطلاح میں مرسل کہلاتی ہے اور مرسل روایت قابلِ قبول نہیں حتیٰ کہ محدثین نے تصریح کی ہے کہ امام مجاہد، امام عطاء بن ابی رباح، امام حسن بصری، امام زہری اور امام سفیان بن عیینہ کی مرسلات بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتیں"[1]

صدیقی صاحب کے اس بیان سے ایسے لگتا ہے کہ یا تو وہ اصولِ حدیث سے بالکل جاہل ہیں یا پھر وہ جان بوجھ کر دروغ گوئی سے کام لیتے ہیں اور سادہ لوح عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ صدیقی صاحب

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۴۵

Telegram : t.me/pasbanehaq1

نے حدیثِ مرسل کے قبول نہ کرنے کو محدثین کا متفق علیہ مسئلہ کیسے لکھ دیا؟ حالانکہ جمہور محدثین حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ مطلقاً اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ چند شرائط کے ساتھ مرسل حدیث کو قبول کرتے ہیں اور اُسے حجت مانتے ہیں، صدیقی صاحب اگر "قواعد فی علوم الحدیث" ہی دیکھ لیتے تو ایسی بات نہ کرتے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب کچھ جانتے بوجھتے ایسی باتیں کرتے ہیں، تاکہ انکارِ حدیث کی راہ ہموار ہو ظاہر بات ہے کہ جب مرسل حدیث کے قبول نہ کرنے کو محدثین کا متفق علیہ مسئلہ کہا جائے گا تو لاکھوں حدیثیں خود بخود بیکار ہو جائیں گی۔

قارئین محترم یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ مرسل حدیث میں فقط اتنی بات ہوتی ہے کہ خیر القرون کے دور کا ایک شخص (تابعی) صحابی کا نام نہیں لیتا، اور کوئی سقم اس میں نہیں ہوتا محض اتنی سی بات پر صدیقی صاحب اس حدیث کو ماننے کے لیے تیار نہیں لیکن رُواتِ حدیث پر ناقدین کی جرح جو کئی کئی صدیوں بعد کے لوگوں کی کتابوں میں بلا سند ملتی ہے اُسے صحیفہ آسمانی سمجھتے ہیں اور اس پر بغیر کسی تحقیق و تفتیش کے ایمان لے آتے ہیں آخر اسکی کیا وجہ ہے؟

مرسل حدیث کی حجیت کے سلسلہ میں ہم یہاں تفصیل میں نہیں جانا چاہتے جسے تفصیل درکار ہو وہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی کتاب "قواعد فی علوم الحدیث" کا مطالعہ کرے اس میں مرسل حدیث کے قبول و عدم قبول، نیز کن کن بزرگوں کی مرسلات قبول ہیں کن کی نہیں یہ سب تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، صدیقی صاحب نے جن بزرگوں کی مرسلات کے عدمِ قبول کی بابت نام گنوائے ہیں ان میں بھی غلو سے کام لیا ہے،

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب آگے رقمطراز ہیں :

" جب ایک راوی کے جھوٹ جانے سے روایت قابل قبول نہیں رہتی تو اس روایت کا کیا درجہ ہوگا جس میں پورے پانچ سو سال کے راوی چھوڑ دیے جائیں وہ تو بے پر کی گپ ہوگی ، شیخ جیلانی نے اس روایت کی کوئی سند بیان نہیں کی اور پورے پانچ سو سال کے راوی چھوڑ دیے جو کم از کم بارہ تیرہ ہونے چاہیئے تھے اس قسم کی روایات کے جھوٹ ہونے میں کیا شک و شبہ کیا جا سکتا ہے " [1]

معلوم نہیں صدیقی صاحب نے یہ ضابطہ کہاں پڑھا ہے کہ " جس روایت کی سند بیان نہ کی جائے ، درمیان کے راوی چھوڑ دیے جائیں تو وہ بلاشک شبہ جھوٹی ہوتی ہے " محدثین نے تو ایسا کوئی ضابطہ بیان نہیں کیا ، بلکہ بہت سے محدثین نے ایسی کتابیں لکھی ہیں جن میں سند کے بیان کرنے کا التزام نہیں کیا ، شیخ خطیب عمریؒ کی مشکوٰۃ ، امام سیوطیؒ کی جمع الجوامع ، شیخ علی متقیؒ کی کنز العمال ، شیخ نور الدین الھیثمیؒ کی مجمع الزوائد میں ہزاروں احادیث موجود ہیں لیکن ان کی سندیں ذکر نہیں کی گئیں اسی طرح موطا امام مالک کی بلاغات ، بخاری کی تعلیقات اور ترمذی کی مافی الباب بغیر سند ہی کے مذکور ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ احادیث سب جھوٹی ہیں ، العیاذ باللہ۔

اگر شیخ جیلانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند ذکر نہیں کی تو کیا ہوا ؟ صدیقی صاحب شعب الایمان للبیہقی ج ۳ ص ۳۷۵ ، اور فضائل الاوقات للبیہقی ص ۱۰۵ دیکھ لیتے تو انہیں اس کی سند مل جاتی اور اگر انہیں یہ کتابیں دستیاب نہ تھیں تو

Telegram : t.me/pasbanehaq1

مسند احمد ج ۱ ص ۲۵۹ دیکھ لیتے وہاں اس کی سند مل جاتی۔ ایسے معلوم ہوتا ہے صدیقی صاحب کو انکار حدیث کا شوق ہے اس لیے جو حدیث ان کی دسترس سے باہر ہوتی ہے۔ بااس میں معمولی قسم کا سقم ہوتا ہے اُسے بے پر کی گپ قرار دے دیتے ہیں۔ مالہ من ذالک آگے اس حدیث کے بارے میں صدیقی صاحب نے جو خامہ فرسائی کی ہے اس کے جواب کی ہمیں ضرورت نہیں کیونکہ یہ ہمارے موضوع سے باہر ہے۔

ص۴۸ پر صدیقی صاحب نے ایک حدیث کو موضوع قرار دیا ہے اس کے جواب کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا تعلق بھی شبِ برات سے نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث

ص۴۹ پر صدیقی صاحب نے "شبِ برات کا روزہ" کی شرعی قائم کر کے اس میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کو موضوع قرار دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ پہلے ہم اس روایت کی سندی حیثیت ذکر کرتے ہیں اس کے بعد صدیقی صاحب کا جھوٹ اور خیانت ظاہر کریں گے، ملاحظہ فرمائیے ابن ماجہ میں، اس روایت کے راوی درج ذیل ہیں۔

(۱) حسن بن علی الخلال (م ۲۴۲ھ) امام نسائی کے علاوہ باقی اصحاب صحاح ستہ میں سے ہر ایک نے آپ سے روایت لی ہے، یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں "کَانَ ثِقَةً ثَبْتًا"[1] آپ ثقہ اور ثبت راوی ہیں! امام نسائی

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۰۳

Telegram : t.me/pasbanehaq1

فرماتے ہیں "ثقۃ"[1] آپ ثقہ ہیں، خطیب بغدادی فرماتے ہیں "کان ثقۃً حافظًا"[2] آپ ثقہ اور حافظ الحدیث تھے۔ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں ذکر کیا ہے[3]، حافظ ابراہیم بن اورمہ فرماتے ہیں۔

"بقی الیوم فی الدنیا ثلثۃ: محمد بن یحیی الذھلی بخراسان، احمد بن الفرات باصبھان، والحسن بن علی الحلوانی بمکۃ"[4]

دنیا میں تین ہی بزرگ رہ گئے ہیں (۱) محمد بن یحیی الذھلی خراسان میں (۲) احمد بن الفرات اصفہان میں (۳) حسن بن علی الحلوانی مکہ مکرمہ میں،

(۲) عبدالرزاق بن ہمام صنعانی: (م ۲۱۱ھ) آپ سے اصحاب صحاح ستہ میں سے ہر ایک نے روایت لی ہے اور تقریباً سب ہی نے آپ کی توثیق کی ہے، آپ ابن جریج، ثور بن یزید، معمر، اوزاعی، سفیان ثوری، مالک بن انس رحمہم اللہ جیسے اکابر ائمہ کے شاگرد، اور امام احمد بن حنبل، اسحٰق بن راہویہ، یحیی بن معین، امام ذہلی، احمد بن صالح، علی بن مدینی اور عبد بن حمید رحمہم اللہ جیسے عظیم محدثین کے استاذ ہیں،

(۳) ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرۃ: (م ۱۶۲ھ)

امام ذہبیؒ آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

الفقیہ الکبیر قاضی ابن ابی سبرۃ بڑے فقیہ

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۰۳

[2] ایضاً " " ص ۳۰۳

[3] ایضاً " " ص ۳۰۳

[4] سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۳۹۸

Telegram : t.me/pasbanehaq1

العراق ، ابوبکر بن
عبد اللہ بن محمد
بن ابی سبرۃ بن
ابی رُھم وکان
جد ابیہ ابوسبرۃ
بدریًا من
السابقین المھاجرین
ابن ابی رُھم
بن عبد العزیٰ القرشی
العامری ، ثم
توفی زمن عثمان
رضی اللہ عنھما ، و
کانت امہ برّۃ عمّۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم و اخوہ لامہ
ابا سلمۃ المخزومی رض[1]

اور عراق کے قاضی ہیں ،
ان کا نام و نسب اس طرح
ہے ، ابوبکر بن عبد اللہ
بن محمد بن ابی سبرۃ بن
ابی رُھم ، ان کے پردادا
ابو سبرۃ بدری صحابی اور
اولین مہاجرین میں سے تھے
جو ابو رُھم بن عبد العزیٰ القرشی
ثم العامری کے فرزند تھے
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کے زمانۂ خلافت میں انکا انتقال
ہوا ان کی والدہ برّہ ، رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
پھوپھی تھیں ، اور ابو سلمہ
مخزومی رضی اللہ عنہ ان کے
ماں شریک بھائی تھے ۔

آپ حضرت عطا بن ابی رباح ، عبد الرحمٰن بن ھرمز الاعرج ، زید بن اسلم ، ھشام بن عروہ ، شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر رحمہم اللہ جیسے اکابر محدثین کے شاگرد اور ابن جریج ، ابو عاصم النبیل ، محمد بن عمر واقدی ، عبد الرزاق بن ھمام

---

[1] سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۲۳۰

صنعانیؒ، عبداللہ بن ولید عدنیؒ وغیرہ کے استاذ تھے[1]

(۱) امام ابوداؤدؒ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں،

"کان مفتی اھل المدینۃ"[2]

آپ اہل مدینہ کے مفتی تھے،

(۲) حضرت مَعنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھ سے ابوجعفر منصور نے پوچھا،

"من بقی بالمدینۃ من المشیخۃ؟ قلت ابن ابی ذئب، وابن ابی سبرۃ، وابن ابی سلمۃ الماجشون"[3]

مدینہ طیبہ کے مشائخ میں سے اب کون باقی رہ گیا؟ میں نے کہا کہ ابن ابی ذئب، ابن ابی سَبرۃ، اور ابن ابی سلمہ ماجشون،

(۳) مصعب بن عبداللہ بن الزُبَیرِی فرماتے ہیں:

"کان من علماء قریش وَوَلاّہ المنصور القضاء"[4]

ابن ابی سبرہ علماء قریش میں سے تھے اور انہیں منصور نے قاضی بنایا تھا،

(۴) محمد بن سعد فرماتے ہیں:

"کان کثیر العلم والسماع والروایۃ ولی

---

[1] سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۳۳۰

[2] ایضاً " ج ۷ ص ۳۳۱

[3] سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۳۳۱

[4] تہذیب الکمال ج ۳۳ ص ۱۰۴

Telegram : t.me/pasbanehaq1

قضاء مكة لزياد بن عبيد الله وكان يفتي بالمدينة و قدم بغداد فمات بها سنة اثنتين و مئة في خلافت المهدي وكان ابن ستين سنة وهو على قضاء المهدي ،،[1]

ابن ابی سبرۃ وسیع العلم، کثیر السماع اور کثیر الروایت تھے، زیاد بن عبید اللہ کی طرف سے مکہ مکرمہ کے قاضی بنے، مدینہ طیبہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ پھر بغداد چلے آئے اور یہیں انکا ۱۶۲ھ میں مہدی کے زمانۂ خلافت میں انتقال ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال تھی اور آپ مہدی کی طرف سے قضاء کے عہدے پہ فائز تھے

علی بن مدینیؒ اور امام نسائیؒ نے آپ کو متروک الحدیث کہا ہے، امام بخاریؒ نے ضعیف کہا ہے، حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے عبداللہ اور صالح نے اپنے والد سے ان کے بارے میں وضعِ حدیث کی روایت نقل کی ہے، ابن عدی نے ان کے بارے میں "مِنْ جملةِ مَنْ يَضَعُ الحديث" کہا ہے[2]، امام بزار نے "لَيِّنُ الحديث" قرار دیا ہے[3]

قارئین محترم: آپ نے ابن ابی سبرۃ کے بارے میں موافق و مخالف آراء ملاحظہ فرمائیں، ان آراء سے معلوم ہو رہا ہے کہ ابن ابی سبرہ مختلف فیہ راوی

---

[1] تہذیب الکمال ج ۳۲ ص ۱۰۶

[2] سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۲۳۱

[3] کشف الاستار ج ۲ ص ۴۱۳

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ہیں، اب ہم اس بات کا تجزیہ کرتے ہیں کہ آیا اُن پر جو وضعِ حدیث کا الزام ہے وہ حقیقت ہے یا اس میں مبالغہ سے؟ تحقیق کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ الزام مبالغہ سے خالی نہیں ہے جس کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ: یہ ہے کہ ائمہ محدثین کے یہاں یہ بات طے شدہ ہے کہ جرحِ مبہم (یعنی اگر کسی راوی پر بغیر تفصیل کے جرح کی جائے تو وہ) قابلِ قبول نہیں ہوتی، جب تک کہ اس جرح پر کوئی دلیل پیش نہ کی جائے اور اس کی تفصیل بیان نہ کی جائے، ابن ابی سبرہ پر وضعِ حدیث وغیرہ کا الزام لگانے والے بزرگوں میں سے کسی نے بھی ان کے واضع الحدیث اور متروک الحدیث ہونے کی کوئی تفصیل بیان نہیں کی اور نہ اس پر کوئی دلیل قائم کی، نہ کوئی ایسی حدیث بیان کی جو ان سے مروی ہو اور موضوع ہو، ابن عدی نے ان کی چند مرویات ذکر کی ہیں لیکن اُن میں سے کوئی بھی موضوع نہیں ہے۔

دوسری وجہ: یہ ہے کہ ابن ابی سَبُرَۃ پر وضعِ حدیث کا الزام بعد کے لوگوں نے لگایا ہے اُن کے اَقران میں سے کسی نے بھی نہیں لگایا، بلکہ ان کے زمانے کے لوگ تعریف کر رہے ہیں چنانچہ پیچھے گزر چکا ہے کہ حضرت امام مالکؒ نے انہیں مدینہ طیبہ کے مشائخ میں سے شمار کیا ہے سوچنے کا مقام ہے کہ جو شخص واضع الحدیث ہو وہ مدینہ طیبہ کے مشائخ میں سے ہو سکتا ہے؟

تیسری وجہ: یہ ہے کہ محمد بن سعد کے بیان سے معلوم ہو رہا ہے کہ ابن ابی سبرۃ مراکزِ اسلام میں سے مدینہ طیبہ کے مفتی، مکہ مکرمہ اور عراق کے قاضی تھے، جس زمانے میں آپ مفتی اور قاضی تھے وہ خیر القرون کا زمانہ تھا، اور یہ بھی ایک طے شدہ امر ہے کہ مفتی اور قاضی کے لیے عادل، صادق اور کتاب وسنت کا عالم ہونا ضروری ہے، اِن امور کو سامنے رکھتے ہوئے غور کرنے

Telegram : t.me/pasbanehaq1

کا مقام ہے کہ ایک ایسا شخص جو صادق و عادل نہ ہو، بلکہ جھوٹا اور واضع الحدیث ہو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والا ہو وہ خیر القرون میں مدینہ طیبہ کا مفتی کیونکر بن سکتا ہے؟ جبکہ مدینہ طیبہ میں امام مالکؒ جیسی ہستی بھی موجود ہو اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام مالکؒ کی موجودگی میں ایک واضعِ حدیث اور جھوٹے شخص کے پاس اہل مدینہ فتوے پوچھنے جائیں، آخر اہل مدینہ اتنے لاعلم تو نہیں تھے، پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ ایک واضع الحدیث اور جھوٹے شخص کو مدینہ طیبہ کے مشائخ میں شمار کریں۔

اسی طرح اُس زمانے میں مکہ مکرمہ اور عراق میں بڑے بڑے محدثین و فقہاء موجود تھے ان کے ہوتے ہوئے کیونکر ممکن ہے کہ ایک حدیثیں گھڑنے والا اور کذاب شخص قاضی بن جائے؟

چوتھی وجہ: یہ ہے کہ ابن ابی سَبُرَۃ کے واضع الحدیث ہونے کی صورت میں یہ بات عجیب سی لگتی ہے کہ امام بخاریؒ جیسے نقاد اُنہیں صرف ضعیف قرار دیں، اور امام بزارؒ صرف لیّن الحدیث قرار دیں، کیونکہ "لَیِّنُ الْحَدِیْث" اور "یَضَعُ الحدیث" میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ان وجوہات کی بنا پر ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ ابن ابی سبرۃ پر "وضع حدیث" وغیرہ کی نسبت مبالغہ سے خالی نہیں، پیچھے ایک مقام پر ہم لکھ چکے ہیں کہ اُس زمانہ میں کسی کا قاضی یا مفتی بننا بھی بعض محدثین کے نزدیک عیب شمار ہوتا تھا اور وہ اس وجہ سے بھی جرح کر دیتے تھے، ابن ابی سبرہ کے بارے میں ہمیں امام ذہبیؒ کا فیصلہ قبول ہے وہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں،

"وھو ضعیف الحدیث من قبل حفظہ"[1]

---

[1] سیر اعلام النبلاء ج ۷، ص ۳۳۰

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ابن ابی سبرہ حافظہ میں کمزوری کی وجہ سے ضعیف الحدیث ہیں
اور امام بخاری رحمہ اللہ نے جو انہیں ضعیف قرار دیا ہے اسے بھی ہم اسی پر محمول کرتے ہیں کہ انہوں نے من جہۃ الحفظ ہی ضعیف قرار دیا ہے نہ کہ من جہۃ العدالۃ۔

(۴) ابراہیم بن محمد: (م) ان کا تذکرہ امام بخاری رحمہ اللہ کی تاریخ کبیر، امام ذہبیؒ کی میزان الاعتدال میں موجود ہے دونوں میں سے کسی ایک نے بھی انہیں ضعیف نہیں کہا حافظ ابن حجرؒ تحریر فرماتے ہیں:

"ابراهيم بن محمد بن معاوية ابن عبد الله بن جعفر هو ابراهيم بن محمد بن علي بن عبد الله بن جعفر صدوق من السادسة" [1]

ابراہیم بن محمد بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر، یہ ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر ہیں، صدوق ہیں چھٹے طبقہ کے ہیں،

آپ سے امام ترمذی نے اپنی جامع میں ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور امام نسائی نے مسند علی میں روایت لی ہے۔

(۵) معاویہ بن عبداللہ بن جعفر: (م) آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے عبداللہؓ کے صاحبزادے ہیں آپ کو شرف تابعیت حاصل ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً آپ کی روایت ذکر کی ہے، ان کے علاوہ امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے بھی آپ سے روایت لی ہے،
عجلیؒ آپ کو ثقہ قرار دیتے ہیں، ابن حبان نے بھی آپ کو ثقات میں ذکر کیا ہے [2]

---

[1] تقریب التہذیب ص ۲۳

[2] تہذیب الکمال ج ۲۸ ص ۱۹۷

Telegram : t.me/pasbanehaq1

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں :

"معاویۃ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب الھاشمی مقبول من الرابعۃ" [1]

حضرت معاویہ بن عبد اللہ چوتھے درجہ کے مقبول راوی ہیں

(۶) عبد اللہ بن جعفر : (م ۸۰ھ) آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔

(۷) جعفر بن ابی طالب : آپ ـــــ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچازاد بھائی، جلیل القدر صحابی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی ہیں غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے ہیں۔

(۸) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ : آپ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کے راویوں میں ابن ابی سَبْرَۃ کے علاوہ کوئی راوی ضعیف نہیں ہے، اور ان کا ضعف بھی بقول امام ذہبیؒ کے مِنْ جِہَۃِ الْحِفْظ ہے نہ کہ مِنْ جِہَۃِ الْعَدَالَتْ، لہٰذا یہ حدیث حسن درجے کی ہے زیادہ سے زیادہ ضعیف کہہ سکتے ہیں موضوع نہیں یہی وجہ ہے کہ کسی بھی امام اور حافظ الحدیث نے اسے موضوع قرار نہیں دیا، نہ کسی محدث نے اسے ابن ماجہ کی موضوع احادیث میں شمار کیا ہے،

علامہ عراقی نے بھی تخریج احیاء العلوم میں اس حدیث کو صرف ضعیف کہا ہے موضوع نہیں کہا چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"حدیث صلاۃ لیلۃ النصف باطل ولا ین

---

[1] تقریب التہذیب ص ۳۴۱

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ماجة من حديث علی " اذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها واسناده ضعيف" [1]

نصف شعبان کی شب پڑھی جانے والی نماز کی حدیث باطل ہے، البتہ ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نصف شعبان کی شب آئے تو رات کو شب بیداری کرو اور اگلے دن روزہ رکھو اس کی سند ضعیف ہے،

قاضی شوکانی بھی اس حدیث کو صرف ضعیف قرار دیتے ہیں موضوع نہیں چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

" ولابن حبان من حديث علی : اذا كان ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها ضعيف " [2]

ابن حبان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نصف شعبان کی شب آئے تو رات کو شب بیداری کرو اور اگلے دن روزہ رکھو، یہ حدیث ضعیف ہے،

صدیقی صاحب کی دروغ گوئی اور خیانت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت کی سندی حیثیت ملاحظہ فرمائیے

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین ج ۳ ص ۷۰۶، [2] الفوائد المجموعۃ ص ۵۱

Telegram : t.me/pasbanehaq1

کے بعد اب قارئین صدیقی صاحب کی دروغ گوئی اور خیانتیں ملاحظہ فرمائیں۔

صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

"ابن عدی کامل میں اور ذہبی میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں یہ روایت منکر ہے" [1]

صدیقی صاحب نے اپنی تحریر میں دروغ گوئی سے کام لیا ہے اس لیے کہ ابن عدی نے کامل میں ابن ابی سبرہ کی اور روایات تو ذکر کی ہیں لیکن یہ روایت سرے سے ذکر ہی نہیں کی منکر کہنا تو دور کی بات ہے۔

علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں یہ روایت ذکر تو کی ہے لیکن اسے منکر قرار نہیں دیا، لہٰذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ صدیقی صاحب نے یہ کہہ کر کہ "ابن عدی کامل اور ذہبی میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں یہ روایت منکر ہے" سرے سے جھوٹ بولا ہے،

صدیقی صاحب میزان الاعتدال کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"یہ شخص پہلے شیعہ تھا نفس ذکیہ کے ساتھ مل کر اس نے خلیفہ منصور کے خلاف بغاوت کی، بغاوت کی ناکامی کے بعد یہ قید کر دیا گیا، تقریباً چھ ماہ بعد مدینہ کے کچھ غلاموں نے قید خانے پر حملہ کر کے قیدیوں کو آزاد کر دیا جس میں یہ بھی آزاد ہوا، آزاد ہوتے ہی یہ مسجد کے منبر پر چڑھ گیا اور خلیفہ منصور کی تعریف میں فرضی روایات سنانی شروع کر دیں، جس پر منصور نے خوش ہو کر اسے قاضی بنا دیا، میزان الاعتدال ج ۴ ص ۵۰۳" [2]

---

[1] شبِ برات کیا ہے ص ۵۰

[2] ایضاً " " ص ۵۰

Telegram : t.me/pasbanehaq1

قارئین کرام صدیقی صاحب نے میزان الاعتدال کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے اس میں انتہائی خیانت اور دھوکہ دہی سے کام لیا ہے۔ میزان الاعتدال میں کہیں نہیں لکھا ہوا کہ "یہ شخص پہلے شیعہ تھا" اسی طرح میزان میں یہ بھی نہیں ہے کہ "آزاد ہوتے ہی یہ مسجد کے منبر پر چڑھ گیا اور خلیفہ منصور کی تعریف میں فرضی روایات سنانی شروع کردیں" چنانچہ ہم میزان الاعتدال کی اصل عبارت پیش کرتے ہیں دیکھئے اس میں کہیں ان باتوں کا اتہ پتہ ہے ؟

علامہ ذہبیؒ تحریر فرماتے ہیں :

" وکان قد خرج علی المنصور مع ابن حسن وکان تحت یدہ صدقات فامدّ ابن حسن باربعۃ وعشرین الف دینار، فاسر ابوبکر وسجن مقیّدًا ثم وقع ھیاج بالمدینۃ بعد اشھر فکسر عبید المدینۃ السجنَ واخرجوہ وارادوا فکّ قیدہ فقال ھٰذا ما یفوت ثم وقف وخطب فی اسفل المنبر وحرّض الناس علی الطاعۃ وحذّر من شق العصا فرعی ذالک لہ المنصور وقال قد اساء ثم احسن ثم ولی القضاء" [1]

ابن ابی سبرہ نے حضرت (محمد بن عبداللہ) بن حسن کے ساتھ مل کر خلیفہ منصور کے خلاف خروج کیا تھا، ان کے قبضہ میں بہت

---

[1] میزان الاعتدال ج ۴ ص ۵۰۲

Telegram : t.me/pasbanehaq1

سے عطیات تھے چنانچہ انہوں نے اُن میں سے چوبیس ہزار دینار بطورِ امداد حضرت (محمد بن عبداللہ) بن حسن کو دیے تھے اسی وجہ سے ابن ابی سبرہ کو گرفتار کر کے بیڑیاں ڈال کر قید کر دیا گیا تھا' پھر کچھ ماہ بعد مدینہ طیبہ میں لڑائی ہوئی تو مدینہ طیبہ کے چند علاموں نے قید خانے کو توڑ کر ابنِ ابی سبرہ کو نکال لیا اور ان کی بیڑیاں کھولنے لگے، ابن ابی سبرہ نے کہا .....

پھر ابن ابی سبرہ کھڑے ہوئے اور منبر کے سب سے نچلے حصّے میں خطبہ دیا جس میں لوگوں کو طاعت پر ابھارا اور لاٹھی کے شق ہونے سے ڈرایا، خلیفہ منصور نے اس وجہ سے اُن کا خیال کیا اور کہا کہ انہوں نے پہلے بُرا کیا تھا اب اچھا کیا، پھر انہیں (عراق کی) قضاء کا منصب عطا کر دیا،

ملاحظہ فرمائیے علامہ ذہبیؒ کے اس بیان میں کہیں دُور دُور تک بھی اشارہ ملتا ہے کہ ابن ابی سبرۃ شیعہ تھے، اور انہوں نے رہا ہونے کے بعد منصور کی تعریف میں فرضی روایات سنائی تھیں ؟

اصل بات یہ ہے کہ علامہ ذہبیؒ کے اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن ابی سبرۃ نے منصور کے خلاف اہلِ بیت کی مدد کی تھی جو سبب بنا تھا اُن کے قید ہونے کا، چونکہ صدیقی صاحب شیعہ فوبیہ کا شکار ہیں اس لیے ایک تو انہوں نے ابن ابی سبرۃ کے اہل بیت سے اس تعاون کو دیکھتے ہوئے انہیں شیعہ بنا دیا دوسرے اُن کے متعلق یہ جھوٹا بیان داغ دیا کہ "آزاد ہوتے ہی یہ مسجد کے منبر پر چڑھ گیا اور خلیفہ منصور کی تعریف میں فرضی روایات سنانی شروع کر دیں"

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب آگے لکھتے ہیں:

"علامہ ابوالحسن سندھی اپنی شرح ابن ماجہ میں اور ھیثمی مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں کہ امام احمد اور امام یحیی بن معین فرماتے ہیں یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا اس لیے یہ حدیث موضوع ہے، ابن جوزی نے بھی اسے موضوع قرار دیا ہے اور یہ روایت ابن ماجہ کی موضوعات میں شمار ہوتی ہے۔" [1]

صدیقی صاحب نے اپنے اس بیان میں بھی انتہائی دروغ گوئی سے کام لیا ہے اس لیے کہ نہ تو علامہ ابوالحسن سندھیؒ نے شرح ابن ماجہ میں اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے اور نہ ہی علامہ ھیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں، یہ صدیقی صاحب کا ان شخصیات پر افترا ہے جس سے یہ اکابر بری ہیں، ہم علامہ ابوالحسن سندھیؒ کی اپنی عبارت پیش کرتے ہیں،

قارئین اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ صدیقی صاحب نے اس کا کیا بتنگڑ بنایا ہے۔

علامہ سندھیؒ رقمطراز ہیں:

"و فی الزوائد اسنادہ ضعیف لضعف ابن ابی سبرۃ و اسمہ ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرۃ قال فیہ احمد بن حنبل و ابن معین یضع الحدیث" [2]

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۵۰

[2] شرح سنن ابن ماجۃ ج ۱ ص ۴۲۱

Telegram : t.me/pasbanehaq1

زوائد میں ہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی ابن ابی سبرہ ہے جو ضعیف ہے ان کا نام ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ ہے ان کے بارے میں امام احمد بن حنبل اور امام یحیی بن معین کا کہنا ہے کہ یہ حدیث گھڑ لیتے تھے۔

ملاحظہ فرمائیے علامہ سندھیؒ اس روایت کی سند کو "الزوائد" کے حوالے سے ضعیف لکھ رہے ہیں اور صدیقی صاحب علامہ سندھیؒ کے متعلق یہ جھوٹ بول رہے ہیں کہ انہوں نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے حالانکہ انہوں نے روایت کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا ہاں سند کو ضعیف قرار دیا ہے روایت اور سند میں جو فرق ہے وہ کسی بھی علم حدیث سے مَس رکھنے والے شخص پر مخفی نہیں ہے، معلوم نہیں صدیقی صاحب اس فرق سے آشنا تھے یا نہیں؟

"مجمع الزوائد"، ہم نے ساری چھان ماری اس میں اس حدیث کا نام و نشان بھی نہیں ہے چہ جائیکہ علامہ ہیثمیؒ کا اسے موضوع قرار دینا، باقی علامہ سندھیؒ نے جو صاحب زوائد سے یہ نقل فرمایا ہے کہ یحیی بن معین بھی ان کے بارے میں یہ کہتے تھے کہ یہ حدیث گھڑ لیتے تھے، یہ صاحب زوائد کا وہم ہے یحیی بن معین سے ابن ابی سبرہ کے بارے میں ایسی بات ثابت نہیں،

صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ ابن جوزی نے بھی اسے موضوع قرار دیا ہے یہ بھی جھوٹ ہے اسی لیے صدیقی صاحب نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا ورنہ صدیقی صاحب کے حواری اس کا ثبوت پیش کریں،

اسی طرح صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ "یہ روایت ابن ماجہ کی موضوعات میں شمار ہوتی ہے" یہ بھی غلط ہے کسی نے بھی اسے ابن ماجہ کی موضوعات میں شمار نہیں کیا، ورنہ ان کے حواری اس کا ثبوت پیش کریں،

Telegram : t.me/pasbanehaq1

آگے صدیقی صاحب امام عبدالرزاق ؒ کے متعلق میزان الاعتدال کے حوالے سے زہر اگلتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ابن ابی سبرۃ سے روایت نقل کرنے والا عبدالرزاق بن ہمام ہے، اگرچہ یہ حدیث کا امام تسلیم کیا جاتا ہے، لیکن اس پر بھی محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ رافضی ہے اور آخر عمر میں اس کے دماغ نے جواب دے دیا تھا جس کی وجہ سے روایات میں غلط روایات شامل ہوگئیں۔ امام احمد فرماتے ہیں اسے سنی سنائی گئیں زیادہ پسند تھیں، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۶۰۸" [1]

ایسے محسوس ہوتا ہے کہ آخر عمر میں خود صدیقی صاحب کے دماغ نے جواب دے دیا تھا اس لیے وہ بلا سوچے سمجھے جو چاہتے تھے لکھتے چلے جاتے تھے، صدیقی صاحب نے اپنی اس تحریر میں دروغ گوئی اور خیانت سے کام لیا ہے، اور اسے منسوب میزان الاعتدال کی طرف کر دیا ہے جس سے ہر پڑھنے والا یہ سمجھے گا کہ میزان الاعتدال میں ایسے لکھا ہوا ہے لہٰذا وہ معتبر ہوگا، حالانکہ میزان الاعتدال میں ایسے ہرگز نہیں لکھا ہوا۔

صدیقی صاحب کا کہنا ہے کہ "اس پر بھی محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ رافضی ہے" یہ بالکل جھوٹ ہے محدثین کا ہرگز اس پر اتفاق نہیں ہے چنانچہ ہم اس سلسلہ میں محدثین کے اقوال نقل کرتے ہیں جن سے صدیقی صاحب کی اس بات کی تردید ہوتی ہے۔

امام احمد بن حنبل ؒ کے صاحبزادے عبداللہ ؒ کہتے ہیں:

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۵۰

Telegram : t.me/pasbanehaq1

"سألت ابی عبد الرزاق یفرط فی التشیع؟ قال أما انا فلم اسمع منه فی هذا شیئاً ولکن کان رجلا یعجبه اخبار الناس" [1]

میں نے اپنے والد سے عبدالرزاق کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وہ شیعیت میں غلو سے کام لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ بھئی میں نے تو اُن سے اس بارے میں کچھ بھی نہیں سُنا ہاں مجھے اس قدر معلوم ہے کہ وہ احادیث سے بڑا شغف رکھتے تھے،

علامہ ذہبیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"ولقموا علیه التشیع وما کان یغلو فیه بل کان یحب علیا رضی الله عنه ویبغض من قاتله، وقد قال سلمة بن شبیب سمعت عبد الرزاق یقول: واللهِ ما انشرح صدری قط ان افضل علیا علی ابی بکر وعمر وکان رحمه الله من اوعیة العلم" [2]

محدثین نے آپ پر شیعیت کا الزام لگایا ہے، حقیقت یہ ہے کہ آپ اس میں غلو نہیں کرتے تھے، بات صرف اتنی ہے کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے اور اُن کے قاتل سے نفرت، سلمہ بن شبیب (عبدالرزاق کے شاگرد) کہتے ہیں

---

[1] میزان الاعتدال ج ۴ ص ۶۱۰

[2] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۶۴

Telegram : t.me/pasbanehaq1

کہ میں نے عبدالرزاق سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کی قسم مجھے کبھی بھی اس پر شرح صدر نہیں ہوا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دوں، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ امام عبدالرزاق علم کا خزانہ تھے،

محدث احمد بن الازہر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

سمعت عبدالرزاق یقول افضل الشیخین بتفضیل علی ایاھما علی نفسہ ولو لم یفضلھما لم افضلھما ، کفی بی ازراءً ان احب علیا ثم اخالف قولہ" [1]

میں نے امام عبدالرزاق کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا ہوں کیونکہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے اوپر فضیلت دی ہے ہاں اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں اپنے اوپر فضیلت نہ دیتے تو میں بھی نہ دیتا، میری بُرائی کے لیے یہی کافی ہے کہ میں جناب علی رضی اللہ عنہ سے محبت کروں اور ان کی بات کی خلاف ورزی کروں،

قارئین محترم : یہ ہے حقیقت امام عبدالرزاقؒ کے شیعہ ہونے کی محدثین اُن کے شیعہ ہونے کی تردید کر رہے ہیں، صدیقی صاحب فرماتے ہیں کہ اُن کے رافضی ہونے پر محدثینؒ کا اتفاق ہے،

---

[1] میزان الاعتدال ج ۴ ص ۶۱۲

Telegram : t.me/pasbanehaq1

بات وہیں آجاتی ہے کہ چونکہ صدیقی صاحب بغضِ علیؓ کا شکار ہیں اس لیے انہیں حبِ علیؓ میں سرشار ہر فرد رافضی نظر آتا ہے، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ پر جب کچھ لوگوں نے رافضی ہونے کا الزام لگایا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا

؎ لو کان حب آل محمد رفضا
فلیشھد الثقلان انی رافض

اگر آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا مطلب رافضی ہونا ہے
تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

ناصبی لوگوں کا وطیرہ ہے کہ ہر محبِ اہلبیت کو رافضی قرار دے دیتے ہیں یاد رہے کہ امام عبدالرزاقؒ کو رافضی قرار دینے والے پہلے شخص جوزجانی ہیں جو خود ناصبی ہیں، چونکہ صدیقی صاحب خود بھی ناصبی ہیں اس لیے انہیں ہر محبِ اہلبیت رافضی نظر آتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام عبدالرزاقؒ کے حافظہ میں آخر عمر میں فرق آگیا تھا، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس وجہ سے ان کی تمام روایات کو رد کر دیا جائے، ہاں اصول کے مطابق اُن کی اخیر عمر کی روایات کے بارے میں جرح کی جا سکتی ہے، مگر وہ بھی احادیثِ احکام وعقائد میں (وہ بھی اس صورت میں کہ اُن کا کوئی متابع نہ ہو) نہ کہ احادیثِ فضائل میں،

یہی وجہ ہے کہ تمام اصحابِ صحاحِ ستہ نے آپ سے روایت لی ہے اور آپ کی وجہ سے اُن احادیث پر کوئی جرح نہیں کی، ابن ابی شَبْرَہؒ نے جو آپ سے روایت لی ہے وہ آپ کے ابتدائی دور کی ہے جو حافظہ میں اختلاط سے پہلے کا دور ہے، کیونکہ امام عبدالرزاقؒ کی وفات ۲۱۱ھ میں ہوئی ہے جبکہ ابن ابی شیبہ کی وفات ۱۶۲ھ میں امام عبدالرزاقؒ کی وفات سے ۴۹ برس پہلے ہوئی ہے

Telegram : t.me/pasbanehaq1

صدیقی صاحب یہ جو لکھتے ہیں کہ " امام احمد فرماتے ہیں اسے سُنی سُنائی
گپیں زیادہ پسند تھیں" یہ انہوں نے امام احمدؒ کی قول کا مطلب غلط لیا ہے ہم
امام احمد رحمہ اللہ کا اصل قول پیش کرکے اس کا جو مطلب دیگر متبحرین نے
بیان کیا ہے وہ ذکر کرتے ہیں ۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

" اما انا فلم اسمع منه فی هذا شیئاً
ولکن کان رجلا یعجبه اخبار الناس "[1]

مولانا ضیاء الدین صاحب اصلاحی ، رفیق دار المصنفین اعظم گڑھ اس
قول کا مطلب یہ تحریر فرماتے ہیں :

" امام احمد سے ان کے صاحبزادے عبداللہ نے اس کے متعلق
سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے کانوں نے ان سے اس
طرح کی کوئی بات نہیں سُنی ہے ، ان کے بارے میں مجھ کو صرف
اس قدر معلوم ہے کہ وہ احادیث سے بڑا شغف رکھتے تھے "[2]

ملاحظہ فرمایئے صدیقی صاحب نے ایک سیدھی سی بات کو کیا سے
کیا بنا دیا ،

صدیقی صاحب کے بہتانات

صدیقی صاحب لکھتے ہیں :

" ان روایات میں جس نزولِ الٰہی کا بار بار ذکر ہو رہا ہے وہ کسی رات

---

[1] میزان الاعتدال ج ۴ ص ۶۱۰

[2] تذکرۃ المحدثین جلد اول ص ۶۹

Telegram : t.me/pasbanehaq1

کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہ نزول ہر رات تہجد کے وقت ہوتا ہے ان صوفیاء نے اسے ایک رات کے ساتھ مخصوص کر کے لوگوں کو تہجد کی نعمت سے محروم کر دیا اور اس طرح اسلام کو فائدے کے بجائے نقصان پہنچایا" [1]

صدیقی صاحب نے اس بیان میں صوفیاء پر بہتان باندھا ہے، صوفیائے نزول الٰہی کو قطعاً اس رات کے ساتھ مخصوص نہیں کیا وہ ہر رات میں نزول الٰہی کے قائل ہیں (البتہ اس رات اور عام راتوں میں فرق کرتے ہیں وہ یہ کہ اس رات شروع رات ہی سے نزول الٰہی ہوتا ہے اور عام راتوں میں اخیر شب کے اندر، اور یہ فرق خود احادیث میں موجود ہے) صدیقی صاحب کے حواریین میں ہمت ہے تو صدیقی صاحب کے اس دعوے کو (کہ صوفیاء نے اسے ایک رات کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے) دلیل سے ثابت کریں، ورنہ ہم اسے صوفیاء پر بہتان سمجھنے میں مجبور ہوں گے۔

صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ "صوفیاء نے لوگوں کو تہجد کی نعمت سے محروم کر دیا" یہ خود اپنا منہ چڑانے کے مترادف ہے صدیقی صاحب کو ایسی بات کرتے ہوئے شرم آنی چاہیئے تھی اس لیے کہ صدیقی صاحب تہجد تو کجا عام نمازیں بھی نہیں پڑھتے تھے جیسا کہ کراچی کے عوام و علماء اس کے شاہد ہیں اس طرح انہوں نے اپنے طرز عمل سے نہ جانے کتنے افراد کو تارک نماز بنایا ہوگا۔ اور وہ الزام لگا رہے ہیں صوفیاء کرام پر کہ انہوں نے لوگوں کو تہجد کی نعمت سے محروم کر دیا، حالانکہ صوفیاء کے نزدیک کوئی صوفی ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ تہجد کا پابند نہ ہو انہوں نے لوگوں کو تہجد سے کیا روکنا تھا ان کی تو دعوت ہے کہ فرائض کے

---

[1] شب برات کیا ہے ص ۵۰

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ساتھ نوافل پر بھی عمل کیا جائے تاکہ قربِ نوافل والی حدیث کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

کچھ آگے چل کر صدیقی صاحب تحریر فرماتے ہیں :

" احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر آخر عشرہ میں ہوتی ہے اسی لیے ارشادِ رسولؐ ہے " رمضان کے آخر عشرے میں اسے تلاش کرو "، لیکن افسوس کہ حنفیت کے دعویداروں نے شب قدر کو ستائیس کے ساتھ مخصوص کر کے رمضان کی راتوں کی شب بیداری سے نجات حاصل کر لی "۔ [1]

یہ بھی صدیقی صاحب کا احناف کفر اللہ سواد ھم پر بہتان ہے، احناف نے ہرگز شب قدر کو ستائیس کے ساتھ مخصوص نہیں کیا، بحمد اللہ احناف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر کی جستجو کرتے ہیں اور اسی کی جستجو میں اکیسویں شب سے اعتکاف کرتے ہیں، ہاں البتہ ان بعض روایات کی بناء پر جن میں ستائیسویں شب میں شبِ قدر کے ہونے کا زیادہ احتمال بتلایا گیا ہے، اس شب میں اور شبوں کی نسبت زیادہ اہتمام کرتے ہیں اور اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں، صدیقی صاحب تحریر فرماتے ہیں :

" یہ چند روایات ہیں جو ہم نے بطورِ نمونہ پیش کی ہیں۔ اگر ہم تمام روایات پیش کر کے اس پر بحث کریں تو ایک تفصیلی کتاب درکار ہوگی ہم نے ہر روایت پر تفصیلی بحث اپنی کتاب " شبِ برات اور اس کی حقیقت " میں بیان کر دی ہے جسے دیگر روایات کی

---

[1] شبِ برات کیا ہے ص ۵۱

Telegram : t.me/pasbanehaq1

تحقیق مطلوب ہو وہ اس کتاب کا انتظار کرے" [1]

صدیقی صاحب کی شبِ براءت سے متعلق بڑی کتاب کا تجزیہ

صدیقی صاحب کی اس کتاب کا ہم نے بغور مطالعہ کیا ہے، اس میں بھرتی کے سوا کچھ نہیں۔ صدیقی صاحب نے جس دجل و تلبیس سے اس چھوٹے رسالے میں کام لیا ہے، اسی دجل و تلبیس بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر اس بڑی کتاب میں کام لیا ہے، یہ چھوٹا رسالہ اسی بڑی کتاب کا خلاصہ ہے، قارئین نے خلاصہ کی حقیقت جان لی اسی پر وہ بڑی کتاب کو قیاس کر لیں ع

قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا

حقیقت یہ ہے کہ صدیقی صاحب نے اصولِ حدیث سے صرفِ نظر کرتے ہوئے احادیثِ فضائل پر جرحیں کی ہیں حالانکہ جمہور محدثین و فقہاء احادیث فضائل میں توسع کے قائل ہیں اور ان پر ایسی جرحیں نہیں کرتے، اگر صدیقی صاحب اس اصول کو مدِ نظر رکھتے تو اتنی بڑی کتاب لکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔

صدیقی صاحب کی دھوکہ دہی

صدیقی صاحب رقمطراز ہیں:

آخر میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ محدثین و فقہاء نے شبِ براءت اور اس کی روایت کے بارے میں جو آراء پیش کی،

---

[1] شبِ براءت کیا ہے ص ۵۲

Telegram : t.me/pasbanehaq1

ہیں اور ان روایات پر جو تبصرے کئے ہیں وہ ہم قارئین کی خدمت میں پیش کردیں تاکہ قارئین کو یہ اندازہ ہوجائے کہ یہ کوئی ہماری نرالی رائے نہیں" الخ [1]

صدیقی صاحب نے اپنی اس تحریر کے مطابق ص۵۱ سے ص۶۰ تک مختلف محققین کی آراء پیش کی ہیں، ہم نے اُن آراء کو حرف بحرف پڑھا ہے ان آراء میں ہمیں شبِ برات کے متعلق صدیقی صاحب کا جو نظریہ ہے اس نظریہ کی تائید میں قطعاً کوئی بات نہیں ملی، بعض محققین نے شب برات سے متعلق دو ایک حدیثوں کو ضعیف کہا ہے اس پر ہمارا بھی صاد ہے لیکن اس سے صدیقی صاحب کا نظریہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ان کا نظریہ تو یہ ہے کہ اس شب کی نہ کوئی شرعی حیثیت ہے نہ اس کی کوئی فضیلت یہ شیعوں کی عبادت کی رات ہے وہ اس رات میں تبرّا کرتے ہیں اس لیے یہ تبرے کی رات ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہم قارئین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دُوربین لگا کر دیکھ لیں کہ صدیقی صاحب کی پیش کردہ عبارتوں میں سے کسی بھی عبارت میں اُن کے نظریہ کی تائید نظر آتی ہے ؟

در اصل صدیقی صاحب نے محققین کی یہ آراء پیش کر کے عوام کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے اس لیے کہ ان آراء سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر محقق شبِ برات میں پڑھی جانے والی مخصوص نماز کی تردید کر رہا ہے نہ کہ شبِ برات کی اور صدیقی صاحب اِن آراء کو خاص شبِ برات کے خلاف

---

[1] شبِ برات کیا ہے ص ۵۲

Telegram : t.me/pasbanehaq1

Telegram : t.me/pasbanehaq1

پیش کر رہے ہیں، ہم بھی شبِ برادت میں پڑھی جانے والی مخصوص نماز کو صحیح نہیں سمجھتے لیکن اس مخصوص نماز کے صحیح نہ ہونے سے یہ کیسے لازم آگیا کہ سرے سے شبِ برادت کی حیثیت اور فضیلت کا تصور بھی صحیح نہیں ہے ؟

آگے صدیقی صاحب نے شبِ برادت سے متعلق کوئی خاص بات نہیں لکھی اس لیے ہم بھی اپنی اس تحریر کو یہیں ختم کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے عوام کی ہدایت اور احقر کی نجات کا ذریعہ بنا دے ۔

وما ذالك على الله بعزيز وما علينا الا البلاغ المبين ۔

مرادِ ما نصیحت بود و گفتیم حوالت باخدا کردیم و رفتیم

Telegram : t.me/pasbanehaq1

Telegram : t.me/pasbanehaq1

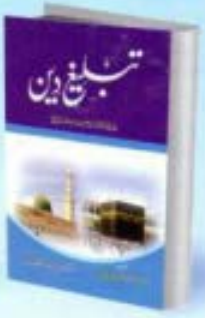

مکتبہ قاسمیہ
الفضل مارکیٹ ۱۷- اُردو بازار لاہور
Ph: 042-37232535-6, 0321-4220554
E.mail: maktaba_qasmia@hotmail.com

Telegram : t.me/pasbanehaq1